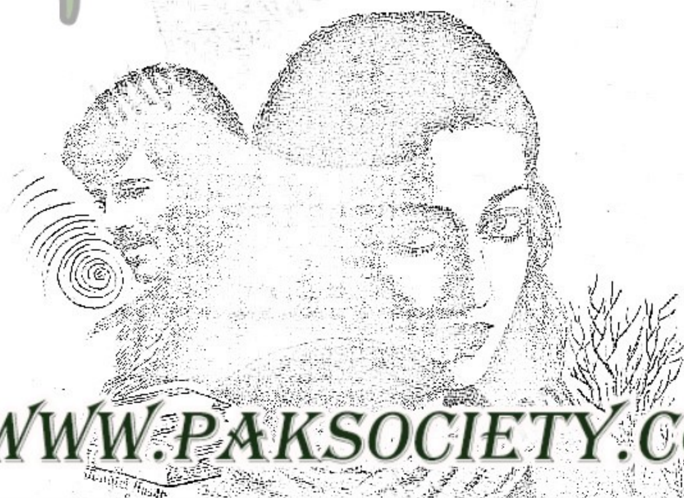
مریم عزیز

ساحلِ سنگِ دل



مریم عزیز



"مجھے مہران نہیں کرولا چاہیے وہ بھی زیرو میٹر۔" اس کے دو ٹوک انداز پر جعفر صاحب نے بے بسی سے اسے دیکھا۔

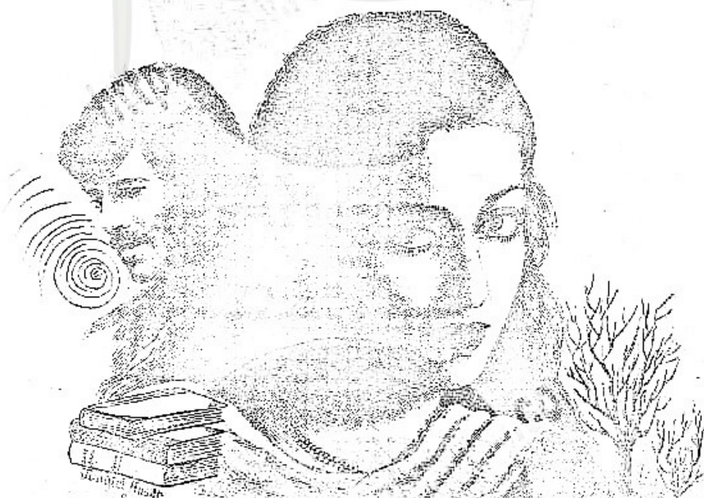
"بیٹا ابھی کچھ دن تو ہوئے ہیں تمہیں ڈرائیونگ سیکھے۔ ابھی تم اتنی پرفیکٹ ڈرائیو نہیں کر سکتیں۔" انہوں نے رک کر اس کے تاثرات جانچنے چاہے کوئی نتیجہ اخذ نہ ہونے پر وہ دوبارہ بولے۔ "میری بیٹی کو زیرو میٹر کار چاہیے ان شاء اللہ اگلے سال میں اپنی بیٹی کو زیرو میٹر کرولا لے کر دوں گا۔" انہیں خاموشی سے دیکھنے کے بعد بولی۔

"ٹھیک ہے تو پھر مجھے گاڑی نہیں چاہیے۔ آپ نے ۔ کہا تھا کہ جب میں یونیورسٹی جوائن کروں گی تو میں کار لے کر دوں گا اب تو مجھے یونیورسٹی میں بھی ایک سال ہو گیا ہے اور مجھے نئی کرولا ہی چاہیے اگر آپ وہ نہیں لے کر دے سکتے تو ٹھیک ہے مجھے مہران' آلٹو' کوئی بھی نہیں چاہیے۔"

"بجو! تم کتنی ضد کرتی ہو۔" کب سے ملائکہ کو ضد کرتا دیکھتا علی آخر کار جھنجھلا کر بول پڑا۔ ملائکہ کو پہلے ہی اپنی بات نہ مانے جانے پر غصہ آرہا تھا اوپر سے علی کا انداز۔ اس کی آنکھ سے ایک کے بعد دوسرا آنسو گرا تھا۔

جعفر صاحب تڑپ کر رہ گئے "تم چپ رہو یہ میرا

مکمل ناول



اور میری بیٹی کا معاملہ ہے۔"

"ملائیکہ میری جان! اس میں رونے والی کیا بات ہے۔" انہوں نے بے ساختہ اسے اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لیا۔

"میں نے اپنی سب فرینڈز کو بتایا تھا کہ میرے ڈیڈی مجھے کار گفٹ کریں گے۔ کل میں حنا کے ساتھ جا کر شوروم پہ پسند بھی کر آئی تھی۔ اب آپ منع کر رہے ہیں۔ میری کتنی انسلٹ ہو گی۔" وہ ان کے کندھے سے لگ کر سسکنے لگی تو جعفر صاحب نے اس کا چہرہ تھام کر اس کا ماتھا چوم لیا۔

"اچھا تم روؤ نہیں' چلو اٹھو۔"

جس بات کو ماننے میں وہ دو دن سے تامل کر رہے تھے' وہ بات ایک پل میں اس کے آنسو منوا گئے تھے۔ وہ بغیر حیران ہوئے آنسو صاف کرتی ہوئی ان کے پیچھے باہر نکل گئی۔

"ارے جعفر کہاں گئے؟" اندر داخل ہوتی نوشابہ نے حیرت سے علی سے پوچھا اور ٹرے ٹیبل پر رکھ دی۔

"بجو کے ساتھ کار لینے۔" علی نے اپنی چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"ملائیکہ مان گئی؟" انہوں نے مسکراتے ہوئے علی کو دیکھا "نہیں ڈیڈی مان گئے۔"

"لیکن جعفر تو کہہ رہے تھے کہ۔۔۔"

وہ بات ادھوری چھوڑ کر علی کو دیکھنے لگیں تو وہ کندھے اچکا کر ٹی وی کی طرف متوجہ ہو گیا۔ جبکہ نوشابہ پر سوچ انداز میں ٹی وی دیکھنے لگیں۔

تھوڑی دیر بعد گاڑی کے ہارن پر نوشابہ اور علی نے بے ساختہ ایک دوسرے کو دیکھا اور باہر نکل آئے۔ نوشابہ نے بغور اپنی بیٹی کو دیکھا۔ بلیک ٹراؤزر پر پنک شرٹ کے ساتھ اس کا چہرہ بھی گلابی ہو رہا تھا انہوں نے اس پر سے نظریں ہٹا کر اپنے شوہر کو دیکھا۔ جن کے چہرے پر اپنی بیٹی کی مسکراہٹ کا عکس صاف نظر آ رہا تھا ان پر نظر پڑتے ہی وہ تیزی سے ان کی طرف بڑھی۔

"دیکھیں مما میری کار" وہ ان کا بازو پکڑے انہیں کار کے پاس لے آئی "اچھی ہے نا' میں نے پسند کی ہے۔" وہ داد طلب نظروں سے انہیں دیکھنے لگی تو وہ مسکرا دیں۔

"بہت اچھی ہے۔"

"کل میں اپنی کار میں یونیورسٹی جاؤں گی۔" اس کے بچوں والے انداز پر وہ تینوں مسکرانے لگے تھے۔



"گڈ مارننگ! وہ مسکراتے ہوئے ڈائننگ روم میں داخل ہوئی تو اس کے ساتھ ہی بھینی بھینی خوشبو بھی سارے کمرے میں پھیل گئی۔ نوشابہ نے چونک کر اسے دیکھا جو بلیک ٹراؤزر اور گرے شرٹ بلیک اسکارف میں بہت پیاری لگ رہی تھی۔

"ملائیکہ! یونیورسٹی شلوار قمیص پہن کر جایا کرو۔" نوشابہ نے ٹوکا۔ اس نے کچھ حیرت سے انہیں دیکھا "آپ جانتی ہیں ایک تو شلوار قمیص مجھے پسند نہیں' پھر آخر فیشن بھی کوئی چیز ہے۔"

"لیکن جہاں تک میں نے دیکھا ہے ہمارے ہاں شلوار قمیص ہمیشہ سے فیشن میں ان ہے۔"

"پلیز مما! صبح صبح میرا موڈ آف نہ کریں۔" وہ بیزاری سے بولی تو کب سے خاموش بیٹھے جعفر صاحب نے اس کا چہرہ دیکھا۔ جس کا موڈ آف ہو چکا تھا۔

"نوشابہ! تم بھی صبح صبح کیسی باتیں لے کر بیٹھ گئی ہو۔" جعفر صاحب کے ٹوکنے پر انہوں نے گہرا سانس لے کر کپ ہونٹوں سے لگا لیا۔

"اوکے۔ میں چلتی ہوں' راستے میں سے حنا کو بھی پک کرنا ہے وہ" جعفر صاحب کا منہ چوم کر باہر نکل گئی۔ آج ملائیکہ نے ان کا منہ نہیں چوما تھا جس کا مطلب تھا' وہ ان سے ناراض ہے جعفر صاحب نے بھی شاید اس بات کو محسوس کیا تھا اس لیے کھنکھار کر انہیں اپنی طرف متوجہ کیا۔



"کیا بات ہے بیگم! اتنی خاموشی کیوں ہے؟"

"جعفر! ملائیکہ اب بچی نہیں بڑی ہو گئی ہے۔"

"یہی تو میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں۔ وہ بچی نہیں بڑی ہو گئی ہے۔ آپ کی روک ٹوک اسے بری لگتی ہے۔"

"بڑوں والی کوئی حرکت ہے اس میں؟ ابھی تک بچوں والی ضد۔"

"تم بھی کمال کرتی ہو نوشابہ! وہ ہم سے نہیں ضد کرے گی تو کس سے کرے گی۔ میرا سب کچھ اسی کا تو ہے۔ ایسی دولت کا کیا فائدہ جو اسے خوشی نہ دے سکے۔"

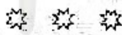
نوشابہ کتنی دیر تک ان کا چہرہ دیکھتی رہیں۔

"جتنی پیاری ملائیکہ آپ کو ہے اتنی مجھے بھی ہے۔ لیکن بیٹیاں پرائی ہوتی ہیں نہ جانے آگے کیسے کس مزاج کے لوگ ملتے ہیں۔ ہم بیٹی کو سب کچھ دے سکتے ہیں لیکن قسمت نہیں۔" اب کی بار جعفر صاحب خاموش تھے۔ علی ناشتے سے ہاتھ روکے کبھی ماں کو اور کبھی باپ کو دیکھ رہا تھا۔

جعفر صاحب نے گہرا سانس لیا۔

"تم جانتی ہو نوشابہ! میں ملائیکہ کی آنکھ میں آنسو نہیں دیکھ سکتا اور جہاں تک قسمت کی بات ہے۔ میں جانتا ہوں میری بیٹی خوش قسمت ہے۔" ان کے لہجے میں ایسا کچھ تھا کہ نوشابہ مزید کچھ کہہ نہیں سکیں اور علی بے اختیار گہرا سانس لے کر مسکرا دیا۔

جعفر کی اور ان کی ارینج میرج تھی۔ وہ اور جعفر اپنے والدین کی اکلوتی اولادیں تھیں۔ ہاں جعفر کے چچا کا ایک بیٹا تھا' فیروز جسے جعفر کے والدین نے پالا تھا۔ جعفر فیروز کو اپنا سگا بھائی مانتے تھے۔ جعفر کی کوئی بہن نہ تھی۔ انہیں بیٹی کا بہت ارمان تھا۔ شادی کے ایک سال بعد ان کے گھر بیٹا پیدا ہوا جو کچھ دن بعد ہی فوت ہو گیا۔ اس کے بعد دو بچے اور پیدا ہوئے لیکن مردہ۔ ان کے پاس دنیا کی ہر آسائش تھی صرف ایک اولاد نہ تھی اور ایسا لگتا تھا جیسے وہ دنیا کے غریب ترین انسان ہیں۔ اور پھر شاید اللہ کو ان پر رحم آ ہی گیا۔ شادی کے پورے سات سال بعد ان کے گھر ملائیکہ پیدا ہوئی۔ ملائیکہ کے پیدا ہونے کے کتنے دنوں تک جعفر بے یقین ہی رہے اور راتوں کو اٹھ اٹھ کر اس کی سانسیں دیکھتے' دھڑکنوں کو محسوس کرتے۔ ایک سال ان دونوں نے امید اور ناامیدی میں گزارا لیکن اب کی بار اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا کرم رکھا تھا' ملائیکہ ان کی جان تھی۔ جعفر تو اسے پا کر اتنے خوش تھے جیسے انہیں دنیا کی ساری خوشیاں مل گئی ہوں۔ ملائیکہ کے دو سال بعد علی آیا۔ لیکن جو حیثیت ملائیکہ کو حاصل تھی۔ وہ کم نہیں ہوئی بلکہ وقت گزرنے کے ساتھ زیادہ ہی ہوتی رہی۔ اس کے منہ سے نکلنے والا ہر لفظ پورا کرنا جیسے جعفر کے لیے فرض تھا۔ وہ بھی اس سے اتنا ہی پیار کرتی تھیں لیکن جعفر نے تو جیسے اسے نا کہنا سیکھا ہی نہ تھا۔ علی بے چارے کو اکثر شکوہ رہتا تھا۔ وہ بیٹا ہے' اکلوتا ہے لیکن بجو کے سامنے اس کا ہونا نہ ہونا ایک برابر ہے۔ لیکن اب کچھ عرصے سے وہ بے اختیار ملائیکہ کو ٹوک دیتی تھیں۔ جعفر کے بے جا لاڈ پیار نے اس میں کئی خامیاں پیدا کر دی تھیں۔ اسے نا سننے کی عادت نہیں رہی تھی۔ کبھی کبھی وہ تھوڑا پریشان ہو جاتی تھیں۔ جانے وقت کیا رنگ دکھاتا ہے' وہ ہمیشہ اس کی اچھی قسمت کے لیے دعا گو رہتی تھیں لیکن بیٹیوں کی قسمت کا کسے پتا ہوتا ہے۔



"واؤ! کیا زبردست کار ہے۔" حنا نے گاڑی میں بیٹھتے ہی اسے داد دی جیسے کار اس نے خود ڈیزائن کی ہو۔

"کہاں چلو گی؟"

"کیا مطلب؟" حنا نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"میرا مطلب ہے۔"

"اپنا مطلب تم رہنے دو' فی الحال یونیورسٹی چلو۔" حنا نے درمیان میں اسے ٹوک دیا تو وہ بدمزہ ہو کر رہ گئی۔

"میرا آج کلاس لینے کا کوئی موڈ نہیں۔" گاڑی پارک کرتے ہی ملائیکہ نے اعلان کیا۔

"تمہیں پتا ہے نا آج سر ابرار نے کتنا ضروری لیکچر دینا ہے۔ میں تو ضرور جاؤں گی" حنا کے حتمی انداز پر بھی اس کے انداز میں کوئی فرق نہیں آیا۔

"ہیلو گرلز کیا ہو رہا ہے؟" سامنے سے فراز آ رہا تھا۔

"نئی کار؟" اسے کرولا کے قریب کھڑے دیکھ کر وہ مسکراتا ہوا اس کے پاس آ گیا۔ مبارک ہو۔"

"تھینکس۔" وہ کھل کر مسکرائی۔

"سنڈے کو گھر آ جاؤ۔" اس نے فراز کو دیکھنے کے بعد تائیدی انداز میں حنا کو دیکھا۔

"یار سنڈے کو تو ابو گھر پہ ہوتے ہیں۔" فراز سوچتے ہوئے سر کھجانے لگا۔

"چلو اب یہ ابو کا ہوا بنا کر ڈرانے لگا ہے۔ سیدھی طرح کہو کسی لڑکی سے ملاقات کرنے جانا ہے۔"

ملائیکہ کی پیشانی پر بل پڑ گئے تھے۔

"فراز! یہ اب بچوں والے ڈرامے مت کیا کرو۔" پچھلے تین سالوں سے میں انکل کو بہت اچھی طرح جان گئی ہوں۔ مجھے تو وہ کوئی ہٹلر ٹائپ چیز نہیں لگتے۔"

"تم مہینے میں دو تین بار آتی ہو مہمان کے طور پر' پندرہ بیس منٹ کے لیے جبکہ میرا ان سے پچیس سالوں سے دن رات کا واسطہ ہے۔ مجھ سے پوچھو انہیں کیا کیا اعتراض ہیں۔" آخر میں اس کا لہجہ بے چارگی لیے ہوئے تھا۔

"سب سے پہلا اعتراض انہیں اس کے دو سالوں سے لگاتار فیل ہونے پر ہے۔" حنا نے پڑوسی ہونے کے ناتے اس کا راز فاش کیا تو فراز نے اسے آنکھیں دکھائیں۔

"اسے کیا ڈرا رہے ہو بھلا مجھے نہیں پتا' موصوف کتنے لائق فائق ہیں۔ کبھی کبھی سوچتی ہوں میں نے کیا سوچ کر تم سے دوستی کی۔"

"ڈلوا دی نا پھوٹ پڑ گئی کلیجے میں ٹھنڈک۔" فراز نے لڑاکا عورتوں کی طرح حنا کو کوسا۔

"ذرا لڑکیوں سے دوستی کم رکھا کرو۔" ملائیکہ کی نصیحت پر اس نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔

"جیلس ہو رہی ہو۔"

"جیلس ہوتی ہے میری جوتی۔" اس نے نخوت سے اپنے پاؤں کی طرف اشارہ کیا۔ اس نے مسکراتے ہوئے اس کے پاؤں کو دیکھا وہاں سے نظریں سفر کرتی ہوئی چہرے پر رک گئیں جبکہ وہ اس کی نظروں سے بے نیاز حنا سے بات کر رہی تھی۔

"پھر سنڈے کو آ رہے ہو؟" ملائیکہ کے مڑنے پر وہ چونکا۔

"ہوں!" اس نے مسکرا کر سر ہلایا۔

حنا سے اس کی اس وقت دوستی ہوئی تھی' جب وہ اسکول میں داخل ہوئی تھی۔ ان دونوں کی دوستی اتنی بھرپور اور مکمل تھی کہ اپنی دوستی میں انہیں کبھی تیسرے فرد کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ جبکہ فراز سے اس کی پہلی ملاقات تین سال پہلے حنا کے ہی گھر میں ہوئی تھی' آج بھی جب وہ اس ملاقات کو یاد کرتی تو ایک خوب صورت مسکراہٹ اس کے لبوں کو چھو جاتی تھی۔

وہ کمبائن اسٹڈی کے لیے حنا کی طرف پہنچی تو موسم کافی خوشگوار تھا ان دونوں کا ارادہ لان میں بیٹھ کر پڑھنے کا تھا۔ حنا چائے لینے اندر گئی تو اس نے دکھتی آنکھوں کو بند کر لیا۔ کچھ لمحوں کے بعد جب اس نے آنکھیں کھولیں تو ایک لڑکا اس کے بالکل سامنے کھڑا ایک ٹک اسے دیکھ رہا تھا۔ ایک پل کے لیے وہ سٹپٹا کر رہ گئی۔ اس کے ساکت وجود میں جنبش ہوئی تو وہ تیزی سے کھڑی ہوئی۔ لیکن وہ دس قدموں کا فاصلہ تین قدموں میں طے کرتا ہوا اس کے مقابل آ گیا۔

"مہ جبیں! تم مجھے چھوڑ کر کہاں چلی گئی تھیں۔"

"جی!" وہ حیرت سے سامنے کھڑے شخص کو دیکھنے لگی۔

"پلیز مہ جبیں! اب مجھے چھوڑ کر مت جانا' میں مر جاؤں گا۔" وہ اس کے مزید قریب آیا تو وہ بے ساختہ پیچھے ہٹی۔ وہ اس وقت سخت کنفیوز ہو رہی تھی۔

"دیکھیے آپ کو غلط فہمی ہو رہی ہے' میں مہ جبیں نہیں ہوں۔" جلد ہی اس نے خود کو نارمل کر کے سامنے کھڑے شخص کی غلط فہمی دور کرنی چاہی "میں جانتا ہوں تم مجھ سے سخت ناراض ہو لیکن یہ تو مت کہو تم میری مہ جبیں نہیں۔" سامنے کھڑے شخص کی آواز بھرّا گئی تو اس نے بے بسی سے دائیں طرف دیکھا جہاں سے حنا کی آمد ہوئی تھی۔

"مہ جبیں کہاں جا رہی ہو؟" اسے کمرے کی طرف بڑھتا دیکھ کر وہ اس کے راستے میں آ گیا اور اب کی بار اس کی پیشانی پر بل نمودار ہونے لگے۔

"دیکھیں مجھے آپ کا دماغ درست نہیں لگ رہا میں نے کہا نا میں مہ جبیں نہیں اب اگر دوبارہ آپ نے مجھے اس نام سے پکارا تو میں آپ کا دماغ درست کر دوں گی۔" اس کے سرخ چہرے کو دیکھ کر وہ شخص حیران ہوا۔

"کیا ہوا؟" اس کی تیز آواز پر حنا بھاگتی ہوئی باہر آئی۔

"تمہارا واچ مین کہاں ہے۔ دیکھو' یہ پتا نہیں کون پاگل اندر آ گیا ہے۔" اس نے حنا کے قریب جا کر اس کی طرف اشارہ کیا۔

"فراز!" حنا نے سامنے کھڑے شخص کو فراز کے نام سے پکارا تو وہ ایک شوخ مسکراہٹ لیے ایک ادا سے جھکا۔

"ہیلو مادام۔" فراز کے چہرے کے تاثرات اس تیزی سے بدلے کہ وہ ہیں کر کے رہ گئی۔

"ملائیکہ! یہ فراز ہے' یہ ہمارے ساتھ انکل افتخار رہتے ہیں' ان کا بیٹا۔ کچھ دن پہلے ہوسٹل سے یہاں آیا ہے۔"

"ہوسٹل سے آیا ہے یا پاگل خانے سے؟" اس کا تعارف کرواتے ہوئے وہ اتنی ایکسائیٹڈ تھی کہ اس کی بڑبڑاہٹ محسوس ہی نہ کر سکی۔

"اور فراز! یہ ملائیکہ میری بیسٹ فرینڈ۔ تمہیں بتایا تھا نا!"

"ان کا نام بھی ان کی طرح پیارا ہے۔" اس کے شوخ لہجے پر ملائیکہ نے غصے سے اسے گھورا۔ فراز کی بات پر حنا نے مسکرا کر اسے دیکھا تو اس کی مسکراہٹ ایک پل میں ہونٹوں کے گوشوں میں سمٹ کر معدوم ہو گئی۔ ملائیکہ کے چہرے پر غصے کے ساتھ ناگواری بھی صاف نظر آ رہی تھی۔ حنا نے کچھ پریشانی سے فراز کو دیکھا۔

"تم نے ملائیکہ سے کچھ کہا؟" وہ اس کی شوخ اور منہ پھٹ عادت سے واقف تھی۔ اس لیے مشکوک نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"میں نے۔" اس نے معصومیت سے اپنی طرف اشارہ کیا۔ میں نے تو صرف انہیں مہ جبیں کہا "یار یہ وہی مہ جبیں میرے خوابوں کی شہزادی جس کا میں نے تم سے ذکر کیا تھا۔"

"فراز! ہر ایک لڑکی کو دیکھ کر شروع مت ہو جایا کرو

لڑکی لڑکی میں بھی فرق ہوتا ہے۔" حنا کے تنبیہی انداز پر اس نے ایک بھرپور نظر اس پر ڈالی جو دانستہ ان دونوں کو نظرانداز کر رہی تھی۔

"وہ تو میں دیکھ رہا ہوں" وہ ایک بار پھر مسکرایا تو اب کی بار وہ ایک جھٹکے سے حنا کی طرف مڑی۔

"میں گھر جا رہی ہوں۔"

"ملائیکہ سنو تو۔" حنا اسے آوازیں دیتی رہ گئی لیکن وہ ان سنی کرتی ہوئی باہر نکل گئی۔

کچھ دن بعد وہ جب دوبارہ حنا کے گھر گئی تو پہلے سے وہاں موجود تھا اس کا موڈ ایک دم آف ہو گیا تھا لیکن اب وہ آ گئی تھی تو واپس مڑنا کچھ ٹھیک نہیں لگتا تھا اور حنا کے ساتھ وہ بھی اسے دیکھ چکا تھا۔ وہ اسے نظرانداز کرتی ہوئی حنا کے پاس بیٹھ گئی۔ ابھی اس نے بات شروع کی تھی کہ وہ اس کی بات کاٹ کر وہ اپنی شروع کر چکا تھا ملائیکہ نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔ کچھ دیر تو وہ برداشت کرتی رہی اس سے پہلے کہ وہ اٹھتی وہ اس سے مخاطب ہوا۔

"ملائیکہ! یہ آپ کا دوسرا جنم تو نہیں۔" اس نے غصے کے ساتھ اسے دیکھا۔

"فراز!" حنا نے اسے ٹوکا۔

"ٹھہرو نا یار!" وہ حنا سے بول کر پھر اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"چلیں یہ تو مذاق تھا دراصل آپ کی شکل مہ جبیں سے بہت ملتی ہے مہ جبیں میری گرل فرینڈ کا نام تھا۔ وہ بہت خوب صورت تھی۔ آپ اس کی طرح تو نہیں لیکن ملتی جلتی ہیں۔ گزارا ہو سکتا ہے۔" غصے کے مارے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تو فراز نے بمشکل اپنے قہقہے کو روکا۔

"میں اس سے بہت محبت کرتا تھا۔ وہ ہمارے مالی کی بیٹی تھی۔ اچانک وہ گم ہو گئی میں بس یہی جاننا چاہتا تھا کہ کہیں آپ کے پیرنٹس نے آپ کو اڈاپٹ تو نہیں کیا نا؟"

"اُنف۔" وہ جھٹکے سے اٹھی۔ "حنا اگلی دفعہ مجھے تب بلانا جب یہ پاگل یہاں موجود نہ ہو۔" ملائیکہ نے غصے سے حنا کو دیکھا جو ہنسی ضبط کرنے کے چکر میں دوہری ہو رہی تھی۔ وہ ان دونوں پر لعنت بھیجتی ہوئی واپس مڑ گئی۔ اس کے بعد وہ جب بھی حنا کی طرف گئی پتا نہیں اسے کیسے خبر ہو جاتی تھی۔ وہ حتی الامکان اسے نظرانداز کرنے کی کوشش کرتی لیکن وہ کسی نہ کسی طرح اسے باتوں میں الجھا لیتا۔ اب تو وہ بھی عادی ہو گئی تھی۔ اس کی باتوں پر اکثر نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ جاتی۔ اس نے آج تک کسی لڑکے سے دوستی نہیں کی تھی۔

"میری بیٹی میرا غرور ہے۔ میں جانتا ہوں وہ اپنے ڈیڈی کے اعتماد کو کبھی ٹھیس نہیں پہنچائے گی۔" جعفر صاحب نے کہا تھا۔ تب وہ تھرڈ ایر میں تھی لیکن اپنے باپ کے لہجے میں چھپی تنبیہہ بھانپ گئی تھی۔ وہ جس سوسائٹی سے تعلق رکھتی تھی وہاں ایسی دوستیاں عام تھیں لیکن وہ ایسی دوستی نہیں کر سکتی اس دن پہلی بار اسے پتا چلا تھا۔ بہت آزاد خیال ہونے کے باوجود اس کے ڈیڈی اس معاملے میں شاید روایتی ہیں جبکہ مما کی روایتی سوچ کا اسے علم تھا۔ اس دن اس نے ایک بات اچھی طرح اپنے دل و دماغ میں بٹھالی اسے اپنے باپ کا غرور قائم رکھنا ہے۔ لیکن غیر شعوری طور پر فراز اس کی دوستی کے دائرے میں آ گیا تھا۔



"اب بس کرو یار!" فراز ہانپتا ہوا کرسی پر ڈھیر ہو گیا جبکہ علی بھی ٹینس گھاس پر پھینک کر وہیں گھاس پر لیٹ گیا۔

"تم لوگوں میں تو مردوں والی کوئی بات ہی نہیں۔" ملائیکہ کے کہنے پر وہ دونوں تڑپ کر سیدھے ہوئے تو ان کے تاثرات پر اسے اپنے لفظوں کا احساس ہوا۔

"میرا مطلب ہے لڑکیوں کی طرح نازک ہو۔ تین شارٹس کیا لگا لیے ہانپنے لگے ہو۔" اس کی وضاحت پر وہ دونوں دوبارہ اپنی پہلی والی پوزیشن میں چلے گئے۔

کچھ دیر بعد دونوں ایک بار پھر کھیل میں مصروف ہو چکے تھے۔

اس نے پاس بیٹھی حنا کے ہاتھ سے رسالہ جھپٹ کر میز پر پٹخ دیا۔ "میں نے یہاں تمہیں رسالہ پڑھنے کے لیے انوائٹ نہیں کیا۔"

"یار! بس اینڈ رہ گیا ہے۔"

"کوئی ضرورت نہیں۔" ملائیکہ نے رسالہ اپنی گود میں رکھ لیا تو وہ بے چارگی سے اس کی شکل دیکھ کر رہ گئی۔

"انکل، آنٹی کب تک آئیں گے؟" کچھ دیر بعد حنا نے علی اور فراز پر سے نظریں ہٹا کر اس سے پوچھا۔

"ایک گھنٹے تک آجائیں گے۔ ایکچوئیلی ڈیڈی کے دوست کی طبیعت خراب تھی۔ اس لیے انہیں جانا پڑا۔ ورنہ مما کل سے تمہارا انتظار کر رہی تھیں۔"

"ہاں کل آنٹی نے فون بھی کیا تھا۔"

ملائیکہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"سنا ہے تمہارے لیے معیز کا پرپوزل آیا ہے۔"

حنا کے شوخ انداز پر اس نے افسوس سے سر ہلایا۔

"مما بھی نا۔"

"انکار کی وجہ پوچھ سکتی ہوں؟" حنا نے کرسی کی بیک سے ٹیک لگاتے ہوئے بغور اس کا چہرہ دیکھا۔

"مجھے اس کی ہائیٹ پسند نہیں تھی۔"

"توبہ ملائیکہ! کیا بنے گا تمہارا؟" حنا ایک جھٹکے سے سیدھی ہوئی "پچھلی دفعہ جو پرپوزل آیا تھا اس کی آواز تمہیں پسند نہیں تھی۔ یہ کوئی وجہ ہے کسی کو ناپسند کرنے کی۔ جانتی ہو معیز کتنا لائق ہے۔ ہارٹ سرجن ہے۔ اوپر سے اتنا اچھا بیک گراؤنڈ اور تمہیں اس کی ہائیٹ پسند نہیں۔" حنا نے جیسے اس کی عقل پر افسوس کیا۔

"اب کوئی زبردستی تو نہیں۔" وہ بے نیازی سے بولی۔

"اچھا یہ بتاؤ۔ کامران میں کیا برائی تھی؟"

ملائیکہ نے حیرت سے اسے دیکھا "کامران کا یہاں کیا ذکر' وہ اس لیے کہ اس کی ہائیٹ بھی اچھی تھی اور آواز بھی یونیورسٹی کی کئی لڑکیاں اس کے پیچھے تھیں جبکہ وہ تمہیں کتنا پسند کرتا تھا۔ شاید محبت کرتا تھا۔"

"محبت!" ملائیکہ استہزائیہ انداز میں مسکرائی۔ "اسے تو شاید محبت کے ہجے بھی نہیں آتے ہوں گے اور ویسے بھی مجھے اس کی محبت کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔"

وہ نخوت سے ناک سکیڑ کر بولی تو حنا نے افسوس سے اس کا چہرہ دیکھا۔

"میں دیکھ رہی ہوں ملائیکہ! تم دن بہ دن مغرور ہوتی جا رہی ہو شاید بے تحاشا محبت نے تمہارا دماغ خراب کر دیا ہے۔ اللہ سے ڈرو اور اس محبت کو نعمت خداوندی سمجھ کر اس کی قدر کرو' یہ نہ ہو کہ یہ محبت تمہارے لیے آزمائش کے بعد عذاب بن جائے۔"

ملائیکہ آنکھوں میں بے تحاشا حیرت لیے اسے دیکھتی رہی "بد دعا دے رہی ہو؟"

"لاحول ولا۔" حنا نے بے ساختہ ماتھا پیٹا۔ "بے وقوف سمجھا رہی ہوں جو اپنا ہوتا ہے وہی سمجھاتا ہے۔" حنا نے محبت سے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"اب تمہیں کیا کہوں۔" وہ کچھ افسردہ ہوئی تو حنا کو افسوس ہوا۔ "اچھا بابا معاف کرو' اب ایسی باتیں نہیں کرتی۔"

"نہیں تم ٹھیک کہہ رہی تھیں شاید میں ہی غلط ہوں لیکن جس کامران کی محبت کا تمہیں دکھ ہے کم از کم میں اسے محبت نہیں مانتی۔ سلیپنگ پلز کھالیں' پوری یونیورسٹی میں بدنام کر دیا۔ مجھے بھولنے میں وہ کتنے دن لے گا۔ یہ تم جلد دیکھ لوگی۔" اس کا انداز چیلنج کرتا ہوا تھا۔ "وہ اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا ہے' چار بہنوں کی امیدوں کا مرکز ہے جسے ان کا احساس نہیں' وہ کسی سے کیا محبت کرے گا۔

جہاں تک شادی کی بات ہے۔ تم جانتی ہو میں اپنی پسند سے ہٹ کر کوئی چیز نہیں لیتی' چاہے مجھے جتنا ہی نقصان کیوں نہ ہو یہ تو پھر میرے لائف پارٹنر کی بات ہے۔ اسے ہر لحاظ سے ویسا ہونا چاہیے جیسے مجھے پسند ہے۔" اس کے لہجے میں اپنی پسند کو حاصل کرنے کا غرور شامل تھا۔

حنا پرسوچ انداز میں اس کا چہرہ دیکھتی رہی۔

☼ ☼ ☼

وہ اپنا ہینڈ بیگ اٹھا کر نوشابہ کے کمرے میں آ گئی۔ وہ ابھی ابھی نماز پڑھ کر فارغ ہوئی تھیں۔

"مما! مجھے پانچ ہزار کی ضرورت ہے۔" نوشابہ نے تسبیح رکھ کر حیرت سے اس کا چہرہ دیکھا۔

"لیکن ابھی کل ہی تو تم نے اپنے ڈیڈی سے پندرہ ہزار لیے تھے۔"

"جی لیے تھے لیکن وہ کم ہیں۔"

"ملائیکہ! تمہاری فضول خرچیاں زیادہ نہیں ہونے لگیں۔"

"پلیز مما! آپ دے رہی ہیں یا میں ڈیڈی سے بات کروں۔"

"فضول خرچ ہونے کے ساتھ بدتمیز بھی ہو گئی ہو۔" وہ اٹھ کر ڈریسنگ روم میں چلی گئیں۔

واپسی میں ان کے ہاتھ میں پانچ ہزار کا نوٹ تھا۔ "حنا کے ساتھ شاپنگ پر جا رہی ہوں جلدی آ جاؤں گی۔" وہ ان کا منہ چوم کر باہر نکل گئی۔

پندرہ منٹ کا راستہ تیز رفتاری سے طے کرتے ہوئے وہ حنا کے گھر پہنچ گئی۔ اندر جانے کے بجائے اس نے میسج کر دیا تھا۔ اگلے تین منٹ میں وہ باہر تھی۔

"لبرٹی چلنا ہے یا فورٹریس؟" وہ نظریں سامنے سڑک پر جمائے حنا سے پوچھ رہی تھی۔

"پہلے لبرٹی چلتے ہیں پھر فورٹریس۔" حنا کے کہنے پر اس نے تیزی سے موڑ کاٹا تھا اور فل اسپیڈ پر کار بھگانے لگی تھی۔

"خدا کا واسطہ ہے ملائیکہ اسپیڈ کم کرو۔ مجھے ابھی جینا ہے شادی کرنی ہے اپنے ننھے منے بچوں کو دیکھنا ہے۔"

جب دوسری دفعہ ان کی کار دوسری کار سے ٹکراتے ٹکراتے بچی تو حنا کو ٹوکنا پڑا۔ وہ اپنے لیے ٹی شرٹ پسند کر رہی تھی جب حنا اس کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی۔

"میری برتھ ڈے پر یہ پہنو گی۔"

"کیوں اچھی نہیں۔" ملائیکہ نے شرٹ کو الٹ پلٹ کر دیکھا۔

"اچھی ہے لیکن اس دفعہ میری سالگرہ پر تم میری پسند کا ڈریس پہنو گی۔ چلو میرے ساتھ۔" وہ اس کا ہاتھ کھینچ کر اسے باہر لے آئی۔

"جانا کہاں ہے؟" اس کے مسلسل ہاتھ کھینچنے پر ملائیکہ نے جھنجلا کر پوچھا۔

"بس چپ چاپ چلتی جاؤ" حنا کے بولنے پر وہ غصے سے چپ کر گئی۔ حنا اسے لے کر ایک بوتیک میں داخل ہو گئی۔ "میری برتھ ڈے پر تم یہ کرتا اور پاجامہ پہنو گی۔"

"کیا؟" ملائیکہ بدک کر پیچھے ہٹی تھی۔

"تمہیں پتا ہے، مجھے شلوار قمیص ٹائپ چیزوں سے کتنی چڑ ہے۔"

"پتا ہے لیکن میری خاطر۔" حنا اس کے اعتراض کو کسی خاطر میں نہیں لائی تھی اور اس کے لیے ڈریس پسند کرنے لگی۔ ملائیکہ نے ناراضی کے اظہار کے طور پر منہ دوسری طرف پھیر لیا۔ اسے کھڑے تھوڑی دیر ہوئی تھی جب حنا ہاتھ میں پنک شفون کا سوٹ لیے اس کے سامنے آئی تھی۔

"دیکھو کیسا ہے؟"

"بکواس۔" اس نے دیکھے بغیر اسے ریجیکٹ کر دیا تھا۔

"تم تو ہو ہی بدذوق۔ مجھے تو پسند ہے اور یہ بات کافی ہے۔ تمہیں یہی پہننا ہے، تمہیں پسند ہو یا نہیں چلو جیب ڈھیلی کرو، چار ہزار کا ہے۔"

"کیا؟" ملائیکہ غصے سے اس کی طرف مڑی لیکن وہ سوٹ لے کر کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئی تھی اور وہ پیر پٹختی ہوئی اس کے پیچھے تھی۔

گاڑی میں بیٹھ کر بھی اس کا موڈ درست نہیں تھا لیکن حنا مسلسل گنگنا رہی تھی۔

"بھوک لگی ہے۔"

"تو میں کیا کروں۔" ملائیکہ نے غصے سے اسے

دیکھا تو حنا کھلکھلا کر ہنس پڑی۔
"تم کچھ نہ کرو بس گاڑی کسی کھانے پینے والی جگہ پر روک دو۔" اس نے گاڑی شیزان کے آگے روکی تھی۔
حنا کا پسند کیا ہوا ڈریس پہن کر جب وہ آئینے کے سامنے آئی تو کپڑوں کا عکس چہرے پر بھی جھلکنے لگا۔ ایک تفاخر بھری مسکراہٹ اس کے چہرے پر آئی تو اس نے نظریں آئینے پر سے ہٹا لیں۔ آج کافی عرصے بعد اس نے شلوار قمیص ٹائپ کوئی چیز پہنی تھی جہاں اسے اپنا آپ اچھا لگ رہا تھا وہاں عجیب بھی لگ رہا تھا۔ ابھی اس نے دوپٹہ گلے میں ڈالا ہی تھا جب دروازے پر دستک ہوئی اور اس کے یس کہتے ہی علی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تھا اس پر نظر ڈالتے ہی وہ ٹھٹکا تھا۔ اگلے ہی پل وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑا، ملائیکہ نے ناگواری سے اسے گھورا۔
"تمہارے کیوں دانت نکل رہے ہیں؟"
"بجو! تم اور یہ مغلیہ طرز کا کرتا پاجامہ۔ کیا عجیب کمبی نیشن ہے۔" اس کے مسلسل مسکرانے پر ملائیکہ کچھ کنفیوز ہو گئی تھی۔ وہ ایک بار پھر آئینے کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی۔
"عجیب لگ رہا ہے نا مجھے پتا تھا شلوار قمیص مجھے سوٹ نہیں کرتی۔" وہ خود کلامی کے انداز میں بولی۔
"ویسے یہ نیک مشورہ تمہیں دیا کس نے ہے؟"
"یہ حنا کی بچی کے سوا اور کون ہو سکتا ہے، لے کر مجھے کارٹون بنا دیا۔"
حنا کی بچی بھی ہے۔ مجھے کسی نے بتایا ہی نہیں۔"
"شٹ اپ علی! میں اس وقت بالکل بھی مذاق کے موڈ میں نہیں۔ رکو میں چینج کر کے آتی ہوں۔"
وہ جس تیزی سے مڑی تھی، اسی تیزی سے علی اس کے سامنے آیا تھا "میں مذاق کر رہا تھا۔"
"بجو! بہت پیاری لگ رہی ہو قسم سے۔" ملائیکہ نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا شکل سے وہ سنجیدہ لگ رہا تھا۔
"اب چلیں۔ مما اور ڈیڈی بالکل تیار ہیں اور ہمارا ویٹ کر رہے ہیں۔"
"تم سچ بول رہے ہو نا علی! میں بری تو نہیں لگ رہی۔"
اس سے پہلے کہ علی کچھ کہتا، ملائیکہ کا موبائل بج اٹھا اس نے جلدی سے موبائل اٹھایا، اسکرین پر حنا کا نام جگمگا رہا تھا۔
"ہاں بس یار! انکل رہے ہیں بے فکر رہو کیک کٹنے سے پہلے پہنچ جاؤں گی، اوکے بائے۔" فون آف کر کے اس نے جلدی سے حنا کا گفٹ بیڈ سے اٹھایا اور علی کے ساتھ باہر نکل آئی۔ اس کے سامنے آتے ہی نوشابہ اور جعفر صاحب جس طرح حیران ہوئے تھے۔ وہ ایک بار پھر نروس ہو گئی تھی۔
"نوشابہ! تم نے اس خوب صورت لڑکی کو پہچانا۔"
جعفر صاحب کے شرارتی انداز پر وہ مسکراتی ہوئی ان کے قریب آ گئی۔
"پہچانا کیوں نہیں یہ میری بیٹی ہے۔" انہوں نے اسے ساتھ لگا لیا۔
"آج تو میری بیٹی شہزادی لگ رہی ہے۔" جعفر صاحب نے سو کے تین نوٹ وار کر سکینہ کو دیے تو ایک تفاخر بھری مسکان ملائیکہ کے چہرے پر پھیل گئی تھی۔
"چلیں ڈیڈی دیر ہو رہی ہے۔"
"چلو۔" وہ اسے بازو کے حلقے میں لیے ہوئے باہر نکل آئے۔ حنا کے گھر پہنچتے پہنچتے وہ نارمل ہو چکی تھی۔
حنا اسی کا انتظار کر رہی تھی۔ اسے دیکھ کر وہ خوش ہو گئی۔ "قسم سے آفت لگ رہی ہو۔"
"پتا ہے مجھے۔" وہ اٹھلا کر بولی۔
وہ باتیں کرتے ہوئے اندر کی طرف بڑھنے لگیں۔
کیک کاٹ کر حنا اپنے مہمانوں میں مصروف ہو گئی تو وہ اپنی پلیٹ لے کر ایک کرسی پر بیٹھ گئی، فراز بھی اپنی پلیٹ لے کر اس کی ٹیبل پر آ گیا۔
"اتنی دیر سے کیوں آئے ہو؟"
"وہ خالہ آ گئی تھیں اسی لیے دیر ہو گئی تھی۔"
"اچھا!" ملائیکہ نے اچھا کو لمبا کھینچا تھا۔

"خالہ! صالحہ کی ممی پھر تو صالحہ بھی ساتھ ہوگی۔"

"تمہارا کیا مطلب ہے؟" فراز نے گھور کر اسے دیکھا تو وہ مسکرا کر بات بدل گئی۔

"کچھ نہیں۔"

اس کی مسلسل خاموشی پر اس نے ارد گرد سے نظریں ہٹا کر فراز کو دیکھا جو بہت غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"کیوں ایسے کیوں گھور رہے ہو؟"

"آج کس پر بجلی گرانے کا ارادہ ہے؟" ملائکہ سمجھ گئی اس کا اشارہ اس کے کپڑوں کی طرف ہے۔

"کم از کم تم پر نہیں۔"

"لیکن بجلی تو مجھ پر گری ہے۔"

"مجھے تو تم کہیں سے بھی جلے ہوئے نہیں لگ رہے۔"

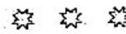
"یہ بجلی اندر گری ہے' باہر اس کے آثار نظر نہیں آئیں گے۔"

ملائکہ نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا۔

"آج پی کر تو نہیں آئے۔"

"ملائکہ! ایم سیریس ہوں مذاق نہیں کر رہا' مجھے سچ مچ تم سے محبت ہو گئی ہے۔"

"شٹ اپ فراز! یہ ڈائیلاگ اپنی گرل فرینڈز کے لیے سنبھال کر رکھو مجھ پر لائن مارنے کی ضرورت نہیں۔ مجھے ایسا مذاق بھی پسند نہیں اگر تم نے آئندہ ایسی کوئی بات کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔" وہ غصے سے اٹھی تھی فراز اسے آوازیں دیتا رہ گیا لیکن اس نے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا۔ گھر آکر بھی فراز کی باتیں سوچ کر اس کا دماغ کھولتا رہا۔



وہ بڑے ڈھیلے ڈھالے انداز میں چلتی ہوئی لاؤنج میں داخل ہوئی' لاؤنج میں اس وقت صرف نوشابہ بیٹھی تھیں جن کا سارا دھیان ٹی وی کی طرف تھا۔ سو وہ ان کے قریب بیٹھ گئی' دونوں ٹانگیں صوفے پر رکھ لیں اور لاڈ سے ان کے کندھے سے سر ٹکا دیا۔ اس کی اس حرکت پر وہ بے ساختہ مسکرائی تھیں۔

"آج یونیورسٹی کیوں نہیں گئیں؟"

"موڈ نہیں تھا۔" وہ آنکھیں بند کر کے بولی۔

"موبائل بھی تمہارا آف تھا۔ صبح سے حنا اور فراز کے کتنے فون آ چکے ہیں۔" اس نے گہرا سانس لے کر آنکھیں کھولیں اور سر ان کے کندھے سے اٹھا لیا۔

"سمیرا! ملائکہ کے لیے ناشتہ لگا دو۔" انہوں نے سمیرا کو کہنے کے بعد اسے دیکھا "اب تم بھی اٹھ جاؤ پوستی! لوگ اس وقت دوپہر کے کھانے کی تیاری کر رہے ہیں اور تم ناشتہ کر رہی ہو۔"

ان کے کہنے پر اس نے گھڑی کی طرف دیکھا جہاں ساڑھے گیارہ بج رہے تھے۔ وہ ابھی کھڑی ہوئی تھی کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"ہیلو!" اس کے ہیلو کے بعد دوسری طرف سے جعفر صاحب کی آواز آئی "اٹھ گئی ڈیڈی کی جان۔"

"جی ڈیڈی!" وہ ہنستے ہوئے بولی۔

وہ اس سے ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے' اس نے محسوس کیا آج وہ بہت خوش ہیں آخر کار اس نے وجہ پوچھ ہی لی۔

"کیا بات ہے ڈیڈی! آج آپ بہت خوش ہیں۔"

اس کے پوچھنے پر وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔

"ہاں آج میں واقعی بہت خوش ہوں' آکر بتاتا ہوں پہلے اپنی ماں کو فون دو۔"

"جی!" وہ فون نوشابہ کو پکڑا کر ڈائننگ روم میں آگئی

تھوڑی دیر بعد اس نے نوشابہ کو کچن میں جاتے اور سمیرا کو ہدایات دیتے ہوئے سنا' یہ تو اسے اندازہ ہو گیا تھا کوئی مہمان آ رہا ہے لیکن یہ پتا نہیں تھا ایسا کون سا خاص الخاص مہمان آ رہا ہے' جس کی آمد سے پورے گھر میں کھلبلی مچ گئی ہے۔ جوس کا آخری سپ لے کر اس نے گلاس واپس رکھ دیا اور واپس لاؤنج میں آ گئی۔

"کوئی آ رہا ہے مما؟" ملائکہ کے پوچھنے پر نوشابہ نے سر ہلا دیا۔

"فیروز بھائی آرہے ہیں۔"

"نام تو سنا سنا لگ رہا ہے۔" ملائیکہ نے سوچتے ہوئے کہا۔

"ارے بابا! تمہارے ڈیڈی کا بھی تو ایک رشتہ ہے۔ فیروز تمہارے ڈیڈی کے چچیرے بھائی ہیں۔ فیروز کے پیرنٹس کی ڈیتھ بچپن میں ہو گئی تھی تمہارے دادا دادی نے انہیں پالا تھا۔ فیروز اور تمہارے ڈیڈی میں پیار بہت تھا بالکل سگے بھائیوں کی طرح۔ تمہارے دادا کی وفات کے بعد فیروز لندن چلے گئے۔ تمہاری دادی کو ان سے بہت پیار تھا۔ ان کی جدائی کے غم میں وہ اس دنیا سے چل بسیں، شروع کے چند سال تو فیروز جعفر کے ساتھ رابطے میں رہے پھر انہوں نے وہاں کسی انگریز عورت سے شادی کرلی، پھر کبھی کبھی کے بعد فون کا یہ رابطہ ختم ہو گیا۔"

"اسی لیے مجھے ان کا نام سنا سنا لگ رہا تھا۔ ڈیڈی ان کا بہت ذکر کرتے ہیں۔" نوشابہ نے مسکرا کر سر ہلایا۔

"مجھے اچھی طرح یاد ہے، جب اس کو تمہاری پیدائش کا پتا چلا تھا کتنا خوش ہوا تھا۔"

"بجو کے پیدا ہونے پر ایسا کون سا شخص تھا جو خوش نہیں ہوا تھا۔" علی نے برا سا منہ بنا کر کہا۔ جو ابھی کالج سے آیا تھا۔

"میرا خیال ہے، خاور انکل کے گھر میں جو طوطا ہے۔ اس نے بھی بجو کے پیدا ہونے پر بھنگڑے ڈالے ہوں گے۔"

"آخر تم مجھ سے اتنا جلتے کیوں ہو۔" ملائیکہ نے اس کی کیفیت سے مزا لیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ میں کیوں جلوں گا۔ میں خود اکلوتا ہوں۔" علی نے فرضی کالر اٹھائے تو ملائیکہ ہنس پڑی۔

"ہاں ایسا اکلوتا جس کو کوئی لفٹ نہیں کرواتا۔"

ممما! دیکھ رہی ہیں آپ۔" علی نے غصے سے شکایت لگائی۔

"ملائیکہ!" نوشابہ نے تنبیہی انداز میں اسے پکارا تو وہ دوبارہ ہنسنے لگی۔

"اور اٹھو اپنا حلیہ صحیح کرو۔"

"کیوں کیا ہوا ہے میرے حلیے کو؟" اس نے خود پر نظر ڈالی جو بلیک ٹراؤزر اور بلیک شرٹ میں بالکل ٹھیک لگ رہی تھی۔

"کوئی شلوار قمیص پہن لو۔" اب کی بار علی قہقہہ لگا کر ہنسا تھا جانتا تھا وہ شلوار قمیص کے نام سے کتنا چڑتی ہے۔

"ممما! میری سمجھ میں نہیں آتا جب بھی کوئی مہمان آتا ہے، آپ مجھے شلوار قمیص کا آرڈر دے دیتی ہیں۔ وہ ہم سے ملنے آتے ہیں یا میری شلوار قمیص چیک کرنے۔"

"بیٹا میں شلوار قمیص کا اس لیے کہتی ہوں کیونکہ تم شلوار قمیص میں پیاری لگتی ہو، چلو شاباش۔" ان کے چمکارنے پر وہ مزید بحث کیے اندر کی طرف بڑھ گئی۔

☼ ☼ ☼

"ویسے فیروز تم سے اس بے وفائی کی امید نہیں تھی، کتنے سال گزر گئے تم نے مڑ کر نہیں دیکھا۔ ابا جی، اماں جی کے علاوہ کیا تمہارا ہم سے کوئی رشتہ نہ تھا؟" فیروز کے سلام دعا کے بعد نوشابہ نے بڑی جذباتی انداز میں شکوہ کیا۔

نوشابہ کے شکوے پر انہوں نے بڑی بے بسی سے جعفر صاحب کو دیکھا جن کے چہرے پر ایسی مسکراہٹ تھی جیسے کہہ رہے ہوں دو اب جواب۔

"نہیں بھابھی! ایسی کوئی بات نہیں۔" ایک خجالت بھری مسکراہٹ ان کے چہرے پر ٹھہر گئی تھی۔

"پھر کیسی بات ہے؟ شاید ہی کوئی دن ایسا ہو جب جعفر نے تم کو یاد نہ کیا ہو۔ ہم ہی تم سے رابطہ کر لیتے لیکن تم نے تو سب رابطے ہی ختم کر دیے۔ گھر، فون نمبر بدل لیا اور خود بھی کبھی رابطہ نہیں کیا۔"

"بھابھی! آپ کا شکوہ بالکل بجا ہے۔ میں مانتا ہوں غلطی میری ہے۔ لیکن میں واقعی بہت مجبور ہو گیا تھا۔ یہاں سے جا کر پہلے میں بزنس کے سلسلے میں مصروف رہا پھر میری ملاقات جولیا سے ہوئی۔ میری

اس سے اچھی خاصی انڈر سٹینڈنگ ہو گئی۔ اس سے شادی کر کے میں بہت خوش تھا۔ دو سال بعد ہمارے گھر ابراہیم ہوا تو مجھے ایسا لگا جیسے دنیا میں ہی مجھے جنت مل گئی۔ ابراہیم کی پیدائش کے وقت کچھ ایسی کمپلیکیشن ہو گئیں کہ وہ دوبارہ ماں نہیں بن سکی لیکن ابراہیم کے بعد ہمیں کسی کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ ہاں جب ابراہیم پیدا ہوا تو اس کے کان میں اذان دینے کے بعد میں کافی دیر تک اسے دیکھتا رہا اور سوچتا رہا۔ اس کا فیوچر کیا ہو گا۔ یہ کون سا مذہب اختیار کرے گا، یہ مسلمان ہو گا یا کرسچن۔ میری اس پریشانی کو وہ بھی بھانپ گئی تھی۔ اس کے پوچھنے پر جب میں نے اپنی پریشانی بتائی تو جانتے ہیں اس نے مسکرا کر کیا کہا؟"

نوشابہ اور جعفر خاموشی سے اسے دیکھتے رہے۔

"اس نے کہا وہ خود مسلمان ہونا چاہتی ہے۔ مسلمان ہونے کے بعد وہ گیارہ سال زندہ رہی اور میں نے اسے کبھی نماز چھوڑتے نہیں دیکھا۔ میں تو پاکستان میں عورتوں کو دیکھ کر حیران ہوں۔ دوپٹے کو جیسے غائب ہو گئے ہیں۔ لیکن مسلمان ہونے کے بعد میں نے کبھی اس کے سر کو ننگا نہیں دیکھا اس نے صحیح معنوں میں مسلمان عورت ہونے کا حق ادا کیا۔ مجھے نماز کا پابند بنایا۔ اپنے بیٹے کی بڑی اچھی پرورش کر رہی تھی۔ پتا نہیں ہمیں کس کی نظر لگ گئی سب ختم ہو گیا۔" بات کرتے کرتے ان کی آواز بھرا گئی۔

"بالکل ٹھیک تھی۔ بس معمولی بخار ہوا تھا۔ دو دن اس نے تکلیف میں گزارے اور ہمیشہ کے لیے ہمیں چھوڑ کر چلی گئی۔ وہ تو چلی گئی لیکن پیچھے میں اور ابراہیم بالکل اکیلے رہ گئے۔ وہ تھی جس نے ہمیں ایک لڑی میں پرو رکھا تھا۔ وہ تھی تو ایسا لگتا تھا گھر میں کوئی رہتا ہے۔ اس کے جانے کے بعد ہم دو لوگ تھے لیکن ایسا لگتا تھا جیسا کوئی رہتا ہی نہیں، بس یہ تھی میری کہانی" وہ گہرا سانس لے کر بولے۔

"جمیلہ کے بعد میں زندہ لاش بن کر رہ گیا تھا اگر ابراہیم کا وجود نہ ہوتا تو شاید میں بھی مر جاتا۔"

جعفر نے تڑپ کر انہیں دیکھا "کیسی باتیں کرتے ہو فیروز! تم نے اکیلے سب برداشت کیا۔ اس لیے کیونکہ تم ہمیں اپنا نہیں سمجھتے ورنہ ہمیں ضرور بتاتے۔"

"ایسی بات نہیں بھائی! میں تو ہمیشہ آپ لوگوں کو یاد کرتا تھا۔ ابراہیم سے آپ لوگوں کا ذکر کرتا رہتا تھا۔ پہلے ابراہیم کی پڑھائی پھر بزنس بس اسی طرح وقت نکلتا رہا۔ اب ابراہیم بھی میری تنہائی محسوس کرتا تھا۔ اس نے کہا۔ آپ کو فیملی کی ضرورت ہے پھر زبردستی مجھے پاکستان بھیج دیا۔"

"تم سے اچھا تو میرا بھتیجا ہے جسے دیکھے بغیر ہم سے اتنا پیار ہے۔"

جعفر صاحب کے کہنے پر وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔

"وہ خود کہاں ہے؟"

"ابھی تو وہ لندن میں ہے بزنس کی کچھ فارملٹی ہیں اسے وہاں رکنا پڑا۔ مجھے اس نے بھیج دیا۔ لیکن کچھ دنوں تک آجائے گا اور آپ بتائیں بچے کہاں ہیں؟"

اس سے پہلے وہ جواب دیتے، ملائیکہ اور علی اندر داخل ہوئے تھے "لو تم بچوں کا پوچھ رہے تھے وہ آگئے۔" ان دونوں کو دیکھ کر فیروز صاحب بے اختیار کھڑے ہوئے تھے۔

"بھائی جی! ماشاء اللہ بچے تو جوان ہو گئے ہیں۔" انہوں نے ملائیکہ کا ماتھا چوم کر علی کو گلے لگایا تھا اور اب وہ پیار بھری نظروں سے بچوں کو دیکھ رہے تھے۔

"تو اتنے سالوں بعد بچوں نے جوان ہی ہونا تھا۔ دیکھ نہیں رہے ہم بوڑھے ہو گئے ہیں۔"

"بوڑھے آپ ہوں گے بھائی جی! میں تو ابھی جوان ہوں۔ کتنی لڑکیاں اب بھی مجھے دیکھ کر آہ بھرتی ہیں۔" ان کا انداز ایسا تھا کہ وہ چاروں کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

☆ ☆ ☆

فون بج بج کر بند ہو گیا تھا لیکن اس نے آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا تھا۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کون ہو گا۔ ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ فون پھر بج اٹھا۔ اس

موبائل اٹھا کر دیکھا۔ اسکرین پر نظر آنے والے نام کو دیکھ کر اس نے بے اختیار گہرا سانس لے کر آن کا بٹن پش کر دیا۔

"ملائکہ! فون بند مت کرنا' میری بات سن لو۔" اس کے ہیلو بولنے سے پہلے فراز تیزی سے بولا۔

"ہیلو!" اس کی مسلسل خاموشی پر زور سے بولا۔

"بولو!"

"تھینکس گاڈ! تمہاری آواز تو سننے کو ملی۔" اس کی آواز سن کر جیسے وہ چہک اٹھا تھا۔

"میرا فون کیوں نہیں اٹھا رہی تھیں۔"

"تم جانتے ہو۔" وہ رکھائی سے بولی تو دوسری طرف کچھ پل کے لیے خاموشی چھا گئی۔

"تو اب کیوں اٹھایا ہے؟" اب کی بار وہ سنجیدہ تھا۔

"کیونکہ حنا بار بار مجھے فورس کر رہی تھی۔"

"حنا کی بات تمہارے لیے اتنی اہم ہے؟"

"ہاں کیونکہ وہ میری دوست ہے۔"

"او اچھا!" وہ ان الفاظ کو لمبا کر کے بولا۔ "تو میں کیا ہوں؟" اب کی بار خاموش رہنے کی باری ملائکہ کی تھی۔

"میں اب تک یہی سمجھتا رہا۔ حنا کی طرح میں بھی تمہارا دوست ہوں۔"

اس بات سے مجھے انکار نہیں کہ تم میرے اچھے دوست ہو' میں نے حنا کے بعد اگر کسی سے دوستی کی تو وہ تم ہو۔ لیکن جب تم نے دوستی کی پیشکش کی تھی میں نے تب ہی تم پر واضح کر دیا تھا کہ اس دوستی کی ایک لمٹ ہے' تین سال سے ہماری دوستی کامیابی سے چل رہی ہے تو صرف اس لیے کہ تم نے اپنی لمٹ کراس نہیں کی۔ مذاق کی حد تک تو ٹھیک ہے لیکن اس سے آگے کی بات ہماری دوستی توڑ دے گی۔"

"سوری۔" کچھ دیر بعد اسے فراز کی آواز سنائی دی تو اسے خود ہی اپنے سخت لہجے کا احساس ہوا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ اب اتنا بھی سوری کرنے کی ضرورت نہیں۔" اس کے نارمل انداز میں بات کرنے پر اس نے گہرا سانس لیا۔ "شکر ہے تمہارا موڈ تو ٹھیک ہوا پھر کل یونیورسٹی آ رہی ہو؟"

"تو تم کیا سمجھ رہے تھے میں تمہاری وجہ سے یونیورسٹی نہیں آ رہی تھی؟"

"میں تو یہی سمجھا تھا۔" تو وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"تم ایسی بھی کوئی توپ چیز نہیں جس کے لیے میں اپنی نارمل روٹین ڈسٹرب کر لوں۔"

"اچھا بچو! یہ بات ہے" فراز ہنس کر بولا تو وہ بھی ہنس پڑی۔

"دراصل میرے چاچو آئے ہوئے ہیں۔ آج کل ان کے ساتھ بزی ہوں۔"

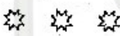
"چاچو!" وہ چاچو پر زور دے کر بولا "پہلے تو ان کے بارے میں نہیں سنا۔"

"ملوں گی تو بتاؤں گی۔ ابھی فون بند کرو' مجھے اور بھی کام ہیں۔"

"اوکے لیکن یہ بتاؤ اگر میں واقعی جو کہہ رہا تھا' وہ سچ ہو جاتا تو؟"

اس کے سوال پر ملائکہ کچھ دیر کے لیے خاموش رہ گئی دوسری طرف سے آتی فراز کی گہری سانسوں کی آواز اس کی بے چینی کو ظاہر کر رہی تھی۔

"تو میں تمہارا سر پھاڑ دیتی۔" اس کے چلانے پر اس کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ ملائکہ نے فون آف کر دیا اور فون آف کرنے کے بعد وہ خود بھی مسکرا دی۔



"ہوں!" ساری بات سن کر حنا نے سر ہلایا تھا "تمہارے چاچو کی اسٹوری میں تو کئی رنگ ہیں۔ ایموشنل رومانٹک ٹریجڈی واؤ ان سے تو ملنا چاہیے۔" وہ ایک دم ان سے ملنے کے لیے ایکسائیٹڈ ہو گئی تھی۔

"ابھی تو وہ گھر پہ نہیں۔ مما اور ڈیڈی کے ساتھ گئے ہیں گھر دیکھنے' تم یہ بتاؤ وہ کون سی دھماکا نیوز تھی جسے سنانے کے لیے تم بے چین تھیں؟"

"ممی' پاپا میری شادی کے بارے میں سوچ رہے ہیں۔"

"واؤ! یہ تو واقعی دھماکے دار خبر ہے۔" ملائکہ نے بے ساختہ خوشی سے حنا کا چہرہ دیکھا جہاں کسی خوشی کے آثار نہیں تھے۔

"کیا بات ہے۔ تم خوش نہیں؟" ملائکہ نے سنجیدگی سے اس کا چہرہ دیکھا۔

"نہیں ایسی بات نہیں۔" اس نے گہرا سانس لیا۔ "دراصل میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی' کم از کم ماسٹرز تو کمپلیٹ ہو اور دوسرا ایسی شادی کا کیا فائدہ جس سے گھر میں لڑائی ہو' ممی کو جو پسند آتا ہے وہ پاپا کو پسند نہیں آتا جو پاپا کو اچھا لگتا ہے۔ وہ ممی کو اچھا نہیں لگتا۔ اکلوتا ہونا بھی عذاب ہے۔" وہ آزردگی سے بولی۔

"یہ کیا بات ہوئی؟" ملائکہ نے الجھن بھری نظروں سے اسے دیکھا "تمہیں کون پسند ہے؟"

"مجھے" حنا نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"ابھی یہاں تک نوبت نہیں آئی کہ مجھ سے کوئی پوچھے' پہلے ان دونوں کو لڑنے سے فرصت تو ملے۔" اس کا انداز ایسا تھا کہ ملائکہ کو ہنسی آگئی۔

"ہاں ہاں ہنس لو' جب تم پر ایسا وقت آئے گا تو پوچھوں گی۔"

"ہاں ہاں پوچھ لینا۔" اول تو مما اور ڈیڈی میری مرضی کے بغیر میری شادی نہیں کر سکتے۔ دوسرا ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ میں کسی ایسے شخص سے شادی کروں جس کو میں جانتی نہ ہوں اور جو مجھے پسند نہ ہو۔" اس کے لہجے میں وہی مخصوص مان تھا۔ اس سے پہلے حنا اسے کچھ کہتی سکینہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی تھی۔ ملائکہ اور حنا نے چونک کر اسے دیکھا جس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔

"تمہیں کیا ہوا؟"

"وہ چھوٹی بی بی! باہر کوئی انگریز آیا ہے۔"

"انگریز!" حنا نے حیرت سے دہرایا۔

"انگریز ہی آیا ہے نا' شیر تو نہیں آیا جو تم اس قدر حواس باختہ ہو رہی ہو۔" ملائکہ نے ناگواری سے اس کی بوکھلاہٹ کو دیکھا۔

"کون ہوگا؟" حنا کے چہرے سے تجسس ظاہر ہونے لگا تھا۔

"ڈیڈی کا کوئی فارنر کلائنٹ ہوگا۔" وہ لاپروائی سے کہتی ہوئی لاؤنج کا دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔ گیٹ کے آگے اچھا خاصا ہجوم لگا تھا۔ چوکیدار' مالی اس کے دو بچے نذیر کپڑے دھونے والی صفیہ۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟" اس کی آواز پر ایک دم سناٹا چھا گیا اور ہجوم چھٹنا شروع ہو گیا اور ہجوم کے پیچھے سے جو چہرہ نظر آیا' اس نے ایک پل کے لیے اسے مبہوت کر دیا تھا۔

"واؤ ایسا لگتا ہے' کالے بادلوں میں سے اچانک چاند نکل آیا ہو۔" اپنے بالکل پیچھے حنا کی آواز بلکہ اس کی تشبیہ سن کر وہ ایک دم ہوش میں آئی اس نے حنا کو گھورا جو اب بھی اس کی طرف متوجہ نہیں تھی۔

"یس!" وہ اس نیلی آنکھوں والے سے مخاطب ہوئی جو کچھ کنفیوژ اور پریشان لگ رہا تھا۔

"مائی نیم ابراہیم۔ آئی وانٹ ٹو میٹ مسٹر جعفر!"

"ابراہیم۔" اس نے زیر لب دہرایا۔ "آر یو ابراہیم فیروز' انکل فیروز سن؟" اس کے کنفرم کرتے پر جیسے اس کے چہرے پر اطمینان دکھائی دیا۔

"پلیز کم ان۔" اب کی بار اس نے مسکرا کر اسے اندر بلایا تھا اور ایک غصیلی نظر پیچھے کھڑے تماشائیوں پر ڈالی۔

"یہاں کیا میلہ لگا ہے؟" اس کے کہنے پر سب ایک ایک کر کے مڑنے لگے۔

"مائی لگیج۔" ابراہیم نے اپنے پیچھے رکھے سامان کی طرف اشارہ کیا تو اس نے چوکیدار کو سامان اندر رکھنے کا اشارہ کیا۔ سکینہ کو پانی کا کہہ کر وہ اسے لے کر ڈرائنگ روم میں آگئی' اسے بٹھا کر اس نے حنا کو اشارہ کیا لیکن وہ تو جیسے وہاں چپک گئی تھی۔ اس کو دل میں دو چار گالیاں دے کر وہ باہر نکل آئی۔

پہلے اس نے جعفر صاحب کو فون کر کے اس انگریز کے آنے کی اطلاع دی۔ پھر نذیر کو کھانے کا کہا اور خود دوبارہ ڈرائنگ روم میں آگئی جہاں حنا ہنس ہنس کر

باتیں کر رہی تھی۔ وہ بھی جا کر بیٹھ گئی۔

"آپ کھانے میں کیا لیں گے؟"

اس کے پوچھنے پر وہ نتھنگ کہہ کر خاموش ہو گیا، تب ہی سکینہ ٹرالی گھسیٹتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔ ملائیکہ نے سکینہ کا چہرہ دیکھا تو کوفت کے مارے اس کے نقوش کے زاویے بگڑ گئے۔

"تمہیں کیا ہوا ہے؟" حنا نے بے ساختہ اسے ٹوکا تھا۔

"ان لوگوں کو ہوا کیا ہے۔ کیا پہلے انہوں نے کوئی انسان نہیں دیکھا اور اس سکینہ کو دیکھو، ایسے شرما رہی ہے جیسے وہ اس کے رشتے کے لیے آیا ہو۔" اس کے جلے ہوئے انداز پر حنا کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ سکینہ جو چیزیں سرو کر رہی تھی، اس کے ساتھ ساتھ ابراہیم نے بھی چونک کر انہیں دیکھا تھا۔

"اگر تم دے چکی ہو تو جاؤ اور باہر جا کر ان نمونوں سے کہو، اپنے کرتب بند کریں یہ مہمان ہیں۔ چڑیا گھر سے چھوٹے بندر نہیں جس کا تماشا دیکھنے کے لیے سب اکٹھے ہو گئے ہیں۔" اس نے قہر بھری نظروں سے شیشے کے پیچھے نظر آتے ملازموں کو دیکھا جو اس کی گرج چمک دیکھ کر غائب ہو گئے تھے۔ سکینہ بھی جلدی جلدی بھاگی تھی، جبکہ مہمان گرامی بڑی حیرانی سے سامنے بیٹھی ہستی کے بارعب انداز دیکھ رہے تھے۔

"یار! تم اس کے منہ پر ہی اسے بندر کہہ رہی ہو۔" حنا نے نیچی آواز میں اسے ٹوکا۔

"اسے اردو کہاں آتی ہو گی۔" ملائیکہ نے اسے دیکھتے ہوئے فخر سے کہا اور مسکرا کر ابراہیم کو دیکھا جو انہیں ہی دیکھ رہا تھا۔

"بے شک اسے اردو نہیں آتی لیکن بندر تو نہ کہو، اتنے خوب صورت انسان کو بندر کہہ کر تم اس کی توہین کر رہی ہو۔ قسم سے میں تو پہلی نظر میں اس پر فدا ہو گئی ہوں۔" حنا نے پیار بھری نظریں ابراہیم پر ٹکا دیں جبکہ ہونٹ ملائیکہ کے کان میں سرگوشیاں کرنے میں مصروف تھے لیکن سرگوشیاں اتنی بھی مدھم نہ تھیں کہ سامنے بیٹھا شخص اسے سن نہ سکے۔ لیکن وہ دونوں اس وجہ سے مطمئن تھیں کہ اس [illegible] سا سمجھتا ہے۔

"مجھے تو بے چارہ تھکا تھکا لگ رہا ہے۔" حنا کے کہنے پر اس نے ایک بار پھر اسے دیکھا جو نظریں جھکائے کوک پینے میں مصروف تھا۔

"آپ ریسٹ کرنا چاہتے ہیں؟" اس کے پوچھنے پر اس نے نظریں اٹھائیں اور مسکرا کر سر ہلا دیا۔

"او کے چلیں۔" اس کے اٹھتے ہی وہ بھی کھڑا ہو گیا۔ جہاں فیروز صاحب ٹھہرے تھے۔ اسے اس کمرے میں چھوڑ کر وہ واپس آ گئی۔ حنا اس کا انتظار کر رہی تھی۔

"ہائے یار! کیا زبردست چیز ہے۔" حنا کے دل پھینک انداز پر اس نے کھینچ کر تھپڑ لگایا۔

"کیا پہلے کوئی فارنر نہیں دیکھا۔"

"دیکھا ہے لیکن اتنا خوب صورت بندہ اتنے قریب سے نہیں دیکھا۔" حنا کے کھوئے کھوئے انداز پر وہ ہنس پڑی تھی۔

"سچ بتاؤ کیا وہ خوب صورت نہیں؟" وہ اب ملائیکہ سے پوچھ رہی تھی۔

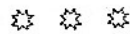
"ہاں خوب صورت ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں لیکن مجھے فارنرز کی نسبت اپنے ایشین زیادہ اچھے لگتے ہیں۔ ان انگریزوں کا کیا بھروسا، کوئی دین ایمان تھوڑی ہوتا ہے۔ نیلی آنکھیں تو ویسے بھی بے وفا ہونے کی نشانی ہے۔"

"خیر، اتنے وفادار بھی نہیں ہوتے اپنے ایشین، بیوی گھر میں ہوتی ہے دس سہیلیاں باہر ہوتی ہیں۔" حنا نے مکمل طور پر اس سے اختلاف کیا۔

"تمہیں اتنے اچھے لگے ہیں محترم ابراہیم فیروز صاحب تو میں انکل سے بات کرتی ہوں۔ آخر وہ میرے کزن ہیں۔ تم میری دوست ہو۔ اس طرح دوستی رشتہ داری میں بدل جائے گی۔"

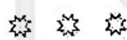
"واؤ۔" حنا ایک دم جذباتی ہو کر اس کے گلے لگ گئی اور پھر ایک دم پیچھے ہٹی تھی۔ ملائیکہ نے حیرت سے اسے دیکھا جو سامنے دیکھ رہی تھی، اس کی نظروں

کے تعاقب میں دیکھا جہاں ابراہیم کھڑا تھا۔ ان کے دیکھنے پر وہ چلتا ہوا آگے آگیا۔ بیگ اٹھایا اور واپس مڑ گیا۔ ان دونوں نے بے ساختہ ایک دوسرے کو دیکھا۔
"کیا اس نے سن لیا؟" ملائیکہ نے ابرو اچکا کر حنا کو دیکھا۔
"اسے اردو نہیں آتی۔" حنا نے بے ساختہ تالی بجا کر کہا اور دونوں نے جیسے سکون کا سانس لیا۔



دستک پر اس نے کمپیوٹر سے نظریں ہٹا کر دیکھا
"آپ کو بڑی بی بی بلا رہی ہیں۔ کھانا تیار ہے۔"
"تم چلو میں آتی ہوں۔" اس نے انگڑائی لے کر خود کو کرسی کی پشت سے سرکا دیا ہاتھ دھو کر جب وہ ڈائننگ روم میں پہنچی سب موجود تھے اور شاید اسی کا انتظار ہو رہا تھا۔
"بیٹا! آپ ملی ہو ابراہیم سے۔" اس کے بیٹھتے ہی فیروز نے پوچھا تھا۔
"جی چاچو ملی ہوں۔" اس نے مسکرا کر ابراہیم کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اس کے مسکرانے پر وہ بھی مسکرا دیا۔
"اور ابراہیم! یہ ملائیکہ ہے۔ بتایا تھا نا تمہیں۔"
"جی بابا! میں مل چکا ہوں۔" اور ابراہیم کے منہ سے نکلنے والا ہر لفظ دھماکے کی طرح اس کے سر پر پھٹا تھا۔ ابراہیم نے چور نظروں سے اس کے ساکت انداز کو دیکھا جس کا چاولوں والا چمچہ پلیٹ اور منہ کے درمیان معلق ہو کر رہ گیا تھا۔
"اور ابراہیم! پاکستان کیسا لگا؟"
"اچھا ہے انکل! ابھی تو آیا ہوں ایئرپورٹ سے گھر تک تو ٹھیک ہی تھا۔" وہ مسکرا کر بولا۔ اسی مسکراہٹ کے ساتھ اس نے ملائیکہ کو دیکھا جو اب بھی اسے دیکھ رہی تھی۔
"اور ابراہیم بھائی! یہاں کے لوگ کیسے لگے آپ کو؟" علی کے سوال پر اس کی نظریں بڑے بے ساختہ انداز میں ملائیکہ کی طرف اٹھی تھیں۔

"لوگ۔" اس نے لوگ پر زور دے کر کہا تھا۔
"ابھی تک جن سے ملا ہوں سب اچھے ہیں لیکن بعض لوگ مجھے ایسے دیکھتے ہیں کہ مجھے لگتا ہے خود پر ٹکٹ لگوا لوں۔" اس کی بات پر زبردست قہقہہ پڑا تھا اور ملائیکہ جیسے ایک دم حواسوں میں آئی تھی۔
"ماشاء اللہ بیٹا! آپ پیارے بھی تو اتنے ہو۔" نوشابہ کے فدا ہونے والے انداز پر ملائیکہ نے بے ساختہ دانت پیسے تھے۔
"وہ تو آنٹی! آپ کا پیار ہے ورنہ لوگ تو بندر بھی کہہ دیتے ہیں۔" اب کی بار صرف فیروز صاحب اور وہ خود ہنسا تھا۔ باقی سب خاموش رہے تھے۔
"ایسا کس نے کہا آپ کو؟" علی کو شاید زیادہ ہی برا لگ گیا تھا۔
"یہیں کسی نے کہا تھا۔" اس نے پھر دزدیدہ نظروں سے ملائیکہ کی طرف دیکھا۔ اس کا منہ غصے کے مارے پھول گیا تھا۔
"کوئی آنکھوں کے ساتھ عقل کا بھی اندھا ہوگا۔" علی کے کہتے ہی ملائیکہ تیزی سے اٹھی تھی۔ سب نے ایک ساتھ اسے دیکھا تھا۔
"ایکسکیوزمی۔ میں ابھی آتی ہوں۔" وہ اسی تیزی سے مڑی تھی جبکہ ابراہیم کی نظروں نے آخر تک اس کا پیچھا کیا تھا۔



"کیا؟" حنا کی حیرت بھری "کیا" سن کر اس نے گہرا سانس لیا۔ "تمہیں سن کر اتنا جھٹکا لگا ہے تو میرا سوچو میں نے بذات خود اسے بولتے سنا ہے۔ ایسی پٹ پٹ اس کی زبان چلتی ہے۔ ایسے صاف لہجے میں اردو بولتا ہے کہ میں تم کیا بولتے ہوں گے اور ایسے ٹکا ٹکا کر طنز کرتا ہے کہ بی جمالو کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے اس نے۔" اس کی بات سن کر حنا کھلکھلا کر ہنس پڑی۔
"اور تم جو اس کے حسن کے قصیدے پڑھ پڑھ کر اسے چنے کے جھاڑ پر چڑھا رہی تھیں۔ پتا نہیں خود کو ٹام کروز ہی سمجھ رہا ہو۔"

"یار! ایسے تو نہ کہو۔ ٹام کروز سے تو اچھا ہی ہے۔"
"لعنت ہو تم پر، میں جس بات سے منع کر رہی ہوں تم پھر وہی کر رہی ہو۔"
"او کے۔ اب غصہ تھوک دو۔" حنا نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو اس نے گہرا سانس لے کر خود کو پرسکون کیا۔
"چھوڑو اسے۔ یہ بتاؤ تمہارے پرپوزل کا کیا بنا؟"
اور اب کی بار ٹھنڈی آہ بھرنے کی باری حنا کی تھی۔
"ہونا کیا ہے وہی جو پہلے تھا نہ ممی کو کوئی پسند آتا ہے نہ پاپا کو۔ تم دیکھ لینا ان دونوں نے ضد میں میرے لیے کوئی نیلا پیلا پسند کر لینا ہے۔" وہ ڈھیلے انداز میں بولی پھر اچانک زور سے بولی۔
"میں نے تم سے کہا تھا' اپنے کزن سے میری شادی کی بات چلاؤ۔"
"میرا دماغ ابھی اتنا خراب نہیں ہوا کہ اس سے شادی کی بات کرتی پھروں۔"
"تمہیں کون شادی کرنے کو کہہ رہا ہے میں اپنی شادی کی بات کر رہی ہوں۔"
"میں بھی تمہاری بات کر رہی ہوں۔ پاکستان میں کیا سارے لڑکے ختم ہو گئے ہیں' جو تم اس سے شادی کرنا چاہتی ہو۔"
"اچھا موقع کبھی ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہیے۔"
"تمہیں اتنا ہی اس پر پیار آ رہا ہے تو خود ہی بات کر لو' ویسے بھی انگریز جتنے دل پھینک ہوتے ہیں۔ کبھی انکار نہیں کرے گا۔"
"تم تو اچھا خاصا اس سے خار کھائے بیٹھی ہو۔ اچھے خاصے شریف انسان کو لوفر آوارہ بنا دیا۔"
"شریف تمہارے لیے ہو گا اور تم جانتی ہو' فرسٹ امپریشن لاسٹ امپریشن ہوتا ہے۔ مجھے وہ اچھا نہیں لگا۔ اور اب کچھ بھی ہو جائے۔ مجھے وہ کبھی اچھا نہیں لگ سکتا۔" وہ اپنے مخصوص انداز میں بولی۔
"بے چارہ" حنا نے افسوس سے کہا۔
ایک اور اچھا بندہ ملائیکہ کے ناپسندیدہ بندوں کی لسٹ میں شامل ہو گیا تھا۔
"اوہ نو!" وہ جو ابراہیم کے بارے میں [illegible] ملائیکہ کی اوہ نو پر چونکی۔ سامنے نظر پڑتے ہی اسے [illegible] بھی سمجھ میں آ گئی۔ جہاں سے کامران آ رہا تھا۔
"میرا اپنا موڈ مزید خراب کرنے کا کوئی ارادہ نہیں میں جا رہی ہوں تم نے چلنا ہے تو چلو۔" وہ ملائیکہ کے ساتھ جانے کے لیے کھڑی ہوئی تھی۔ لیکن اپنے پیچھے کامران کی آواز سن کر رک گئی۔
"حنا پلیز' آپ میری بات سنیں۔" مجبوراً" اور مروتاً" اسے کامران کی درد بھری صدا پر رکنا پڑا۔ "میں آپ کا زیادہ ٹائم نہیں لوں گا۔ حنا مجھے بس آپ کی ایک فیور چاہیے تھی۔" اپنی بات کہہ کر وہ حنا کا چہرہ دیکھنے لگا جو خاموشی سے اس کے اگلے جملے کی منتظر تھی۔ اسے مسلسل خاموش دیکھ کر کامران کو خود بولنا پڑا۔
"آپ جانتی ہیں۔ ملائیکہ کے لیے میں واقعی بہت سیریس ہوں۔ لیکن وہ مجھے بالکل بھی سیریس نہیں لے رہیں۔" اب کی بار حنا کو اپنی خاموشی توڑنی پڑی۔
"تو میں کیا کر سکتی ہوں' یہ تو اس کے دل کا معاملہ ہے۔"
"پلیز حنا! آپ میری مدد کر سکتی ہیں۔" اس کے ملتجی انداز پر حنا سوچنے پر مجبور ہو گئی۔
"دیکھیے کامران! ملائیکہ سے بات کر کے آپ نے دیکھ لی۔ اس کا فائدہ بھی نہیں۔ اگر واقعی آپ ملائیکہ کے لیے سیریس ہیں تو اپنے پیرنٹس کو ملائیکہ کے پیرنٹس کے پاس بھیجیں۔" حنا کے مشورے پر اس کا چہرہ کھل اٹھا تھا۔
"ہاں۔ یہ ٹھیک ہے۔" وہ ایک دم پرجوش انداز میں بولا لیکن اچانک اس کا پرجوش انداز ڈھیلا پڑ گیا۔
"اور اگر ملائیکہ نے پھر انکار کر دیا؟"
"ہو سکتا ہے وہ انکار کر دے لیکن اگر انکل مان گئے تو وہ انکار نہیں کر سکے گی۔"
حنا کے کہنے پر اس نے سر ہلایا تھا "تھینک یو حنا! تھینک یو ویری مچ آپ کا یہ احسان میں ہمیشہ یاد رکھوں

گا۔"

اس کے شکریہ پر وہ مسکرا دی۔ اس کے مڑتے ہی وہ بھی مڑی تو پیچھے فراز کو کھڑے دیکھ کر ڈر گئی۔

"بدتمیز' ڈرا ہی دیا۔" وہ سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔

"یہ یہاں کیا کر رہا تھا؟" فراز کے ماتھے پر بل جبکہ نظریں جاتے کامران کی پشت پر جمی تھیں۔

"ملائیکہ کا ہاتھ مانگنے آیا تھا۔"

"کیا؟" وہ حنا پر نظریں ٹکاتے ہوئے چیخا تھا۔

"کان پھاڑو گے کیا؟" حنا نے کانوں کو سہلاتے ہوئے اسے گھورا۔

"اس کی طبیعت ابھی صاف نہیں ہوئی۔"

"اچھا خاصا لڑکا ہے۔ پتا نہیں تم دونوں کو کیا مسئلہ ہے اس سے؟"

"تمہیں بڑی ہمدردی ہے اس سے؟" فراز نے رک کر اسے دیکھا۔

"تم نے کیا کہا اسے؟" اس کے کھوجتے ہوئے انداز پر وہ گڑبڑا کر رہ گئی۔

"بھائی میرے کیا کہنا تھا میں نے 'وہ ملائیکہ سے شادی کرنا چاہتا ہے میں نے کہا۔ اس کے لیے تم انکل آنٹی سے بات کرو۔"

"تم!" فراز نے دانت پیس کر کہا۔ "تم جیسے دوستوں کے لیے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ اپنے ہی گراتے ہیں نشیمن پر بجلیاں۔" اس کی مثال پر وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"کیوں میں نے کس کا آشیانہ جلایا ہے؟"

"میرا گھر آباد ہونے سے پہلے تم نے اجاڑنے کی تیاری کر دی۔"

"کیا پہیلیاں بجھا رہے ہو؟ سیدھی سیدھی بات کرو۔"

"تم جانتی ہو' ملائیکہ کو میں پسند کرتا ہوں اگر ملائیکہ کی شادی میرے علاوہ کسی اور سے ہو گئی تو تم سوچ نہیں سکتیں۔ یہ خیال ہی مجھے کتنی تکلیف دیتا ہے۔"

حنا کتنی دیر تک اس کا چہرہ دیکھتی رہی پھر سر جھٹک کر بولی۔ "مذاق کی ایک حد ہوتی ہے فراز!"

"میں جو کہہ رہا ہوں' وہ تمہیں مذاق لگ رہا ہے؟"

اب کے وہ غصے سے بولا تو حنا کو بھی سنجیدہ ہونا پڑا۔

"چلو مان لیا۔ تم سیریس ہو لیکن وہ جو اتنی ڈھیر ساری تمہاری گرل فرینڈز ہیں۔ ان کا کیا؟"

"وہ صرف فرینڈز ہیں لیکن ملائیکہ سب سے الگ ہے اگر ملائیکہ کو یہ سب پسند نہیں تو میں چھوڑ دوں گا۔"

حنا نے بے اختیار گہرا سانس لیا۔ "مجھ سے کیا چاہتے ہو۔"

"تم ملائکہ کو میرے لیے کنوینس کرو۔"

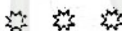
"مجھے بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ ڈالنے کا کوئی شوق نہیں جسے دیکھو میری گردن پتلی نظر آتی ہے۔" وہ برا مانتے ہوئے بولی۔

"حنا پلیز تم میری پیاری سی اچھی سی دوست نہیں۔" پھر اس کی مسکینوں والی شکل دیکھ کر اسے حوصلہ دینا پڑا۔

"اچھا ٹھیک ہے' میں بات کروں گی لیکن فائنل تمہیں خود کرنا ہو گا۔"

"وہ میں کر لوں گا۔ تم پہلے بات تو کرو۔"

"اچھا بابا کر لوں گی۔" وہ ہنس کر بولی تو وہ بھی مسکرا دیا۔



آہٹ پر اس نے مڑ کر دیکھا۔ فیروز صاحب کمرے میں داخل ہو رہے تھے۔

"سو ہی رہا تھا پھر آنکھ کھل گئی" "میں نے تمہیں ڈسٹرب تو نہیں کیا۔" ان کا اشارہ لیپ ٹاپ کی طرف تھا۔ جس پر ان کے آنے سے پہلے وہ مصروف تھا۔

"بالکل نہیں۔ بس کچھ میلز تھیں جنہیں چیک کرنا تھا۔ دراصل کافی دنوں سے میں میلز چیک نہیں کر سکا۔ پھر جرڈ اور کیتھی بھی آن لائن تھے تو ان سے چیٹ کرنے لگا۔"

"ہوں!" اس کی بات پر وہ مسکرائے "تمہارا دل

لگ گیا یہاں پر؟" اب کی بار وہ مسکرایا تھا۔
"میری چھوڑیں۔ آپ بتائیں۔ آپ خوش ہیں؟"

"ہاں، بہت۔ اپنی مٹی اپنی دھرتی اپنے لوگوں کی بات ہی کچھ اور ہوتی ہے۔ یہاں انگلینڈ کی طرح سہولتیں نہیں۔ یہاں صفائی نہیں۔ کرپشن ہے گندگی ہے۔ بجلی نہیں لوگوں کو صاف پانی نہیں ملتا۔ لیکن اس کے باوجود مجھے اپنے ملک سے بہت پیار ہے کیونکہ یہاں میرے اپنے ہیں۔ میرا بھائی میری بھابھی میرے بھتیجا، بھتیجی یہاں ابھی لوگوں میں خلوص باقی ہے۔" وہ بہت غور سے انہیں بولتے ہوئے سن رہا تھا۔ جوش سے بولتے بولتے اچانک وہ رک کر اسے دیکھنے لگے۔
"مجھے بھی دیکھو اپنی ہی کہنے لگا۔ پوچھنے تم سے آیا تھا کہ تم خوش ہو اور اپنی لے بیٹھا۔"
"آپ خوش بابا تو میں بھی خوش۔"
"یہ کیا بات ہوئی ابراہیم؟" انہوں نے کچھ ناراضی سے اسے دیکھا۔ "میرے لیے تمہاری خوشی زیادہ اہم ہے۔"
"میں خوش ہوں بابا یہ ٹھیک ہے یہاں واقعی لندن والی سہولتیں نہیں لیکن یہاں ہمارے اپنے ہیں۔ پہلی دفعہ مجھے واقعی عجیب لگا تھا۔ لیکن اب ایک ماہ گزرنے کے بعد میں ایڈجسٹ ہو گیا ہوں۔" اس کے انداز پر وہ مسکرا دیے۔
"اچھا وہ جو گھر کے لیے فرنیچر کا آرڈر دینا تھا۔"
"جی وہ میں کل علی کے ساتھ جا کر دے آیا تھا۔"
"اور وہ قرآن خوانی کا کہا تھا۔"
"وہ بھی آنٹی نوشابہ کو کہہ دیا تھا۔"
"اچھا اب تم بھی آرام کرو۔ صبح بہت سے کام کرنے ہیں۔" وہ کھڑے ہو گئے انہوں نے ایک نظر لیپ ٹاپ کو دیکھ کر اسے دیکھا تو وہ سر ہلا کر جلدی جلدی میسج کرنے لگا۔

☆ ☆ ☆

"کیا ہوا گیسٹ چلے گئے؟" علی کو اندر داخل ہوتا دیکھ کر اس نے پوچھا تھا۔
"نہیں۔" وہ سر نفی میں ہلاتا ہوا اس کے سامنے صوفے پر بیٹھ گیا۔
"ہے کون؟"
"تمہارے رشتے کے لیے آئے ہیں۔" علی کے جواب پر کیونٹیکس کی طرف بڑھتا اس کا ہاتھ وہیں رک گیا تھا اور حیران نظریں علی پر جم گئیں۔
"بچو! اس میں حیرت والی کیا بات ہے، جہاں بیری ہو وہاں پتھر تو آتے ہیں اور جانتی ہو کون ہے تمہاری یونیورسٹی کا کامران اصغر۔"
"اس کی اتنی جرات۔" ملائکہ دانت پیس کر بولی۔
"واقعی تم سے شادی کرنا بلکہ سوچنا جرات کی بات ہے اور اس کی جرات کی میں داد دیتا ہوں۔"
"شٹ اپ علی!" ملائکہ کے غصہ کرنے پر وہ ہنسنے لگا تھا۔ تب ہی نوشابہ اور جعفر صاحب اندر داخل ہوئے تھے۔
"ڈیڈی! گیسٹ چلے گئے؟" علی نے معنی خیز انداز میں ملائکہ کو دیکھ کر جعفر صاحب سے سوال کیا۔ انہوں وہ ہنکارا بھر کر علی کے ساتھ بیٹھ گئے تھے۔ ملائکہ نے بغور ان کا چہرہ دیکھا جو کافی سنجیدہ لگ رہے تھے۔ اس نے ان سے نظریں ہٹا کر نوشابہ کو دیکھا جن کی کھوجتی نظریں اس پر تھیں، اسے اچانک کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا۔
"ملائکہ!" انہوں نے کبھی اتنی سنجیدگی سے اس کا نام نہیں لیا تھا "تم کسی کامران کو جانتی ہو؟"
"جی ڈیڈی! وہ میرا کلاس فیلو ہے۔"
"اس کے پیرنٹس آئے تھے تمہارے لیے اس کا پرپوزل لے کر۔" بات کرتے ہوئے وہ بغور اس کے چہرے کا بھی جائزہ لے رہے تھے۔
"کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے میں تمہارا جواب جاننا چاہتا ہوں۔"
"آپ کو لگتا ہے میرا جواب آپ کے جواب سے مختلف ہو گا۔" اس کے جواب پر جعفر صاحب کے تنے ہوئے اعصاب ڈھیلے ہوئے تھے۔

"اس کے پیرنٹس کہہ رہے تھے تم دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہو تمہاری رضامندی سے وہ یہ رشتہ لے کر آئے ہیں۔" ملائکہ نے بے اختیار گہرا سانس لیا تو ان کے بگڑے موڈ کی وجہ یہ تھی تب ہی باہر بیل ہوئی تھی تو ماحول میں ایک پل کے لیے خاموشی چھا گئی۔ علی کے باہر نکلتے ہی وہ جعفر صاحب کی طرف متوجہ ہوئی۔

"ڈیڈی! ایسی کوئی بات نہیں۔ مجھے تو کامران پسند ہی نہیں۔ اپنے پیرنٹس کو بھیجنے میں سراسر اس کا اپنا ہاتھ ہے۔ مجھے تو اس بارے میں کچھ معلوم نہیں یونیورسٹی میں بھی سلیپنگ پلز کھا کر ایک ڈرامہ کر چکا ہے۔ ایسا شخص جسے اپنے والدین کا خیال نہ ہو' وہ مجھے کیا دے گا۔" اس نے سر نفی میں ہلایا۔

"میں جانتا تھا۔ میری بیٹی ایسا فیصلہ کر ہی نہیں سکتی۔" وہ بے اختیار خوش ہو کر اس کے پاس آئے تھے۔ لیکن اگلے ہی پل وہ جہاں تھے وہیں تھم گئے وہ رو رہی تھی۔

"مجھے بہت دکھ ہو رہا ہے ڈیڈی! آپ نے مجھ پر شک کیا۔"

"ڈیڈی کی جان" انہوں نے اسے ساتھ لگا لیا۔ "میں کبھی تم پر شک نہیں کر سکتا لیکن جس طرح انہوں نے بات کی میں بس۔۔۔" آگے ان سے بات نہیں ہو سکی۔

"اچھا۔ اب ڈیڈی کو معاف کر دو۔" وہ کانوں کو ہاتھ لگا کر بولے لیکن اس نے جھکا سر نہیں اٹھایا تو انہوں نے اسے گدگدانا شروع کر دیا تو وہ ضبط کرتے کرتے بھی کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ ہنستے ہنستے اس کی نظر سامنے پڑی۔ جہاں علی کے ساتھ فیروز صاحب اور ابراہیم کھڑے تھے۔ اس کی ہنسی مدھم ہوتے ہوئے سمٹ گئی تھی' جعفر صاحب نے بھی پیچھے مڑ کر دیکھا تھا۔

"ارے فیروز' ابراہیم! آؤ رک کیوں گئے آؤ۔"

"یہ باپ بیٹی میں کیا چل رہا تھا؟" فیروز صاحب نے گلے ملتے ہوئے پوچھا تو وہ سر جھٹک کر مسکرا دیے اور انہیں کامران کے پرپوزل کے بارے میں بتانے لگے جبکہ وہ وہاں سے اٹھ آئی تھی۔



وہ باتیں کرتے کرتے اچانک رک کر انہیں دیکھنے لگا۔ اس کے یوں رکنے پر وہ بھی چونک کر اسے دیکھنے لگے "کیا بات ہے بابا! میں نوٹ کر رہا ہوں جب سے آپ جعفر انکل کے گھر سے آئے ہیں' پریشان ہیں۔"

انہوں نے سر نفی میں ہلایا۔ "میں پریشان نہیں بس کچھ سوچ رہا ہوں۔"

"مجھے بھی بتائیں۔ آپ کیا سوچ رہے ہیں۔"

"میں سوچ رہا تھا۔ جعفر بھائی کے گھر میں کتنی رونق ہے۔ ہمارے گھر میں سب کچھ ہے لیکن وہ رونق نہیں۔ میں سوچ رہا تھا ان کے گھر کی رونق اپنے گھر لے آؤں' وہ کہہ کر ابراہیم کا منہ دیکھنے لگے۔

"میں سمجھا نہیں بابا۔" وہ واقعی نہیں سمجھا تھا۔

"میرا دل کرتا ہے ملائکہ ہمیشہ کے لیے اس گھر میں آجائے اور یہ تب ہی ممکن ہے جب ملائکہ کی شادی تم سے ہو جائے۔" یہ سب کچھ اس کے لیے اتنا اچانک اور سرپرائزنگ تھا کہ وہ کچھ کہے بغیر انہیں دیکھتا رہا۔

"کیا ہوا میں نے کچھ غلط کہا؟" اس کی مسلسل خاموشی اور چہرے پر چھائی حیرت نے انہیں یہ سوچنے پر مجبور کر دیا تھا تو وہ سر جھٹک کر رہ گیا۔

"بابا! ملائکہ کو یہاں لانے کے لیے یہ رشتہ قائم کرنے کی ضرورت تو نہیں۔ وہ آپ کے بھائی کی بیٹی ہے' یہ رشتہ کافی ہے۔"

"کیا تم کسی اور کو پسند کرتے ہو؟" ان کے سنجیدہ انداز پر وہ مسکرا دیا۔

"نہ ایسی بھی کوئی بات نہیں۔"

"ملائکہ تمہیں پسند نہیں؟"

"ایسا کچھ بھی نہیں بابا! صرف اتنی سی بات ہے میں نے ابھی شادی کے بارے میں نہیں سوچا۔"

"تو سوچ لو۔ منع کس نے کیا ہے۔"

"کیا ہو گیا ہے بابا! پہلے تو کبھی آپ نے ایسی خواہش نہیں کی اور وہ بھی ملائکہ کے لیے۔"

"ہوں پہلے نہیں کہا اور اب کیوں کہہ رہا ہوں۔ اس کی کئی وجوہات ہیں' پہلی تو یہ کہ ملائیکہ کے پرپوزل آرہے ہیں۔ آج تم نے خود دیکھا۔ ملائیکہ کی کسی اور سے شادی کی صورت میں ہمارا اس پر کوئی حق نہیں رہے گا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ملائیکہ صرف شکل کی ہی خوب صورت نہیں بلکہ عادات اور سوچ کی بھی اچھی ہے تم نے سنا۔ آج وہ کیا کہہ رہی تھی۔ تیسری اور اہم وجہ ملائیکہ سے رشتہ کرنے کی صورت میں جعفر بھائی کے ساتھ میرا رشتہ اور مضبوط ہو جائے گا اور چوتھی وجہ میں چاہتا ہوں' میری نسل نیک عورت کے ہاتھوں پروان چڑھے۔"

وہ جو غور سے ان کی باتیں سن رہا تھا۔ بات ختم ہونے پر بھی کتنی دیر تک ان کا چہرہ دیکھتا رہا۔ "کیا میں غلط کہہ رہا ہوں ابراہیم؟" اس کی مسلسل خاموشی نے انہیں تشویش میں مبتلا کر دیا تھا۔ لیکن وہ اب بھی کچھ نہیں بولا تھا۔ اس کے چہرے پر سوچ کی پرچھائیاں صاف نظر آرہی تھیں۔

"ملائیکہ کو اپنی بہو بنانا میری بہت بڑی خواہش ہے۔" کہہ کر انہوں نے ریموٹ اٹھا کر ٹی وی آن کر دیا تھا کیونکہ وہ جانتے تھے اب فیصلہ ان کی منشا کے مطابق ہوگا۔ اور وہی ہوا کچھ دیر بعد وہ بولا تھا۔

"بابا! اگر یہ آپ کی خواہش ہے تو میں اس کا احترام کروں گا لیکن۔"

"لیکن کیا؟" وہ بے صبری سے بولے۔

"مجھے لگتا ہے۔ ملائیکہ مجھے پسند نہیں کرتی۔" اس کی بات پر وہ حیران ہو کر اسے دیکھنے لگے۔

"یہ تمہیں کیوں لگا؟" تو وہ کندھے اچکا کر رہ گیا۔

"میرا نہیں خیال ایسی کوئی بات ہے اگر ہے بھی تو سامنے آجائے گی۔ مجھے بس تمہاری رضامندی لینی تھی۔ جعفر بھائی کی طرف سے میں مطمئن ہوں۔"

ان کے چہرے سے اطمینان جھلکنے لگا تو وہ شرارت سے انہیں دیکھنے لگا۔

"ویٹس ناٹ فیئر بابا! اپنے بھائی کی طرف سے آپ مطمئن ہیں۔ میری طرف سے کیا بے اعتباری تھی۔"

اس کی بات پر وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔

"بے اعتباری تو نہیں بس وہم سا تھا۔"

"وہم۔" اس نے حیران ہو کر دہرایا۔

"ادھر آؤ۔" ان کے اشارے پر وہ متجسس ہو کر ان کے قریب آیا تو وہ آہستہ سے اس کے کان میں بولے۔

"مجھے وہم تھا' کہیں تم کیتھی میں تو انٹرسٹڈ نہیں" پہلے تو اس نے حیران ہو کر انہیں دیکھا اور پھر قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔ پھر کچھ سوچتے ہوئے اس نے انہیں دیکھا۔

"سپوز بابا اگر میں سچ مچ کیتھی کو پسند کرتا اور اس سے شادی کرنا چاہتا تو کیا آپ مان جاتے؟" وہ شرارتی انداز میں انہیں دیکھ رہا تھا۔

"میں تمہارا سر پھاڑ دیتا۔" وہ غصے سے بولے۔ ان کے جھنجلائے ہوئے انداز پر اسے ہنسی آرہی تھی۔ اب اس کی شرارت کو فیروز صاحب بھی سمجھ گئے تھے۔

"ہاں ایک شرط پر مان جاتا اگر وہ تمہاری خاطر اسلام قبول کر لیتی۔" ان کے کہنے پر اس کی ہنسی غائب ہو گئی تھی اور اب کی بار فیروز صاحب کھل کر مسکرائے تھے۔

"ہر کوئی تمہاری ماں کی طرح نہیں ہوتا۔" ان کے کہنے پر وہ خاموشی سے سامنے دیکھنے لگا اور اب ان دونوں کے درمیان معنی خیز خاموشی بول رہی تھی۔



جعفر صاحب کی فیملی کے استقبال کے لیے وہ دونوں باہر آئے تھے۔ ان تینوں کو دیکھ کر فیروز صاحب نے بے ساختہ متلاشی نظروں سے ان کے پیچھے دیکھا تھا۔

"ملائیکہ نہیں آئی؟" سلام دعا کے بعد انہوں نے جعفر صاحب سے پوچھا تھا۔

"آرہی تھی لیکن نکلتے وقت اس کی دوست کا فون آ گیا تو وہ ادھر چلی گئی۔"

"علی بیٹا! ملائیکہ کا موبائل اس کے پاس ہے۔"

"جی!"

"ذرا ملاؤ تو۔" علی نے نمبر پریس کر کے موبائل ان کی طرف بڑھایا۔ تیسری بیل پر فون اٹھا لیا گیا تھا۔

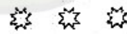
"بڑے افسوس کی بات ہے بیٹا! میں نے خاص طور پر آپ کو انوائیٹ کیا تھا۔ آج جب میں نے اللہ کے بابرکت نام کے ساتھ اپنے گھر میں رہنے کا آغاز کرنے لگا ہوں تو میری بیٹی کا یہاں ہونا لازمی تھا۔"

ان کی بات کے جواب میں اس نے پتا نہیں کیا کہا تھا کہ وہ ہنس پڑے تھے۔ "چلو ٹھیک ہے' میں علی کو بھیج رہا ہوں۔"

"اچھا ٹھیک ہے میں انتظار کر رہا ہوں۔" انہوں نے مسکرا کر فون علی کی طرف بڑھایا۔

"کیا کہہ رہی ہیں بجو؟"

"کہہ رہی ہے' اس کے پاس کار ہے وہ آ رہی ہے۔" ان کے کہنے پر وہ مسکرا کر ان کے ساتھ اندر کی طرف بڑھ گیا۔



"زہے نصیب! یہ سفیدی کی جھنکار کہاں سے آ رہی ہے؟" حنا نے ابرو اچکاتے ہوئے سر سے پاؤں تک اس کا جائزہ لیا تھا۔

"گھر سے آ رہی ہوں اور کہاں سے آؤں گی۔ تم یہ بتاؤ اتنی ایمرجنسی میں کیوں بلوایا ہے؟" وہ ہینڈ بیگ صوفے پر رکھ کر خود بھی وہیں بیٹھ گئی۔

"ایسے ہی تم سے ملنے کو دل کر رہا تھا۔" حنا کے ہنسنے پر اس نے غصے سے اسے دیکھا۔

"اچھا بابا! غصہ نہ ہو' بتاتی ہوں۔" اس کے سنجیدہ انداز پر حنا کو اصل بات کی طرف آنا پڑا۔

"تم نے کامران کے پرپوزل کو ریجیکٹ کر دیا۔" ملائیکہ نے بے ساختہ گہرا سانس لیا۔

"تم نے یہ پوچھنے کے لیے مجھے بلایا تھا" حنا نے سر نفی میں ہلایا۔ "نہیں بات کچھ اور ہے۔ پہلے تم جواب دو۔"

"پہلی بات یہ کہ ریجیکٹ ڈیڈی نے کیا ہے اور اگر ڈیڈی نہ کرتے تو میں کر دیتی۔ وجہ تم جانتی ہو۔"

"وجہ۔" حنا نے افسوس سے اسے دیکھا۔

"تمہاری فیوچر پلاننگ میں شادی نام کی بھی کوئی چیز ہے یا نہیں۔ مجھے تو لگتا ہے آسمان سے کوئی الگ ہی چیز تمہارے لیے اترے گی۔" حنا کے جلے ہوئے انداز پر وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"اب ایسی بھی کوئی خاص ڈیمانڈ نہیں میری' بس وہ جو بھی جیسا بھی مجھے اچھا لگنا چاہیے' بلکہ یوں کہنا چاہیے' مجھے اس سے محبت ہونا چاہیے۔"

"چاہے اسے تم سے محبت نہ ہو۔"

"کیا فرق پڑتا ہے۔ مجھے تو محبت ہو گی۔"

"ہوں!" حنا نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا جو مسکراتے ہوئے شاید اپنی ہی بات کو انجوائے کر رہی تھی۔

"فراز کے بارے میں کیا خیال ہے تمہارا؟" اب کے ملائیکہ نے چونک کر اسے دیکھا۔

"فراز کا یہاں کیا ذکر؟"

"ذکر ہے کیونکہ وہ تمہیں پسند کرتا ہے اور شادی کرنا چاہتا ہے۔"

"واٹ؟" پہلے تو وہ حیران ہوئی پھر ایک دم کھلکھلا کر ہنس پڑی تو حنا اتنی سنجیدہ بات پر غیر سنجیدہ ردِ عمل دیکھ کر ناگواری سے اسے دیکھنے لگی۔

"میں نے تمہیں کوئی لطیفہ سنایا ہے۔"

"بالکل' وہ بمشکل اپنی ہنسی قابو پاتے ہوئے بولی۔ "یہ لطیفہ نہیں تو اور کیا ہے فراز اور شادی اور وہ بھی مجھ سے۔"

"میں سیریس ہوں ملائیکہ۔" اسے سیریس دیکھ کر ملائیکہ کو بھی اپنی ہنسی کنٹرول کرنی پڑی۔

"تم فراز کی عادت جانتی ہو حنا! اسے مذاق کرنے کی عادت ہے۔ وہ پہلے بھی مجھے ایسا کہہ چکا ہے اور میرا جواب بھی وہ بڑی اچھی طرح جانتا ہے۔"

"میں جانتی ہوں۔ فراز کو مذاق کی عادت ہے لیکن اس بار وہ سنجیدہ ہے۔ تم جانتی ہو اگر مجھے اس کی باتوں میں سچائی محسوس نہ ہوتی تو میں کبھی رسماً بھی تم سے

بات نہ کرتی۔" حنا بات کرتے ہوئے بغور اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

"کیا فراز نے تم سے ایسا کہا ہے؟"

"ہاں۔ وہ تم سے یہ کہنا چاہتا تھا لیکن اس کا خیال تھا تم اسے سیریس نہیں لوگی۔"

اب کی بار ملائیکہ کچھ نہیں بولی بلکہ پرسوچ انداز میں اپنے ہاتھوں کو دیکھنے لگی۔ حنا اٹھ کر اس کے قریب آگئی اور اس کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھاما تو ملائیکہ نے چونک کر اسے دیکھا۔

"میں یہ نہیں کہتی تم فراز کے ساتھ شادی کے لیے فوراً" ہاں کہہ دو لیکن میں یہ ضرور چاہتی ہوں کہ تم اس کے بارے میں سوچو ضرور کیونکہ مجھے لگتا ہے۔ تم دونوں ایک ساتھ خوش رہ سکتے ہو۔" وہ کتنی دیر تک حنا کو دیکھتی رہی پھر گہرا سانس لے کر نظریں ہٹالیں۔

"میں نے کبھی فراز کے بارے میں ایسا نہیں سوچا۔"

"میں جانتی ہوں اس لیے تو کہہ رہی ہوں' سوچو اور اسے دوسرے لوگوں کی طرح بلاوجہ ریجیکٹ نہ کرنا کیونکہ دنیا میں چاہنے والے بہت کم ملتے ہیں۔ تم بیٹھو میں آتی ہوں۔" اسے سوچنے کا وقت دے کر وہ اٹھ گئی تھی۔ جبکہ وہ اب تک حیران تھی۔ فراز نے کئی بار اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا تھا۔ لیکن پہلی ملاقات میں اس کا جو امیج بنا تھا' اس کی وجہ سے اس نے کبھی اسے سیریس نہیں لیا۔ اس نے اضطرابی انداز میں دونوں ہاتھوں کی انگلیاں بالوں میں چلانا شروع کردیں۔ آہٹ پر اس نے مڑ کر دیکھا اور اپنے پیچھے دروازے سے اندر داخل ہوتے فراز کو دیکھ کر وہ کچھ سیکنڈ کے لیے نظریں نہیں ہٹا سکی۔ وہ بھی بہت غور سے اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ جیسے کچھ جانچ رہا ہو۔ تب ہی حنا ٹرالی گھسیٹتی ہوئی لاؤنج میں داخل ہوئی۔

"تم کیا اسٹیچو بنے دروازے میں کھڑے ہو' اندر آؤ۔" حنا کی آواز پر فراز مسکرا دیا تھا۔ جبکہ ملائیکہ نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"میں نے فراز کو بلایا ہے۔" حنا کہہ کر سامنے بیٹھ گئی تو ملائیکہ نے سامنے کھڑے فراز کو دیکھا۔

"جو حنا نے مجھ سے کہا' وہ تم نے اسے کہنے کو کہا تھا۔" اس نے صرف سر ہلایا تھا۔

"ویسے تو تم بڑی باتیں کرتے ہو' خود نہیں کہہ سکتے تھے۔"

"میں ڈر رہا تھا کہیں تم ناراض نہ ہو جاؤ اور میں تو ابھی بھی ڈر رہا تھا کہ — اندر داخل ہوتے ہی کہیں سے کوئی گملا کوئی جوتا میرا استقبال نہ کر رہا ہو۔" اس کی بات پر وہ مسکرا دی تھی اور اس کی مسکراہٹ نے جیسے اسے حوصلہ دیا تھا۔

"کیوں اب ڈر نہیں لگ رہا؟ یہ سب کچھ ابھی بھی ہوسکتا ہے۔" اس کی بات پر وہ ایک دم آگے بڑھا اور دو زانو ہو کر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ اس کی اس حرکت پر وہ حیران ہوئی پھر گھبرا کر پہلے حنا کو اور پھر اسے دیکھا۔

"زمین سے اٹھو فراز! یہ کیا حرکت ہے۔" اب کے وہ ناگواری سے بولی۔

"پہلے میری بات سنو میں تمہیں اب سے پسند نہیں کرتا بلکہ تب سے کرتا ہوں جب میں نے پہلی بار تمہیں دیکھا تھا۔ مجھے تمہاری شکل ہی نہیں تمہاری ہر بات اچھی لگتی ہے۔ میں نے کئی بار اپنے دل کی بات تمہیں بتانا چاہی لیکن تم نے اسے مذاق سمجھا۔ میں نے بھی تمہاری ناراضی کی وجہ سے کھل کر اظہار نہیں کیا لیکن اس دن جب مجھے پتا چلا کہ کامران تمہارے لیے پرپوزل بھیج رہا ہے تو مجھے ایک دم یہ احساس ہوا کہ میں تمہیں کھو دوں گا۔ میں تمہیں کھونا نہیں چاہتا ملائیکہ۔"

اس کا لہجہ اور آنکھیں دونوں اس کے لفظوں کی ترجمانی کر رہی تھیں' حنا اور فراز دونوں منتظر نظروں سے اس کے جواب کا انتظار کر رہے تھے۔ اس کی سنجیدہ صورت دونوں کے لیے پریشانی کا باعث تھی۔ اچانک وہ کھل کر مسکرا دی اور فراز کی جیسے اٹکی ہوئی سانس بحال ہوئی "یاہو" وہ ایک دم خوشی سے نعرہ لگاتا ہوا اٹھا تھا۔

"زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں نے

ابھی ہاں نہیں کی۔" وہ مسکراہٹ دباتے ہوئے بولی تو فراز کے جھگڑے کو اسٹاپ لگ گیا تھا۔

"ملائکہ بس یار! اب ہاں کردو۔" اس کی اتری ہوئی شکل دیکھ کر حنا کو ترس آگیا تھا۔

رضا مند تو وہ ہو ہی گئی تھی۔ فراز کو وہ پچھلے تین سالوں سے جانتی تھی اتنا تو سمجھتی تھی کہ فراز برا انسان نہیں تھا لیکن تنگ کرنے کا اپنا مزہ ہے۔ اس سے پہلے وہ کچھ کہتی اس کے ہینڈ بیگ میں رکھا موبائل بجنے لگا تھا۔

"علی کا فون ہے۔" اس نے اسکرین دیکھ کر کہا تھا۔

"ہیلو۔" دوسری طرف سے آتی آواز سن کر وہ حیران ہوئی تھی۔

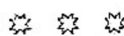
"آئم سوری چاچو! میں آتی ہوں۔" وہ شرمندہ شرمندہ بولی تھی۔

"نہیں علی کو بھیجنے کی ضرورت نہیں' میرے پاس کار ہے میں کچھ دیر میں آتی ہوں۔" فون بند کرکے وہ کھڑی ہوگئی۔ ان دونوں نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"چاچو کا فون تھا۔ ان کے گھر قرآن خوانی ہے۔ انہوں نے مجھے بلایا تھا۔ لیکن تمہارے چکر میں میں گئی ہی نہیں۔ اب مجھے جانا ہے۔" وہ ہینڈ بیگ کندھے سے لٹکا کر باہر کی طرف مڑی اور وہ دونوں اس کے پیچھے بھاگے تھے۔

"ملائکہ! مجھے زندگی کی نوید تو دیتی جاؤ۔" فراز کی آواز پر وہ ایک دم رکی اور پھر پلٹی تھی وہ صرف مسکرائی تھی اور فراز کو اس کا جواب مل گیا تھا حنا نے مسکرا کر فراز کا کندھا تھپتھپا کر اسے شاباش دی تھی۔

"ملائکہ اپنے کزن کو میرا خاص سلام دینا۔" حنا کی بات پر وہ مسکرا کر سرہلاتی ہوئی کار میں بیٹھ گئی۔



خوب صورت براؤن گیٹ کے سامنے گاڑی لاک کرکے اس نے سر اٹھا کر پرشکوہ عمارت کو دیکھا اور پھر نیم پلیٹ کو جہاں 'ابراہیم پیلس' لکھا تھا۔ بیل دینے کی ضرورت نہیں پڑی کیونکہ گیٹ کھلا تھا۔ وہ گیٹ تھوڑا سا دھکیل کر اندر آگئی۔ سامنے دور تک پھیلے سبزہ زار چار دیواری میں لہلہاتے گلاب کے پھولوں کی کیاریاں عجیب بہار دکھا رہی تھیں۔

دو اسٹیپس کے بعد چھوٹا سا کوریڈور تھا جس کے دونوں اطراف پوائنٹس تھے اور منقش لکڑی کا خوب صورت دروازہ تھا۔ دروازہ کھلتے ہی اے سی کی ٹھنڈی ہوا نے اس کا استقبال کیا تھا۔ اندر کی آرائش باہر سے بھی زیادہ خوب صورت تھی۔ اس کی سب سے پہلی نظر فیروز صاحب پر پڑی تھی جو شاید اس کے استقبال کے لیے ہی آرہے تھے۔

"السلام علیکم چاچو!"

"جیتی رہو بیٹا! لیکن میں تم سے ناراض ہوں۔"

"سوری چاچو۔" اس نے ایک دم معصوم سا چہرہ بنا کر اپنے دونوں کان چھوئے۔ اس کی یہ ادا اتنی پیاری تھی کہ ساری ناراضی جو تھی بھی مصنوعی وہ ختم ہوگئی۔ انہوں نے بے ساختہ اسے ساتھ لگالیا۔

"میں اپنی بیٹی سے کبھی بھی ناراض نہیں ہو سکتا۔"

"تھینکس گاڈ!" وہ مسکرا کر بولی۔

"سب سے پہلے تو نیا گھر آپ کو بہت بہت مبارک ہو۔ دوسرا آپ کا گھر بہت خوب صورت ہے۔"

"تمہیں پسند آیا؟" انہوں نے اشتیاق سے اس کا چہرہ دیکھا۔

"بہت اتنا پسند آیا ہے کہ دل چاہتا ہے یہیں رہ جاؤں۔" اس کی بات پر انہوں نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا جو ان کی طرف متوجہ نہیں تھی۔ بلکہ لاؤنج کی سیٹنگ کا جائزہ لے رہی تھی۔

"باقی سب کہاں ہیں چاچو؟" اس کے پوچھنے پر وہ اسے بازو کے حلقے میں لے کر اندر لے آئے۔

ڈرائنگ روم میں قرآن خوانی ہو رہی ہے حافظ قرآن بلائے ہیں۔ پڑوس سے لیڈیز بھی آئی ہیں۔ وہ تو جا چکی ہیں علی' جعفر بھائی' نوشابہ بھابھی ابراہیم اندر ہیں لیکن تم آؤ پہلے ہم گھر دیکھتے ہیں۔"

وہ اسے لے کر گھر دکھانے لگے اور وہ گھر اور اس کی آرائش دیکھ کر حقیقتاً متاثر ہوئی تھی۔

"چاچو! سب بہت خوب صورت ہے۔" وہ صوفے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی تو مسکرا دیے۔

"تمہیں پسند آرہا ہے نا!"

"بہت۔" وہ اب سیڑھیوں کی طرف بڑھنے لگے۔

ملائیکہ نے بغور دیوار پر لگی مختلف تصویروں کو دیکھا' ہر سیڑھی کے ساتھ دیوار پر ایک تصویر تھی۔ سارے گھر کی چیزوں اور سجاوٹ سے پسند کرنے والے کی خوش ذوقی کا اندازہ ہو رہا تھا اور اس نے اپنی سوچ کا اظہار بھی کر دیا تھا۔

"یہ سب ابراہیم کی چوائس اور آئیڈیا ہے حالانکہ میں اس گھر کی ہر چیز تمہاری پسند سے لینا چاہتا تھا لیکن میں نے جب بھی تمہیں بلوایا' تم آئی ہی نہیں۔" وہ ایک بار پھر نہ چاہتے ہوئے بھی شکوہ کر گئے تھے۔

"میں نے سوچا ضروری تو نہیں جیسے میں ملائیکہ کو اپنی بیٹی سمجھتا ہوں' وہ بھی مجھے ویسے پیار کرے۔" اب کے وہ تیزی سے ان کی طرف مڑی۔

"ایسا کیوں کہا آپ نے چاچو! میں بھی آپ سے پیار کرتی ہوں۔" اور یہ سچ تھا۔ اس کو ماں باپ کی طرف سے صرف یہی تو ایک رشتہ ملا تھا اور خون تو پھر خون کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اس کی اتنی سنجیدہ شکل دیکھ کر وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔

"تو پھر کیا تم مجھ سے ناراض تھیں؟ ابراہیم سے تو کوئی ناراض ہو نہیں سکتا۔"

"آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے کہ ابراہیم سے کوئی ناراض نہیں ہو سکتا۔" اس کے سوال پر وہ یکدم چونکے۔

اس سے پہلے وہ اس سے مزید کچھ پوچھتے۔ دائیں طرف بنے کمپیوٹر روم کا دروازہ کھلا تھا۔ ان دونوں نے ایک ساتھ اس طرف دیکھا تھا جہاں سے ابراہیم نکل رہا تھا۔ ان دونوں کو وہاں دیکھ کر پہلے وہ حیران ہوا تھا پھر فیروز صاحب سے ہوتی ہوئی اس کی نظریں ملائیکہ تک گئیں اور کچھ دیر کے لیے اس کے چہرے پر ٹھہری گئیں اور پھر وہ سنبھل کر مسکرایا تھا۔

"ہیلو!" اس کے ہیلو کے جواب میں اس نے بھی ہیلو کہا تھا لیکن بہت دھیمی آواز میں۔ ابراہیم کو صرف اس کے ہونٹوں کی جنبش سے اندازہ ہوا تھا۔

"آپ بہت لیٹ آئی ہیں' بابا کب سے آپ کا انتظار کر رہے تھے۔" وہ مسکراتا ہوا دو قدم آگے آیا تو ملائیکہ کو محسوس ہوا اس کا قد کافی لمبا ہے۔

"ملائیکہ تمہاری وجہ سے نہیں آرہی تھی کیونکہ وہ تم سے ناراض تھی۔" فیروز صاحب کے کہنے پر جہاں ابراہیم حیران ہوا تھا وہیں ملائیکہ کنفیوز ہو گئی۔ اسے فیروز صاحب سے یہ امید نہیں تھی کہ وہ اس کے سامنے ابراہیم کے منہ پر یہ سب کہہ دیں گے۔

"مجھ سے؟" اس نے اپنے سینے پر انگلی رکھ کر فیروز صاحب کو دیکھا۔

"لیکن کیوں؟" اب وہ ملائیکہ کو دیکھ رہا تھا۔

"یہ تو تم ملائکہ سے پوچھو اور اسے باقی کا گھر بھی دکھا دو۔ میں ذرا نیچے مہمانوں کو دیکھ کر آتا ہوں۔"

وہ ان دونوں کو کچھ بھی کہنے کا موقع دیے بغیر نیچے اتر گئے جبکہ وہ دونوں خاموشی سے کھڑے رہے اور اس خاموشی کو ابراہیم نے توڑا تھا۔

"آپ کیوں ناراض ہیں مجھ سے؟"

"ایسی تو کوئی بات نہیں۔" وہ نظریں چراتے ہوئے بولی۔

"نہیں۔ کچھ تو بات ہے۔ میں نے بھی محسوس کیا تھا آپ مجھے اگنور کرتی ہیں میں سمجھا شاید ہم پہلی بار ملے ہیں۔ اس لیے لیکن آپ تو ناراض ہیں؟"

ملائیکہ نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا "کتنا بھولا بن رہا ہے۔" وہ دل ہی دل میں تلملائی تھی۔

"آپ کو نہیں پتا' میں کیوں ناراض ہوں۔"

"مجھے کیسے پتا ہوگا' ناراض تو آپ ہیں۔"

"جب آپ اردو سمجھ سکتے ہیں اور بول بھی سکتے ہیں تو آپ نے اس دن بتایا کیوں نہیں۔" اس کی ناراضی کی وجہ سن کر وہ حیران رہ گیا تھا۔

"آپ اتنی سی بات کے لیے ناراض ہیں؟"

"یہ اتنی سی بات نہیں ہے۔ کسی کو دھوکا دے کر اس کی پرسنل باتیں سننا ایٹی کیٹس میں نہیں آتا۔"
ابراہیم نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔ جو ناراضی سے منہ پھلائے دیوار پر لگے کلاک کو دیکھ رہی تھی' برا لگنے کے باوجود وہ مسکرا دیا تھا۔
"پہلی بات تو یہ کہ میں نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا کیا آپ نے مجھ سے اردو میں سوال کیا تھا؟ کیا آپ نے مجھ سے پوچھا تھا کہ مجھے اردو آتی ہے؟"
اس کا سوال ہی ایسا تھا کہ وہ جواب نہیں دے سکی۔
"اور میں نے جان بوجھ کر آپ کی باتیں نہیں سنیں اور میں جانتا ہوں کہ آپ کی فرینڈ مذاق کر رہی تھی۔ میرا مقصد آپ کی فیلنگز ہرٹ کرنے کا نہیں تھا۔ لیکن اگر پھر بھی آپ ہرٹ ہوئی ہیں تو سوری۔ میں آئندہ کبھی آپ سے انگلش میں بات نہیں کروں گا۔"
آخری بات کہتے ہوئے اس کی آواز مسکرانے لگی تھی۔ لاکھ ناراضی ہونے کے باوجود ملائکہ کو دل میں ماننا پڑا کہ یہ بندہ کافی مہذب ہے۔ اسے شرمندہ دیکھ کر ابراہیم نے خود ہی بات بدل دی۔
"چلیں آپ کو گھر دکھاؤں۔"
وہ چلتے ہوئے ٹیرس پر نکل آئے۔ باہر شام کی ٹھنڈی ہوا نے ان کا استقبال کیا تھا۔ تیز ہوا نے اس کے کھلے بالوں کے ساتھ اٹکھیلیاں شروع کر دی تھیں۔ اس نے چہرے پر آئے بالوں کو ہٹاتے ہوئے ابراہیم کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اس کے دیکھنے پر اس نے سامنے دیکھنا شروع کر دیا۔
"آپ کا لان بھی بہت خوب صورت ہے۔" اس نے نیچے دیکھتے ہوئے کہا۔
"میرے ساتھ بابا کو بھی گارڈننگ کا بہت شوق ہے۔ یہ سب اسی وجہ سے ہے۔"
"آپ دونوں ادھر ہیں' میں کب سے آپ لوگوں کو ڈھونڈ رہا ہوں۔" اچانک علی بولتا ہوا ان کے قریب آیا تھا۔
"کھانا تیار ہے۔ چاچو بلا رہے ہیں۔" سب سے پہلے وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھی تھی۔ جبکہ علی اور وہ باتیں کرتے ہوئے پیچھے آ رہے تھے۔
جعفر صاحب کی فیملی کو سی آف کر کے وہ لاؤنج میں آ گیا جبکہ فیروز صاحب کپڑے تبدیل کرنے کے لیے اپنے کمرے میں چلے گئے جب وہ واپس آئے تو وہ ٹی وی پر نیوز دیکھنے میں مصروف تھا۔ ان کے قریب بیٹھنے پر اس نے مسکرا کر انہیں دیکھا۔ "عاصمہ اندر ہے؟"
ان کے پوچھنے پر اس نے کچن کی طرف دیکھا۔ لاؤنج سے کچن کے اندر کا منظر بالکل صاف دکھائی دیتا تھا۔ صاف ستھرا کچن اس بات کا ثبوت تھا کہ وہ کام ختم کر کے اپنے کوارٹر میں جا چکی ہے۔
"میرا خیال ہے' وہ اپنے کوارٹر میں جا چکی ہے۔ آپ کو کوئی کام تھا؟"
"ہاں۔ تھکاوٹ سی محسوس ہو رہی تھی' سوچ رہا تھا۔ تھوڑی چائے پی لوں۔"
"میں بنا دیتا ہوں۔" اس کے اٹھنے سے پہلے انہوں نے اس کا بازو تھام کر اسے روک لیا۔
"سارے دن کے مصروف ہو' تھکے ہو گے۔ رہنے دو۔" ان کی بات پر وہ مسکرا دیا۔
"کوئی بات نہیں بابا! میرا خود بھی چائے پینے کا موڈ ہو رہا ہے اور ویسے بھی لندن میں آپ کو چائے یا کافی بنا کر میں ہی دیتا تھا وہاں تو کوئی میڈ نہیں تھی۔"
اس کی بات پر انہوں نے مسکرا کر سر ہلا دیا۔ جب وہ چائے لے کر آیا تو وہ آنکھیں بند کیے ہوئے تھے۔ اس نے بہت آہستگی سے ٹرے ٹیبل پر رکھی۔
"آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟"
"میں ٹھیک ہوں یار! مجھے لے کر تم اتنے پریشان کیوں ہو جاتے ہو۔" ان کے کہنے پر اس نے قدرے ناراضی سے ان کو دیکھا۔
"آپ کو شاید مجھ سے اتنا پیار نہیں لیکن میری زندگی کا دائرہ آپ کے گرد ہی گھومتا ہے۔ آپ کو کچھ ہو' یہ خیال ہی میرے لیے کتنا تکلیف دہ ہے' آپ کو شاید اندازہ بھی نہیں۔" اور اس بات کا تو انہیں بہت اچھی طرح اندازہ تھا کہ ابراہیم ان سے کتنا پیار کرتا ہے اور ابراہیم بھی جانتا تھا کہ ان کی جان اسی میں بسی ہے۔

"ایک تو تم فوراً" چھوٹے بچوں کی طرح ناراض ہو جاتے ہو۔ گرو اپ یار! اب تو تمہاری شادی ہونے والی ہے۔ تمہاری بیوی کہاں برداشت کرے گی کہ تم باپ سے رومیو جولیٹ والی محبت کرو۔" ان کا لہجہ شرارت لیے ہوئے تھا۔ لیکن وہ ابھی بھی سنجیدہ تھا۔

"اس لیے میں چاہتا ہوں' تمہاری شادی ہو جائے تاکہ مجھے تو کچھ ریلیف ملے۔"

ابراہیم نے شاکی نظروں سے انہیں دیکھا۔ "اگر ایسی بات ہے تو مجھے شادی ہی نہیں کرنی۔" اس نے کہہ کر اپنا کپ اٹھالیا اور ٹی وی دیکھنے لگا۔ یہ اس کی ناراضگی کا اظہار تھا اور وہ جو چائے بناتے ہوئے الفاظ ترتیب دے رہا تھا کس طرح ملائکہ کی بات کرے وہ کہیں درمیان میں ہی رہ گئی۔

"ٹھیک ہے تمہاری مرضی ہے۔ میں جعفر بھائی سے تمہاری اور ملائکہ کی شادی کی بات کرنے والا تھا اب اگر تمہاری مرضی نہیں تو ٹھیک ہے۔" اب کی بار انہوں نے کپ ہونٹوں سے لگالیا۔ ابراہیم نے تیزی سے ان کی طرف دیکھا لیکن وہ اس کی طرف متوجہ نہیں تھے اپنی چائے ختم کرکے وہ کھڑے ہوگئے۔

"او کے میں چلتا ہوں۔ صبح جلدی اٹھنا ہے۔" اور وہ جو انتظار کر رہا تھا کہ وہ مزید کچھ کہیں انہیں جاتا دیکھ کر وہ پریشان ہوگیا۔

"پاپا!" اس کی آواز پر وہ رک گئے۔

"آپ نے تو کہا تھا' آپ چاہتے ہیں کہ میری شادی ملائکہ سے ہو۔" اس کی بات پر ان کے چہرے پر ایسی مسکراہٹ آئی تھی جیسے کہہ رہے ہوں۔ اب آیا اونٹ پہاڑ تلے۔

"لیکن ابھی تو تم نے کہا تھا کہ تم شادی نہیں کرنا چاہتے۔"

"لیکن میں نے یہ تو نہیں کہا کہ ملائکہ سے نہیں کرنا چاہتا۔" وہ جلدی جلدی بولا۔

"تو کیا تمہیں ملائکہ پسند ہے!؟"

"جی!" وہ تیزی سے بولا تو وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔

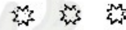
"میں بھی تمہارا باپ ہوں بیٹا! اگر سیدھی طرح پوچھتا تو تم نے آئیں بائیں شائیں کرنا تھا۔ پھر کیا خیال ہے' کل جعفر بھائی کے گھر نہ چلیں۔"

"مرضی ہے آپ کی۔" وہ کہتا ہوا سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن اپنے کمرے تک آتے آتے اس کے ہونٹ مسکرا اٹھے۔

"آج سے پہلے زندگی بڑی سیدھی ڈگر پر چل رہی تھی۔ لندن کی مصروف بھاگتی زندگی میں کبھی اتنا وقت ہی نہیں ملا کہ پیار' شادی کے بارے میں سوچا جائے۔ چھوٹی عمر میں ماں کے بعد زندگی بہت مشکل اور تنہا ہو گئی تھی اور اسی خلا نے اسے تنہائی پسند بھی بنا دیا تھا لیکن باپ کے وجود میں اسے تحفظ' دوست' پیار' بھائی' باپ ہر رشتہ ملا تھا۔ انہوں نے اس کی خاطر دوسری شادی نہیں کی اور ان کی اس قربانی کا وہ دل سے احترام کرتا تھا۔ احترام کے ساتھ وہ ان سے بے حد پیار بھی کرتا تھا۔ ان کا رشتہ باپ بیٹے سے زیادہ دوستی پر مبنی تھا۔ اسکول کالج لائف میں وہ ذہین اسٹوڈنٹ تھا۔ اسکول میں اس کی دوستی لڑکوں اور لڑکیوں دونوں سے تھی لیکن کالج لائف میں آکر لڑکیوں کی دوستی کا انداز ہی بدل گیا۔ وہ آزاد معاشرہ تھا' جہاں حدود و قیود کا کوئی خیال نہ تھا۔ پہلے اس کی ماں اور پھر باپ نے ایسی تربیت کی کہ وہ اپنی تربیت کی وجہ سے اپنے انداز کی وجہ سے اور اپنی شکل کی وجہ سے سب سے نمایاں نظر آتا تھا اور یہی بات صنف مخالف کو اس کی طرف کھینچتی تھی۔ لیکن اس ماحول میں رہ کر بھی اس نے اپنی حد پار نہیں کی اگر کسی لڑکی سے دوستی کی تو وہ کیتھی تھی۔ اس کی بچپن کی دوست اور یہ دوستی بھی اس لیے قائم تھی کہ وہ وہاں کی عام لڑکیوں کی طرح نائٹ کلب' ڈرنک' اسموکنگ کی لت میں مبتلا نہیں تھی' جس طرح وہ مختلف تھا اس طرح وہ بھی مختلف تھی اور جہاں تک ملائکہ کی بات تھی' جب وہ پہلی بار پاکستان آیا تھا تب نہ اس نے شادی کے بارے میں سوچا' نہ ایسا ارادہ تھا۔ وہ صرف اپنے باپ کی خوشی کے لیے یہاں آیا تھا۔ جب اچانک فیروز صاحب نے اپنی خواہش اس کے

سامنے رکھ دی تو پہلے وہ ان کی خواہش سن کر حیران رہ گیا پھر اس نے رضامندی ظاہر کردی۔ لیکن آج جب وہ نہیں آئی تو فیروز صاحب کا پریشان ہونا دیکھ کر اسے یہ اندازہ لگانے میں دیر نہیں لگی کہ ملائکہ اس کے باپ کے لیے کتنی اہم حیثیت اختیار کر چکی ہے اور جب وہ آئی تو پہلی بار اس نے بغور اس کا جائزہ لیا۔ سفید لانگ شرٹ کے ساتھ سفید ٹراؤزر' بڑا سا دوپٹہ نکالے کھلے بالوں کے ساتھ وہ پہلی بار اسے بہت خاص لگی اور اس نے فیصلہ کر لیا تھا۔ شادی تو اسے کرنی ہے تو کیوں نہ اپنے باپ کی پسند کو اولیت دی جائے۔ جب وہ سونے کے لیے لیٹا تو آنکھ بند کرتے ہی جو چہرہ نظر آیا تو اس نے پٹ سے آنکھیں کھول دی تھیں۔

زندگی میں پہلی بار ایسا ہوا تھا جب کوئی لڑکی یوں رات کو اس کی بند آنکھوں کے پیچھے آکر مسکرائی تھی۔ اس نے دوبارہ سے آنکھیں بند کرلیں' اب بھی وہی چہرہ تھا' تھوڑا سا ناراض' اپنے خوب صورت ہاتھوں سے بالوں کو چہرے سے ہٹاتے ہوئے اور اب کی بار وہ بند آنکھوں کے ساتھ مسکرا دیا۔



"سب سے زیادہ بور سر نصیر کرتے ہیں۔ وہ جو بھی لیکچر دیتے ہیں۔ میرے سر کے اوپر سے گزر جاتا ہے۔"

"ویسے بھی عقل کی ساری باتیں تمہارے سر سے ہی گزر جاتی ہیں۔" فراز کی دہائی پر ملائکہ نے طنزیہ انداز سے کہا تو وہ اسے گھور کر رہ گیا۔

اگلی کلاس ان تینوں کی فری تھی۔ اس لیے وہ باہر لان میں ہی بیٹھ گئے۔ وسیع گراؤنڈ میں ان کے علاوہ اور بھی بہت سے اسٹوڈنٹس کے گروپ بیٹھے تھے۔

"تمہیں کیا ہوا ہے؟" حنا کو مسلسل خاموش دیکھ کر ملائکہ کو اسے ٹوکنا پڑا۔

"کچھ نہیں۔" وہ ٹھنڈی سانس بھر کر بولی۔

"کچھ تو ہے۔ میں بھی صبح سے نوٹ کر رہا ہوں تم چپ چپ ہو۔" فراز کے کہنے پر اس نے باری باری دونوں کو دیکھا۔

"میں دراصل کامران کے بارے میں سوچ رہی تھی۔"

"کیوں؟" اس کے کہنے پر ان دونوں نے ایک ساتھ اسے گھورا تھا۔

"یار! جب سے اس کے پیرنٹس تمہارے گھر سے ہو کے گئے ہیں تب سے وہ یونیورسٹی نہیں آرہا' یہ نہ ہو اس نے خود کو کچھ کر نہ لیا ہو۔"

"دیکھو حنا! اس شخص کے بارے میں بات کر کے ماحول میں تلخی پیدا کرنے کی ضرورت نہیں۔ کسی کو پسند کرنا یا کسی سے شادی کرنا آپ کا اپنا فیصلہ ہوتا ہے۔ آپ کسی کو اس کے لیے مجبور نہیں کرسکتے ایک بات۔ دوسری بات کوئی کسی کے لیے نہیں مرتا اور خاص طور پر کامران جیسے لوگ۔" غصے کے بارے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا' بات کے اختتام پر اس کی نظر فراز پر پڑی جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟"

"دیکھ رہا ہوں غصے میں تم کتنی خوب صورت لگتی ہو۔" وہ جو غصے میں اسے دیکھ رہی تھی' ایک دم مسکرا دی۔

"اچھا یہ بتاؤ۔ امی ابا کو تمہاری طرف کب بھیجوں؟" فراز کے سوال پر وہ حیرانی سے اسے دیکھنے لگی۔

"تمہیں جلدی کس بات کی ہے؟"

"مجھے جلدی نہیں ڈر لگتا ہے۔ یہ نہ ہو کوئی اور تمہیں مجھ سے چھین کر لے جائے۔" اس کی بات پر وہ مسکرا دی تھی۔

"ایسی بھی کوئی بات نہیں۔ ڈیڈی میری مرضی کے بغیر تو یہ فیصلہ نہیں کرسکتے نا اور ابھی نہ تمہاری ایجوکیشن کمپلیٹ ہے اور نہ میری' نہ تمہارے ڈیڈی مانیں گے اور نہ میرے۔ سو اس بات کو ابھی یہیں رہنے دو۔"

"بے شک تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ میں یہ نہیں کہہ رہا فوراً شادی ہو جائے لیکن منگنی تو ہو سکتی ہے نا! کم از کم کوئی ڈر یا اندیشہ تو نہیں رہے گا۔" پتی بات کہہ کر

وہ تائیدی نظروں سے ملائکہ کو دیکھنے لگا۔

"اچھا بابا! تم تو پیچھے ہی پڑ جاتے ہو۔ پہلے میں مما سے بات کروں گی پھر اور جب تک میں نہ کہوں تم اپنے ممی ڈیڈی سے کوئی بات نہ کرنا۔"

"او کے۔" وہ ایک دم خوش ہو گیا۔ تب ہی اس کے موبائل کی بیل بجی تھی۔ نمبر دیکھ کر اس نے موبائل آف کر دیا۔ وہ تینوں آج کے لیکچر کو ڈسکس کرنے لگے۔ تب ہی بیل دوبارہ بجی تھی۔ ملائکہ اور حنا دونوں نے اسے گھورا تو اس نے دوبارہ فون آف کر دیا۔

"کون ہے؟"

"کوئی نہیں۔" حنا کے پوچھنے پر اس نے جواب دیا۔ ٹھیک تین منٹ بعد پھر بیل ہوئی تھی اور اب کی بار ملائکہ نے فون اس کے ہاتھ سے لے لیا تھا۔ اسکرین پر صالحہ کا نام تھا۔

"صالحہ!" ملائکہ نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔

"تمہاری کزن ہے نا تو بات کرو' فون کیوں کاٹ رہے ہو؟" ملائکہ نے فون آن کر کے اس کی طرف بڑھایا۔

اس نے سنے بغیر فون آف کر دیا

"فون کیوں بند کر دیا؟"

"تمہاری وجہ سے۔"

"کیوں؟" ملائکہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"میں سمجھا تم جیلس ہو گی۔"

"کیوں میرا کیا دماغ خراب ہے۔" اس نے ماتھے پر بل ڈال کر دیکھا۔ حنا نے اس کا موڈ خراب ہوتے دیکھا تو بات ہی پلٹ دی۔ کچھ دیر بعد فراز اپنے دوست کے ساتھ چلا گیا۔ تو وہ اور حنا بھی اپنی بکھری ہوئی چیزیں سمیٹنے لگیں۔

"ایک بات پوچھوں ملائکہ؟"

"کیا واقعی فراز کی گرل فرینڈز سے تمہیں جیلسی نہیں ہوتی۔"

"نہیں۔" اس نے بالکل سیدھا جواب دیا تھا۔ حنا نے بہت غور سے اس کا چہرہ دیکھا اور پھر دوبارہ ایک سوال کیا۔

"کیا صالحہ سے بھی نہیں؟"

"کیوں صالحہ سے مجھے کیا دشمنی ہو سکتی ہے؟"

"بات دشمنی کی نہیں بات یہ ہے کہ صالحہ فراز کی کزن ہے اور دوسرا فراز کی امی فراز کی شادی صالحہ سے کروانا چاہتی ہیں اور سب سے بڑی بات صالحہ' فراز کو اس رشتے سے پسند بھی کرتی ہے۔ اور یہ بات ہمارے علاوہ فراز بھی بہت اچھی طرح جانتا ہے۔" حنا کی بات پر ملائکہ کتنی دیر خاموشی سے اس کا چہرہ دیکھتی رہی۔ جبکہ اس کے ہونٹوں پر دبی دبی مسکراہٹ تھی۔

مائی ڈیئر فرینڈ! اپنی ذات پر بھروسہ بھی کوئی چیز ہوتی ہے' فراز کی گرل فرینڈز آج کی نہیں پہلے کی ہیں' اس نے خود تمہارے سامنے کہا تھا کہ وہ میرے کہنے پر سب دوستیاں ختم کر دے گا اور جہاں تک صالحہ کی بات ہے۔ فراز یہ جانتا ہے کہ صالحہ اسے پسند کرتی ہے۔ اس کی ممی کی کیا خواہش ہے لیکن ان سب کے باوجود اس نے مجھے پرپوز کیا تو اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔"

حنا نے گہرا سانس لے کر جیسے اس کی تائید کی تھی۔

آج فراز نے اس سے جو کہا' اس وقت تو سرسری انداز میں کہہ کر اس نے بات ختم کر دی۔ لیکن اب وہ سنجیدگی سے فراز کی کہی ہوئی بات کو سوچ رہی تھی۔ اس نے فراز کو اس لیے منع کیا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کامران کی طرح ڈیڈی' فراز کے لیے بھی انکار کر دیں فراز کی پسند اس کے لیے بہت اہمیت رکھتی تھی۔ لیکن اس سے بھی زیادہ اہمیت اس کی زندگی میں اپنے باپ کی تھی۔ اسی لیے چاہتی تھی کہ اپنی نئی زندگی کی شروعات ڈیڈی کی خوشی اور دعاؤں کے ساتھ کرے۔ اب اسے مناسب وقت کا انتظار تھا جب وہ مناسب الفاظ کے ساتھ اپنی بات انہیں سمجھا سکے۔

☼ ☼ ☼

وہ بڑی پریشانی کے عالم میں آفس سے نکلے تھے اور اسی حالت میں گھر میں داخل ہوئے۔ لیکن ڈرائنگ روم سے آتی قہقہوں کی آوازوں پر ان کی پریشانی حیرت میں بدلی۔ ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی فیروز

صاحب کے مسکراتے پرسکون چہرے کو دیکھ کر ان کے چہرے کے تاثرات پل میں بدلے تھے۔ ان پر پہلی نظر نوشابہ کی پڑی تھی۔

"لیں آپ کے بھائی صاحب بھی آ گئے۔" فیروز صاحب نے گردن گھما کر دیکھا تب تک وہ کمرے کے اندر آ چکے تھے۔

"فیروز! مجھے تم سے اس بچپنے کی امید نہیں تھی۔ جانتے ہو میں تمہارا فون سن کر کتنا پریشان ہو گیا تھا۔" وہ غصے سے انہیں گھورتے ہوئے نوشابہ کے ساتھ بیٹھ گئے جبکہ ان کی بات پر فیروز صاحب مسکرا دیے تھے۔

"معذرت چاہتا ہوں بھائی صاحب! مجھے جو بات کرنی تھی۔ اس کے لیے میں شام کا انتظار نہیں کر سکتا تھا۔ اس لیے آپ کو ایسے فون کر کے بلانا پڑا۔ مجھے نہیں پتا تھا آپ اتنا پریشان ہو جائیں گے۔" ان کی آنکھوں اور آواز دونوں میں شرارت تھی۔

"یہ گدھا شروع سے ہی ایسے شرارتیں کر کے اماں ابا کو پریشان کیا کرتا تھا۔" وہ ساتھ بیٹھی نوشابہ کو بتا رہے تھے جو ان دونوں کو دیکھ دیکھ کر مسکرا رہی تھیں۔

"بیگم! ذرا چائے تو بنوائیں۔" جعفر صاحب نے نوشابہ سے کہا اس سے پہلے کہ وہ اٹھتیں فیروز صاحب نے انہیں روک دیا۔

"بھابھی! ایک منٹ مجھے جو بات کرنی ہے۔ اس میں آپ کی موجودگی ضروری ہے۔"

"بھائی صاحب! آپ سے کچھ مانگنا تھا لیکن اس سے پہلے میں ایک اور سوال کرنا چاہتا ہوں۔ ابراہیم آپ کو کیسا لگتا ہے؟"

"ابراہیم بہت اچھا بہت نائس بچہ ہے۔ آج کل کے لڑکوں سے بالکل ہٹ کر۔ آئی ریئلی لائک ہم۔" جعفر صاحب کی بات سن کر وہ بے ساختہ خوش ہو گئے تھے۔

"آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ ابراہیم واقعی آج کل کے لڑکوں سے بہت مختلف ہے۔ لندن کے اتنے آزاد ماحول میں رہنے کے باوجود شراب تو دور کی بات اس نے کبھی سگریٹ کو بھی ہاتھ نہیں لگایا۔ اس کی صاف ستھری زندگی کا میں گواہ ہوں۔ اس میں ہر وہ خوبی ہے جو نیک شریف مسلمان میں ہونی چاہیے۔" ان کی اتنی تفصیل پر وہ دونوں میاں بیوی کافی حیران ہوئے تھے۔ جعفر صاحب ہنس پڑے تھے۔

"فیروز! کسی کو جاننے کے لیے ایک نظر ہی کافی ہوتی ہے جبکہ ابراہیم تو پھر میرا ہی خون ہے۔"

ان کی بات پر فیروز صاحب کے چہرے پر واضح طور پر اطمینان نظر آیا تھا۔

"میں بہت سال اپنے وطن سے اور اپنوں سے دور رہا ہوں اب میری خواہش نہ صرف اپنوں میں رہنے کی بلکہ اسی زمین میں دفن ہونے کی بھی ہے۔ میں ابراہیم کی شادی کرنا چاہتا ہوں اور اس کی بیوی کے لیے میں آپ سے ملائکہ کو مانگتا ہوں۔" انہوں نے کہنے کے ساتھ بغور دونوں کے تاثرات کا جائزہ لیا۔ وہ دونوں ہی حیران تھے۔ اگلے ہی پل جعفر صاحب ہنستے ہوئے ان کے گلے لگ گئے تھے۔

"اتنی سی بات کہنے کے لیے تم نے اتنی دیر لگا دی۔" وہ الگ ہو کر بولے۔

"پاگل! مجھے اور کیا چاہیے کہ میری بیٹی کسی ایسے گھر میں ایسے لوگوں کے درمیان جائے جو اسے مجھ سے زیادہ پیار کریں۔ ملائکہ میری جان ہے لیکن ایک بات میں جانتا ہوں۔ تم میری جان کو مجھ سے زیادہ پیار کرو گے۔" شدت جذبات سے ان کا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا جبکہ اپنی اتنی بڑی خواہش کی تکمیل پر فیروز صاحب کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔

"بھائی صاحب! میں کبھی آپ کو ناامید نہیں کروں گا۔ میں آپ کو گارنٹی دیتا ہوں ہمیں اور ابراہیم ملائکہ کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھیں گے۔"

"مجھے اس میں کوئی شک نہیں ہے فیروز!" پھر انہوں نے نوشابہ کی طرف دیکھا۔

"او بھابھی! اپنی خوشی میں میں بھول ہی گیا۔ آپ کو تو کوئی اعتراض نہیں؟" فیروز صاحب کے پوچھنے پر جعفر صاحب نے بھی مڑ کر نوشابہ کو دیکھا جو مسکرا رہی تھیں۔

"وہ کیسی باتیں کرتے ہیں آپ' بھلا میں کیوں اعتراض کروں گی؟ ابراہیم سے اچھا بھی کوئی اور ہو سکتا ہے۔" ان کی بات پر وہ دونوں کھل کر مسکرائے تھے۔
"چلیں بیگم! اسی خوشی میں چائے کے ساتھ کچھ میٹھا بھی کھلا دیں۔"

ٹرالی میں لوازمات سجاتے ہوئے وہ ملائکہ اور ابراہیم کے بارے میں سوچ رہی تھیں۔ ملائکہ کے رشتے اب سے نہیں بلکہ پچھلے کئی سالوں سے آرہے تھے اور شاید کئی ابراہیم سے بہتر بھی تھے' لیکن ہر بار کسی نہ کسی وجہ سے کوئی نہ کوئی بہانا کر کے وہ ٹال دیتے۔ جعفر کو ہمیشہ یہی لگتا تھا' ملائکہ ابھی بہت چھوٹی ہے۔ لیکن آج صرف بات ہوئی تھی اور جعفر نے ہاں کر دی' نہ سوچنے کا وقت لیا' نہ کچھ اور دیکھا' صرف یہی کہ وہ فیروز کا بیٹا ہے۔ "شاید قسمت اسے ہی کہتے ہیں۔" انہوں نے بے اختیار گہرا سانس لیا اور اچانک ان کی سوچ ملائکہ کی طرف گئی تھی۔

وہ نہیں جانتی تھیں' اس کا رد عمل کیا ہوگا۔ جعفر چھوٹی سے چھوٹی چیز اس کی پسند سے لیتے تھے اور آج اتنا بڑا فیصلہ' جس کا تعلق اس کی پوری زندگی سے تھا۔ انہوں نے اس سے پوچھے بغیر کر دیا تھا۔ بظاہر تو اس فیصلے میں کوئی خامی نہیں تھی لیکن ملائکہ کا کوئی بھروسہ بھی نہیں تھا۔

"مما!" ان کو سوچوں سے باہر علی کی آواز نے نکالا تھا۔
"ڈیڈی بلا رہے ہیں آپ کو۔" وہ ٹرالی سے کیک کا پیس اٹھاتے ہوئے بولا۔
"تمہیں پتا ہے فیروز کیوں آئے ہیں؟" نوشابہ مسکرائی تھیں۔
وہ کچھ کہے بغیر سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھنے لگا۔
"وہ ابراہیم کے لیے ملائکہ کا ہاتھ مانگنے آئے ہیں۔"
اور علی کو زبردست اچھو لگا تھا حتیٰ کہ نوشابہ کو گھبرا کر اس کی پشت کو ملنا پڑا۔ وہ تیزی سے فریج کی طرف بڑھا اور بوتل نکال کر منہ سے لگالی۔ حواس بحال کر کے اس نے دوبارہ ماں کی شکل دیکھی۔
"اور تمہارے ڈیڈی نے ہاں کر دی۔" انہوں نے اگلی خبر سنائی لیکن اب کی بار اسے پہلے کی طرح دھچکا نہیں لگا تھا بلکہ بے حد خوشی ہوئی تھی۔ لیکن اپنے تاثرات ظاہر کرنے سے پہلے اس نے ان کے تاثرات جاننے کی کوشش کی تھی۔
"کیا آپ کو ڈیڈی کا فیصلہ صحیح نہیں لگا؟"
"تم کیا کہتے ہو؟" انہوں نے جواب دینے کے بجائے اس سے سوال کیا تھا۔ "I think Ibraheem bhai is best choice for bajo"

(میرے خیال میں ابراہیم بھائی بجو کے لیے بہترین انتخاب ہیں) نوشابہ کچھ دیر اس کا چہرہ دیکھتی رہیں اور پھر کھل کر مسکرا دیں۔

☼ ☼ ☼

وہ نوٹس سامنے پھیلائے پین کا کونا دانتوں میں دبائے پر سوچ انداز میں انہیں دیکھ رہی تھی۔ جب دستک دے کر علی اندر داخل ہوا تھا۔
"بزی ہو؟"
"ہوں تو لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو؟"
"ایک بات کرنا تھی۔"
"ہاں کہو۔" فائل پر لکھتے ہوئے وہ گویا ہوئی تو علی کرسی گھسیٹ کر اس کے قریب بیٹھ گیا۔
"تمہارا ایک پرپوزل آیا ہے۔" علی کے کہنے پر وہ مسکرا دی۔
"یہ کون سی نئی بات ہے۔" اس کی بے نیازی پر علی کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی کیونکہ وہ جانتا تھا۔ اس کی اگلی بات اس کی بے نیازی توڑنے کے لیے کافی ہے۔
"جانتی ہو کس کا ہے؟"
"اونہہ!" اس نے اسی بے نیازی سے سر نفی میں ہلایا۔
"ابراہیم بھائی کا پرپوزل آیا ہے۔" اب کی بار اس کا نہ صرف قلم تھما تھا بلکہ اس نے سر اٹھا کر علی کا چہرہ دیکھا جہاں مذاق کی رمق تک نہیں تھی بلکہ دبی دبی خوشی کے ساتھ شرارت بھی تھی۔ جب کتنی دیر تک

ملائکہ نے کوئی رسپانس نہ دیا تو علی نے اس کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ لہرایا۔

"کیا ہوا بجو! خوشی کے مارے تمہیں تو سکتہ ہی ہو گیا ہے۔" اس کے کہنے پر ملائکہ چونک کر سیدھی ہوئی تھی۔ اسے واقعی سکتہ ہو گیا تھا لیکن خوشی کے مارے نہیں بلکہ حیرت کی وجہ سے جبکہ علی اپنی ہی دھن میں تھا۔

"ویسے مجھے ابراہیم بھائی جیسے سنس ایبل شخص سے یہ امید نہیں تھی۔ لیکن وہ بھی اوروں کی طرح تمہاری صورت سے دھوکا کھا گئے۔ یہ تو خیر جب ان کا تم سے واسطہ پڑے گا تو ان کے ہوش ٹھکانے آ جائیں گے۔ مجھے تو ابھی سے ان کا مستقبل صاف نظر آ رہا ہے۔ تم سے شادی کرنے کے بعد ان کے خوب صورت گولڈن چاکلیٹی بال جھڑ کر صاف میدان کی صورت اختیار کر لیں گے۔ خوب صورت نیلی آنکھوں پر رونے کی وجہ سے موٹا چشمہ چڑھ جائے گا۔" اس نے ہاتھ سے موٹائی بھی بتائی "اور گورا رنگ کڑھ کڑھ کر کالا ہو جائے گا اور ان کا لمبا قد تمہاری فرمائشوں بلکہ ضدوں کی وجہ سے گھس کر چھوٹا ہو جائے گا۔ چہ چہ مجھے ابراہیم بھائی سے پوری ہمدردی ہے۔"

بات کے آخر میں علی نے ملائکہ کا چہرہ دیکھا۔ اس کا خیال تھا وہاں سے ضرور میزائل چھوٹے جائیں گے۔ لیکن وہاں جامد خاموشی تھی جو اس کے لیے تفتیش کا باعث تھی۔

"بجو! تم کچھ کہو گی نہیں؟" آخر کار علی کو سنجیدگی سے اس سے پوچھنا پڑا۔ ملائکہ نے گہرا سانس لے کر اسے دیکھا۔

"جو بات ہوئی ہی نہیں، اس کو سوچنا یا اس پر کوئی رائے دینا فضول ہے۔"

"کیا مطلب؟" علی نے اب چونک کر اسے دیکھا۔

"تم سے کس نے کہا میں ابراہیم سے شادی کروں گی۔" اس نے ابرو اچکا کر علی کو دیکھا تو وہ کتنی دیر بول ہی نہ سکا۔ جبکہ وہ خود سر جھٹک کر نوٹس پر نظریں دوڑانے لگی۔

"لیکن ڈیڈی نے تو فیروز چاچو کو ہاں کر دی ہے؟"

کیا علی کی الجھی ہوئی آواز پر وہ چیخ اٹھی تھی۔

"ڈیڈی ایسا کیسے کر سکتے ہیں مجھ سے پوچھے بغیر۔" غصے کے مارے وہ کرسی سے کھڑی ہو گئی تھی اور علی پریشانی کے مارے۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ملائکہ اس طرح ری ایکٹ کرے گی کیونکہ اس کے نزدیک ابراہیم کو ریجیکٹ کرنے کی کوئی وجہ ہی نہیں تھی۔

"لیکن بجو! ابراہیم بھائی میں کیا برائی ہے؟"

"یہ مجھے نہیں پتا لیکن مجھے اس سے شادی نہیں کرنی۔" غصے کے مارے اس کی انگلیاں مٹھیوں کی شکل اختیار کر گئی تھیں۔

"مجھے ابھی ڈیڈی سے بات کرنی ہے۔"

"بجو!" علی نے بے ساختہ اس کا ہاتھ تھاما تھا "رات کے دو بج رہے ہیں مما اور ڈیڈی سو رہے ہیں۔" علی کے کہنے پر اس نے بمشکل خود کو کنٹرول کیا تھا۔

"بجو!"

"پلیز علی!" ملائکہ نے ہاتھ اٹھا کر اسے بولنے سے روک دیا تھا "ابھی تم جاؤ۔ میرا مزید بات کرنے کا کوئی موڈ نہیں۔" یہ کہہ کر وہ رکی نہیں تھی بلکہ باتھ روم میں جا کر دروازہ بند کر لیا تھا۔ علی کچھ دیر بند دروازے کو دیکھتا رہا اور پھر باہر نکل آیا، کیونکہ جانتا تھا اب بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔



جب وہ باتھ روم سے باہر آئی علی جا چکا تھا۔ اس نے ڈور لاک کرنے کے بعد فراز کا نمبر ڈائل کیا تھا۔ کافی دیر کے بعد اس کی سوئی ہوئی آواز سنائی دی تھی۔

"سو رہے تھے؟" پوچھنے کے بعد اسے اپنے سوال کی بے وقوفی کا اندازہ ہوا تھا۔

"یار! رات کے ڈھائی بجے لوگ سوتے ہی ہیں۔ خیر تم سناؤ ابھی تک جاگ رہی ہو۔" وہ شاید اب اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔



"فراز! مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔"
"ہاں کہو' میں تمہاری باتیں سننے ہی کے لیے تو اس دنیا میں آیا ہوں۔"
"میں اس وقت بالکل بھی مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں۔" اس کے لہجے میں شرارت محسوس کر کے وہ غصے سے بولی تو اسے بھی اس کی آواز کی سنجیدگی کا اندازہ ہوا۔
"اس دن تم اپنے امی ابا کو ہمارے گھر بھیجنے کی بات کر رہے تھے نا!"
"ہاں!"
"تو انہیں بھیج دو۔" دوسری طرف ایک پل کے لیے گہری خاموشی چھا گئی تھی۔
"سم تھنگ سیریس۔"
"یہی سمجھ لو۔ ایک دو دن میں بھیج سکتے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ" ایک پل کا توقف ہوا تھا۔ "آگے تم خود ذمہ دار ہو گے۔" اس کے لہجے میں گہری سنجیدگی محسوس ہو رہی تھی۔
اپنی بات کہہ کر اس نے فون بند کر دیا اور فراز نے بھی مزید کچھ نہیں کہا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا یہ کہنے کا نہیں کچھ کرنے کا وقت ہے۔



اس کی بات مکمل ہونے کے بعد بھی وہاں محسوس کی جانے والی خاموشی تھی جو اسے کسی طوفان کا پیش خیمہ لگ رہی تھی۔ اس نے جھکی ہوئی نظریں اٹھا کر سامنے بیٹھے اپنے باپ کو دیکھا۔ ان کی آنکھیں جو اس کے چہرے پر گڑی تھیں۔ ان میں وہ ایک جھلک میں بھی صاف ناراضی دیکھ سکتا تھا۔ اس نے دوبارہ نظریں جھکا لیں۔ چپ ٹوٹ چکی تھی۔ لیکن ان کا مخاطب وہ نہیں بلکہ اس کی ماں تھیں۔
"سن رہی ہو اپنے لاڈلے کی باتیں۔ محترم شادی کرنا چاہتے ہیں۔ ابھی دودھ کے دانت ٹوٹے نہیں اور باتیں شادی کی۔" ان کے طنزیہ لہجے میں غصہ بھی شامل تھا لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا اگر وہ اب نہ بولا تو پھر کبھی بھی ہمت نہیں کر سکے گا۔
"ابو! میں نے یہ تو نہیں کہا' آپ میری ابھی شادی کر دیں۔ میں تو صرف یہ کہہ رہا ہوں آپ ان سے صرف بات کر لیں۔"
بڑی ہمت کر کے اس نے یہ دو جملے مکمل کیے تھے۔
"برخوردار! تم نے شادی کو سمجھ کیا رکھا ہے؟ کوئی مذاق' جانتے ہو شادی ایک مکمل ذمہ داری کا نام ہے۔ اپنی تو تم ذمہ داری اٹھا نہیں سکتے کسی اور کی کیا اٹھاؤ گے۔ اور بات بھی تم کس کی کر رہے ہو۔ ملائکہ کی جعفر حسین کی بیٹی کی۔ ہماری تو ان سے جان پہچان ہے تو ہم ان کے بارے میں جانتے ہیں۔ لیکن وہ لوگ جو صرف کسی دور کے حوالے سے بھی جعفر صاحب کو جانتے ہیں۔ ان کو معلوم ہے وہ اپنی بیٹی کے بارے میں کتنا حساس ہیں۔ میں تمہارا رشتہ لے کر جاؤں تو کس منہ سے؟ کیا وہ یہ نہیں پوچھے گا کیا کرتے ہو تم۔ کیا فیوچر ہے تمہارا۔ کیا دے سکتے ہو اس کی بیٹی کو تم؟ جبکہ تم اب تک مجھ پر ڈیپنڈ کرتے ہو۔ اتنے اچھے اچھے رشتے وہ ٹھکرا چکے ہیں' تمہارا کیا خیال ہے وہ تمہارے لیے ہاں کریں گے۔" انہوں نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔
"مجھے اپنی بے عزتی کروانے کا کوئی شوق نہیں۔ تم صرف اپنی پڑھائی پر توجہ دو۔ جب اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جاؤ گے تب شادی کی بات کرنا۔"
"اونہہ! آٹے دال کا بھاؤ معلوم نہیں' چلے ہیں شادی کرنے۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے وہاں سے اٹھ گئے تو اس نے فوراً ماں کی طرف دیکھا جو اس پر ایک غصیلی نظر ڈال کر کھڑی ہو گئی تھیں۔
"امی پلیز! آپ تو میری بات سمجھیں۔" اس کے ملتجی انداز پر وہ رک کر اسے دیکھنے لگیں۔
"فراز! مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی' لڑکیوں سے تمہاری دوستی تھی' چلو یہاں تک تو ٹھیک تھا لیکن اب شادی۔ کم از کم یہ تو سوچ لیتا تھا۔ تم سے بڑی بہن ہے اور جو چھوٹی ہے۔ میرا تو ارادہ اس کی شادی کا بھی تم سے پہلے تھا۔"
امی پلیز! آپ تو سمجھنے کی کوشش کریں۔ میں شادی

ابھی کرنے کا نہیں کہہ رہا' صرف بات کرنے کو کہہ رہا ہوں۔ ملائکہ کے پرپوزل آرہے ہیں اور جہاں تک ابو کو انکار کی فکر ہے تو ایسا کچھ نہیں ہوگا۔ ملائکہ اپنے پیرنٹس سے بات کرے گی۔"

"اوہ!" رضوانہ بیگم کی اوہ بڑی معنی خیز تھی "تو یہ ساری پٹی اس کی پڑھائی ہوئی ہے۔" فراز نے قدرے ناگواری سے انہیں دیکھا لیکن کچھ کہا نہیں۔

"پھر امی! آپ کب چلیں گی ملائکہ کی طرف؟" اس کے سوال پر انہوں نے غصے سے اسے گھورا۔

"تم نے سنا نہیں تمہارے ابو نے کیا کہا ہے اور دوسرا میں صالحہ کے لیے آپا سے بات کر چکی ہوں۔"

"کس سے پوچھ کر آپ نے خالہ سے بات کی؟"

"میں تمہاری ماں ہوں۔"

"اس کا مطلب یہ نہیں آپ میری زندگی کا فیصلہ مجھ سے پوچھے بغیر کریں' مجھے شادی ملائکہ سے کرنی ہے بس۔"

"تو ٹھیک ہے خود کر لو۔" ان کی بے مروتی پر اس کی مٹھیاں بھنچ گئیں۔

"تو آپ نہیں چلیں گی؟"

"نہیں۔" وہ دوٹوک انداز میں بولیں۔

"ٹھیک ہے۔ نتائج کے ذمہ دار آپ لوگ خود ہوں گے۔ یہ بات آپ ابو کو بھی بتا دینا۔" وہ دھمکی دیتا ہوا باہر نکل گیا۔

اس کے جاتے ہی شمسہ اندر داخل ہوئی۔

"سنا تم نے کیا کہہ کر گیا ہے۔ اس لڑکی کا جادو سر چڑھ کر بول رہا ہے کہ باپ کے غصے کی بھی اسے پروا نہیں رہی۔ مجھے اس کے تیور ٹھیک نہیں لگ رہے۔"

بیٹے کے سامنے تو وہ کمزور نہیں پڑیں لیکن بیٹی کے سامنے انہوں نے اپنی پریشانی ظاہر کر دی۔

"امی اگر فراز ملائکہ کو پسند کرتا ہے تو آخر حرج کیا ہے۔ وہ خاندانی ہے۔ امیر باپ کی اکلوتی اولاد ہے پڑھی لکھی ہے اور سب سے بڑھ کر خوب صورت ہے۔ لوگ تو ایسے رشتوں کے لیے منت مانگتے ہیں۔"

رضوانہ نے بیٹی کو ایسے دیکھا جیسے اس کا دماغ چل گیا ہو۔

"یہ جو ساری کوالٹیز تم نے بتائی ہیں' وہ واقعی قابل غور ہیں لیکن ہمارے لیے نقصان دہ ہیں۔ وہ امیر باپ کی بیٹی ہے اور اس کا اسے احساس بھی ہے' تم نے شاید غور نہیں کیا۔ لیکن میں نے ایک دو دفعہ کی ملاقات سے اندازہ لگا لیا ہے' وہ بہت خود پسند اور ضدی ہے۔ فراز میرا اکلوتا بیٹا ہے اور تم دو بہنوں کی امیدوں کا مرکز۔ اس کی خوب صورتی نے ہی تمہارے بھائی کو پاگل کر رکھا ہے۔ ابھی وہ آئی نہیں تو تمہارے بھائی نے بغاوت کر دی ہے اور جو اس کی بیوی بن کر آ گئی تو اس نے تم لوگوں کو پوچھنا بھی نہیں' وہ نازوں میں پلی ہے اور ہم متوسط طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہاں اس کے مطالبے پورے نہ ہوئے تو وہ فراز کو گھر داماد بننے پر مجبور کر سکتی ہے۔ پھر بولو ہم کیا کریں گے؟"

ان کے سوالیہ انداز پر وہ اتفاق کرتے ہوئے چپ کر گئی۔

"اور پھر میں آپا سے صالحہ کے لیے بھی بات کر چکی ہوں۔" ماں کی پریشانی محسوس کر کے وہ کتنی دیر سر جھکائے سوچتی رہی' پھر اچانک کسی سوچ سے اس کی نظریں چمک اٹھی تھیں۔

"امی! میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی ہے۔"

اس کی آواز میں ایسا کچھ تھا کہ وہ پریشانی بھول کر اس کا چہرہ دیکھنے لگیں اور جو کچھ اس نے کہا اس کو سن کر ان کے چہرے پر تذبذب کی کیفیت پیدا ہو گئی۔

"کیا ایسا کرنا ٹھیک ہوگا؟" وہ سوالیہ نظروں سے بیٹی کو دیکھنے لگیں۔

"اس کے سوا مجھے اور کوئی حل بھی نظر نہیں آ رہا۔" اس کے کہنے پر انہوں نے جیسے سمجھ کر سر ہلا دیا۔



واش روم سے باہر نکلتے ہی اس کی پہلی نظر حنا پر پڑی۔

"تم!" ملائکہ کی حیرت بھری آواز پر وہ جو میگزین دیکھ رہی تھی مسکرا کر اس کو دیکھنے لگی۔

"تم یونیورسٹی کیوں نہیں آئیں اور وہ فراز بھی نہیں آیا۔ اگر تم دونوں نے نہیں آنا تھا تو کم از کم مجھے انفارم تو کر سکتے تھے۔" حنا نے بغور اس کا چہرہ دیکھا "طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟"

"ہوں!" وہ الجھے لہجے میں بولی اور اسی الجھے انداز میں اس نے حنا کو دیکھا۔

"میں نے کل فراز کو فون کیا تھا۔" حنا ابرو اچکا کر سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی "میں نے اس سے کہا اپنے پیرنٹس کو بھیج دے۔"

حنا اب بھی خاموش تھی جبکہ ملائکہ کی جانچتی نظریں حنا کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔

"لیکن تم نے تو کہا تھا' تم ماسٹرز کے کمپلیٹ ہونے سے پہلے ایسا کچھ نہیں چاہتیں۔"

"کیونکہ تب تک اس کا پرپوزل نہیں آیا تھا۔"

"کس کا؟" حنا کا انداز سرسری تھا۔

"ابراہیم کا۔"

"کیا؟" حنا کو لگنے والا جھٹکا بہت شدید تھا کہ اس کیا کے بعد کافی دیر تک کچھ بول ہی نہیں سکی۔

"مجھے کیا کرنا چاہیے؟ تمہارے لیے خوشی کا اظہار کرنا چاہیے یا اپنے لیے افسوس۔" حنا نے پتا نہیں اس سے سوال کیا تھا یا خود سے۔

"تمہیں مجھ پر افسوس کرنا چاہیے۔" ملائکہ نے کچھ برا مانتے ہوئے کہا۔

"غلط۔ اتنے شان دار شخص کے ساتھ پر افسوس نہیں خوشی کرنی چاہیے۔"

"مجھے یہ خوشی نہیں چاہیے اگر تمہیں وہ اتنا ہی شان دار لگتا ہے تو تم کر لو۔"

"ویسے یہ ہوا کیسے؟"

"مجھے کیا پتا۔" وہ بے زاری سے بولی۔ "ابھی تک مجھ سے مما یا ڈیڈی نے کوئی بات نہیں کی علی نے بتایا تھا' فیروز چاچو نے بات کی ہے۔"

"اوہ۔" حنا نے سر ہلایا۔ "پھر تم نے کیا سوچا ہے؟" حنا کے سوال پر اس نے گہرا سانس لیا۔

"بات یہ ہے کہ شاید ڈیڈی ہاں کر چکے ہیں اور مجھے پہلے اس بات پر غصہ آیا تھا کہ اس کی ہمت کیسے ہوئی میرے لیے پرپوزل بھیجنے کی اور پھر مجھے اس بات پر غصہ آیا ڈیڈی نے مجھ سے پوچھے بغیر ہاں کیسے کر دی۔" اب غصہ اس کے چہرے سے جھلکنے لگا تھا۔

"دیکھو یار! اس میں پریشان ہونے والی تو کوئی بات نہیں۔ پرپوزل تمہارے پہلے بھی آتے تھے۔ چلو یہ بھی سہی اور ہو سکتا ہے علی کو غلطی لگی ہو کیونکہ انکل یا آنٹی نے تو تم سے کوئی بات نہیں کی ہے نا!" اس کے پوچھنے پر اس نے سر ہلایا۔ "تو بس پھر فکر نہ کرو اور فراز سے بھی تم نے کہہ دیا ہے۔ ویسے کیا کہہ رہا تھا کب تک بھیجے گا؟"

"پتا نہیں۔ رات کو مجھے غصہ بہت تھا' میں صرف کہہ کر فون بند کر دیا۔" حنا نے افسوس سے اسے دیکھا۔

"ایک تو میں تمہارے غصے سے بہت پریشان ہوں۔ اتنا بھی کیا غصہ کہ بندے کی عقل کام کرنا بند کر دے۔"

اور ساری گفتگو کے دوران پہلی بار اس کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی۔

"شکر ہے چہرے پر کوئی رونق تو آئی۔ اب اٹھو کچھ کھاؤ اور کچھ مجھے بھی کھلاؤ۔"

حنا اسے اٹھا کر خود لیٹ گئی۔ اس سے پہلے وہ کمرے سے نکلتی اس کا موبائل بج اٹھا۔

"فون تو سن لو۔" اس کو باہر نکلتا دیکھ کر حنا نے آواز دی تو مجبوراً اسے مڑنا پڑا۔ اسکرین پر نامعلوم نمبر تھا۔

"ہیلو!"

"ملائکہ بات کر رہی ہو؟" اس کے ہیلو کہنے پر دوسری طرف سے تصدیق کی گئی تھی۔

"جی آپ کون؟"

"میں فراز کی امی بات کر رہی ہوں۔"

"جی آنٹی! کیسی ہیں آپ؟" اس کی آواز ایک دم کھل اٹھی تھی۔ اس کی آواز میں کچھ تھا کہ حنا بھی اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس کے اشارے سے پوچھنے پر اس نے فون کا اسپیکر آن کر دیا۔

"مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔" اس کی آواز میں جتنی خوشی تھی دوسری طرف اتنا ہی روکھا پن تھا۔

"جی!" وہ خود بخود سنجیدہ ہو گئی۔

"آج فراز نے گھر میں بات کی کہ وہ تم سے شادی کرنا چاہتا ہے۔"

ملائکہ بات سنتے ہوئے حنا کو اور حنا اسے دیکھ رہی تھی۔

"جبکہ اس شادی کے لیے نہ اس کے ابو راضی ہیں اور نہ ہی میں۔ اس کے ابو اس لیے راضی نہیں کیونکہ فراز ابھی تک کچھ کرتا نہیں اور وہ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں اور دوسری بات اس سے بڑی ابھی ایک بہن ہے۔ جو چھوٹی ہے اس کی شادی بھی ہم نے فراز سے پہلے کرنے کا سوچا تھا۔ مزید چار پانچ سال تک ہمارا ارادہ فراز کی شادی کا نہیں اور جب بھی یہ ارادہ بنے گا تو وہ لڑکی کم از کم تم نہیں ہوگی۔ کیونکہ میں اپنی بہو پسند کر چکی ہوں جو میری بھانجی صالحہ ہے اور اگر صالحہ نہ بھی ہوتی تو بھی تم نہیں۔ تم اپنے ماں باپ کی بگڑی ہوئی اولاد جس طرح کی تمہاری عادتیں ہیں۔ اپنے باپ سے کہو کوئی کاٹھ کا الو تمہارے لیے تلاش کرے جو تمہارے نخرے سہہ سکے۔"

ملائکہ کے ہونٹ بے ساختہ بھنچ گئے تھے۔ حنا نے اس کے ہاتھ سے موبائل لینا چاہا لیکن ملائکہ نے سختی سے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔

"تم جیسی خود سر اور گھمنڈی لڑکیاں گھر بساتی نہیں بلکہ اجاڑتی ہیں اور ہم نے گھر بسانا ہے۔ ہمارا ایک ہی بیٹا ہے اور میں جانتی ہوں تم جہاں بھی شادی کرو گی زیادہ دیر نہیں گزار سکو گی۔"

اس کی مسلسل خاموشی کو شاید انہوں نے بھی محسوس کر لیا تھا۔

"خیر تم نسبتی ہو یا نہیں مجھے کیا۔ میں نے صرف یہ کہنے کے لیے فون کیا ہے۔ میرے بیٹے کا پیچھا چھوڑ دو۔"

فون بند ہو چکا تھا۔ اس نے بڑے تھکے ہوئے انداز میں فون اپنی گود میں رکھا تھا۔ اسے تو جو جھٹکا لگا تھا لگا تھا حنا ابھی تک حیران تھی۔

"مجھے ابھی تک یقین نہیں آرہا۔ یہ رضوانہ آنٹی تھیں۔ اتنی تھرڈ کلاس لینگویج اور اتنی تھرڈ کلاس سوچ۔"

حنا کا چہرہ غصے کے مارے سرخ ہو گیا تھا۔ اس نے ملائکہ کی طرف دیکھا جو بالکل خاموش تھی۔ وہ اس کے چہرے سے کوئی اندازہ لگانے سے قاصر تھی۔ اس کے خیال میں اسے اس وقت شدید غصہ کرنا چاہیے تھا۔ لیکن اتنی بڑی بات ہونے کے باوجود وہ خاموش تھی۔

"میرا تو دل چاہ رہا ہے فراز کی طبیعت صاف کر دوں۔ میں کرتی ہوں اس کو فون۔" ملائکہ نے فون اس کے ہاتھ سے لے لیا۔

"ملائکہ!" حنا نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"فراز کو یہ سب پتا ہونا چاہیے۔"

"کوئی ضرورت نہیں۔" اس کی آواز بہت سنجیدہ تھی۔

"تم کیا سوچ رہی ہو؟" حنا نے کچھ پریشانی سے اس کے ضرورت سے زیادہ سنجیدہ چہرے کو دیکھا۔

"پتا نہیں۔" حنا کو وہ اپنے حواسوں میں نہیں لگی۔ حنا بغور اسے دیکھ رہی تھی۔

وہ ملائکہ کو بہت اچھی طرح جانتی تھی۔ "اپنی مرضی کے خلاف چھوٹی سی بات برداشت کرنا اس کی عادت نہیں تھی یہاں تو پھر کسی نے اس کی ذات پر کیچڑ اچھالا تھا۔ وہ تو تب ہی حیران ہو رہی تھی کہ ملائکہ نے جواب کیوں نہیں دیا لیکن اب اس کا اتنا ٹھنڈا رویہ اس کے لیے باعث تشویش تھا۔

"وہ کیا کرنے والی ہے؟" وہ اس کے سپاٹ چہرے کو دیکھ کر سوچ ہی سکی۔ پوچھ نہیں سکی۔

حنا کے جاتے ہی خود پر طاری کیا ہوا سکون کا لبادہ پل میں اترا تھا۔ اسے غصہ بھی آرہا تھا اور رونا بھی اور اس کا اظہار وہ اکیلے میں کرنا چاہتی تھی۔ اس لیے اس کے قدم تیزی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہے تھے۔ لیکن لاؤنج کے آگے سے گزرتے ہوئے جعفر حسین

کی آواز نے اس کے قدم روک لیے۔ اس نے کچھ حیران ہو کر اندر دیکھا جہاں جعفر صاحب کے ساتھ نوشابہ اور علی بھی تھے۔ اس کے خیال کے مطابق وہ دونوں گھر پر نہیں تھے۔

"جی ڈیڈی!" وہ چند قدم چل کر اندر تو آگئی لیکن انداز بھاگنے والا تھا۔

"یہاں آؤ بیٹا! ادھر بیٹھو میرے پاس۔" انہوں نے اپنے قریب صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو وہ چلتی ہوئی ان کے قریب جا کر بیٹھ گئی۔ اس کے بیٹھتے ہی انہوں نے اسے اپنے بازو کے حلقے میں لے لیا۔

"مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی تھی۔" اس کا سر جھکا تھا جبکہ نظریں اپنے دونوں ہاتھوں پر جمی تھیں جو اس کے گود میں رکھے تھے۔

"کل فیروز آیا تھا۔" اور وہ گھڑی آگئی۔ جس کا اسے ڈر تھا وہ جانتی تھی وہ اس سے کیا کہنے والے ہیں۔ کل تک وہ اس پل کے لیے کتنی پریشان تھی۔ ان کو انکار کرنے کے لیے اور فراز کے حق میں ہموار کرنے کے لیے اس نے کتنے ہی جملے ترتیب دیے تھے۔ لیکن وقت نے ایسا پلٹا کھایا تھا سب سوچے ہوئے جملے دھرے کے دھرے رہ گئے تھے۔ اس کی آنکھیں بے ساختہ نم ہوئی تھیں۔ علی بغور اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ وہ آنے والے لمحوں کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ ابھی وہ سر اٹھا کر ان کی آنکھوں میں دیکھ کر انکار کرے گی اور ڈیڈی کا ہنستا مسکراتا پرسکون چہرہ کیا رنگ لینے والا ہے۔

"فیروز تم کو اپنی بیٹی بنانا چاہتا ہے۔ جب فیروز نے مجھ سے بات کی تو میں نے اسے ہاں کر دی۔ اصولاً تو مجھے تم سے پوچھنا چاہیے تھا لیکن میں جانتا ہوں میرا جواب میری پسند میری بیٹی سے الگ تو نہیں ہو سکتے۔ میں نے ٹھیک کیا نا بیٹی؟"

ان کے لہجے میں کتنا مان تھا۔ اس کی آنکھوں میں پانی بھرنے لگا۔

"ملائکہ!" اس کی خاموشی پر انہوں نے اسے پکارا۔ علی کی دھڑکن غیر معمولی طور پر تیز ہو گئی تھی۔

"میری طرف دیکھو بیٹا!" انہوں نے ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھ کر اس کا چہرہ اونچا کیا۔ اس کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر ان کا پریشان ہونا لازمی تھا۔

"کیا ہوا ملائکہ! کیا میں نے غلط کیا؟" اس نے کچھ نہیں کہا تھا بس ان کے سینے سے لگ گئی تھی۔ لیکن اس کے آنسوؤں میں روانی آگئی تھی۔

"ملائکہ!" جعفر حسین بہت پریشان ہو گئے تھے۔

ملائکہ نے نظر اٹھا کر انہیں دیکھا جو اس کے آنسوؤں سے پریشان ہو گئے تھے۔ اپنے جان چھڑکنے والے باپ کو کیا تکلیف دینے جا رہی تھی۔ اس شخص کے لیے جس کی ماں نے اس کے لیے وہ الفاظ استعمال کیے تھے جو اس کے لیے بڑی سے بڑی گالی سے بھی زیادہ تھے۔ اسے یونہی روتا دیکھ کر انہوں نے بے چینی سے نوشابہ اور علی کو دیکھا جو خود بھی پریشان نظر آرہے تھے۔

"ملائکہ! کچھ تو بولو بیٹا! میں پریشان ہو رہا ہوں۔ کیا میں نے ہاں کہہ کر غلط کیا؟" اور اب کی بار اسے بولنا پڑا تھا۔

"نہیں ڈیڈی! آپ نے کچھ غلط نہیں کیا۔"

بڑی دقت سے یہ الفاظ اس کے منہ سے نکلے تھے۔

"تو میری جان! ایسے کیوں رو رہی ہو؟" انہوں نے دونوں ہاتھوں سے اس کا چہرہ تھاما تھا۔

"ڈیڈی! میں آپ کو چھوڑ کر نہیں جانا چاہتی۔" وہ ایک بار پھر روتے ہوئے ان کے سینے سے لگ گئی تو اب کی بار وہ پرسکون ہو کر مسکرائے تھے۔

"تم تو میری جان ہو ملائکہ! میں کبھی بھی تم کو خود سے جدا نہیں کرنا چاہتا اور کروں گا بھی نہیں لیکن لڑکی کا اصل گھر تو اس کے شوہر کا گھر ہوتا ہے۔ بیٹی کو اچھا جیون ساتھی مل جائے یہ تو ہر باپ کی دعا ہوتی ہے۔ ابراہیم کو دیکھ کر مجھے لگا میری ساری دعائیں قبول ہو گئی ہیں۔ ابراہیم مجھے بہت پسند ہے اور مجھے امید نہیں بلکہ یقین ہے وہ تمہیں بہت خوش رکھے گا۔"

ان کے بازو اس کے گرد پھیلے تھے جبکہ اب اس کے آنسو تھم گئے تھے۔

علی نے روتی ہوئی نوشابہ کو ساتھ لگا کر دلاسا دیا۔ وہ

مسکرا رہا تھا جبکہ نظریں ملائکہ پر جمی تھیں، کل اس کا جارحانہ انداز اور آج اتنی فرماں برداری، کبھی شعلہ اور کبھی شبنم، وہ ابھی تک حیران تھا لیکن جو بھی تھا اس کی ایک ہاں نے سب ٹھیک کر دیا تھا۔

"میں اور تمہاری مما ابھی فیروز کی طرف سے ہی آ رہے ہیں۔ ہم منگنی کی ڈیٹ فکس کرنے گئے تھے لیکن وہ دونوں باپ بیٹا کچھ اور ہی سوچے بیٹھے تھے۔ وہ لوگ نکاح کرنا چاہتے ہیں۔"

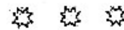
ان کی تفصیل پر اس نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"لیکن ڈیڈی!" وہ ایک دم پریشان ہو گئی تھی۔

"میرا ماسٹرز؟ میں اپنی اسٹڈی کمپلیٹ کرنا چاہتی ہوں۔"

"آف کورس بیٹا! میں جانتا ہوں۔ ابھی صرف نکاح ہی ہو گا۔ رخصتی تو ہم تمہارے ایگزام کے بعد ہی کریں گے۔ چلو اب ڈیڈی کو مسکرا کر دکھاؤ۔"

ان کے کہنے پر وہ بڑی دقت سے مسکرائی۔ اس وقت وہ اتنی پریشان تھی کہ مزید کچھ کہہ ہی نہیں سکی۔



اسے نوشابہ آنٹی کا فون آیا تھا کہ سوموار کو ملائکہ کا نکاح ہے۔ یہ بات تھی تو بہت خوشی کی لیکن خوشی سے زیادہ اسے حیرت تھی۔ ملائکہ، ابراہیم کے ساتھ نکاح کے لیے مان کیسے گئی۔ وہ ملائکہ کو بچپن سے جانتی تھی اور شادی کے لیے اس کی جو لاجک تھی اس سے بھی وہ واقف تھی۔ اس کے نزدیک شادی اس سے کرنی چاہیے، جس سے آپ محبت کرتے ہوں اور ابراہیم سے محبت تو دور کی بات وہ تو اسے پسند بھی نہیں کرتی تھی۔ پھر اس نے یہ فیصلہ کیسے کیا؟ وہ کار ڈرائیو کرتے ہوئے اسی سوال کا جواب سوچ رہی تھی اور پھر جیسے اس کے دماغ میں کلک ہوا تھا۔ اس دن فراز کی امی سے بات کرنے کے بعد اس کے چہرے پر جو گمبھیرتا تھی یقیناً "یہ اس کا ردعمل تھا۔ اس نے ٹرن لیتے ہوئے بے ساختہ گہرا سانس لیا۔ "انسان ہمیشہ جو چاہتا ہے ویسا نہیں ہوتا لیکن انسان ہمیشہ اس غرور میں مبتلا رہتا ہے کہ وہ سب کچھ کر سکتا ہے لیکن ہوتا تو وہی ہے ... کو منظور ہوتا ہے۔" اس کو دیکھتے ہی گیٹ کیپر نے ... وا کر دیا۔

اندر داخل ہوتے ہی اسے غیر معمولی ہلچل ... احساس ہوا تھا۔ اس کا سب سے پہلا سامنا نوشابہ ... ہوا تھا۔

"سب ٹھیک تو ہے نا آنٹی؟"

"ہاں بیٹا! سب ٹھیک ہے۔ بس نکاح کی وجہ سے مصروفیت بڑھ گئی ہے اور اپنی دوست کو تم جانتی ہو۔ کتنی ضدی ہے۔ کب سے کہہ رہی ہوں بیوٹی پارلر کا چکر لگا لو۔ اب تم اسے پارلر لے جاؤ۔ میں بازار جا رہی ہوں۔"

وہ جس عجلت میں بول رہی تھیں اسی عجلت میں اس کا شانہ تھپک کر باہر نکل گئیں تو وہ ملائکہ کے کمرے کی طرف آ گئی۔ دروازہ کھولتے ہی وہ اسے نظر آ گئی جو بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے یقیناً "اس کی ہی منتظر تھی۔ اس پر نظر پڑتے ہی اس کی سرخ آنکھوں میں پھر پانی اترنے لگا۔

"اچھی دوست ہو۔ تمہارے نکاح کی خبر مجھے تمہارے بجائے آنٹی نے دی ہے۔" وہ بیڈ پر اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھتے ہوئے بولی۔

"جلے پر نمک چھڑکنے آئی ہو؟" ملائکہ کی بھرائی ہوئی آواز پر اس نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔

"خود کو اذیت دینے سے بہتر یہ تھا کہ تم انکل کو صاف صاف بتا دیتیں۔" حنا کے مشورے پر وہ جیسے تڑپ ہی اٹھی تھی۔

"کیا بات کرتی میں ڈیڈی سے کہ مجھ سے پوچھے بغیر وہ کیوں ہاں کر آئے؟ اور فراز اس نے تو میرے لیے کوئی راستہ ہی نہیں چھوڑا۔ اس کے لیے میں اپنے ڈیڈی سے آرگیو کرتی۔ جس کی امی نے میری اتنی انسلٹ کی۔"

"لیکن ملائکہ! اس میں فراز کا تو کوئی قصور نہیں۔ وہ تو تمہیں چاہتا ہے اور اس سے بڑی بات تم بھی اسے پسند کرتی ہو۔"

"تم نے شاید ٹھیک سے سنا نہیں تھا۔ اس کی امی نے کیا کہا تھا کہ وہ مجھ جیسی مغرور، خود سر لڑکی کو بھی اپنی بہو نہیں بنائیں گی اور فراز کہاں گیا۔ اس کی محبت کہاں ہے؟ اس بات کو تین دن گزر گئے ہیں۔ اس نے ایک بار بھی مجھ سے رابطہ نہیں کیا اور تم جانتی ہو وہ اپنے ابو سے کتنا ڈرتا ہے۔ ابھی تو میں اپنے گھر ہوں تو اس کی امی نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا اور اگر جو میں...؟"

غصے کے مارے اس کی بات ادھوری رہ گئی۔

"اور اس فراز کی خاطر جو میری عزت نہیں کروا سکتا۔ میں اس کے لیے اپنے ڈیڈی کے مان کو توڑتی۔ امیا سبل! اس دنیا میں سب سے پہلے میرے لیے میرے ڈیڈی ہیں پھر کوئی اور..." اس کے جذباتی انداز پر حنا مسکرا دی۔

"اگر ایسی بات ہے تو پھر یہ غصہ کیوں؟ انکل سے زیادہ کوئی بھی تمہارے لیے بہتر فیصلہ نہیں کر سکتا اگر انہوں نے ابراہیم کو تمہارے لیے پسند کیا ہے تو کوئی تو بات ہوگی۔"

"یہ مجھے نہیں پتا۔ مجھے صرف یہ معلوم ہے۔ مجھے وہ پسند نہیں۔"

"اچھا بابا! جہاں تم نے انکل کی خاطر اتنا کیا ہے وہاں تھوڑا اور کرلو اور اسے قسمت کہتے ہیں میری جان!" حنا نے بہت پیار سے اس کا چہرہ تھاما تھا۔

"اپنے دل سے ہر بری بات کو ہٹا دو اور اپنی نئی زندگی کا آغاز خوشی سے،" مسکراتے ہوئے کرو ویسے بھی نکاح کے بولوں میں بڑی طاقت ہوتی ہے، "تمہیں خود بخود ابراہیم سے محبت ہو جائے گی۔"

"امیا سبل۔ تم جانتی ہو حنا ایسا کبھی نہیں ہوگا۔" ملائکہ کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے۔

"چلو اب اٹھو، میں باہر گاڑی میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔" حنا نے سرسری لہجے میں کہہ کر بات ختم کردی۔ کیونکہ بحث کرنے کا فائدہ بھی نہیں تھا۔

☆ ☆ ☆

خود کو جتنا بے بس وہ اس وقت محسوس کر رہی تھی۔ اتنا تو اس نے زندگی کے کسی [illegible] نہیں کیا اس نے زندگی کا ہر فیصلہ حتیٰ کہ معمولی سے معمولی چیز اپنی پسند سے لی تھی۔ اس کے کمرے کا کارپٹ، بیڈ شیٹ حتیٰ کہ گلدان میں سجائے جانے والے پھول بھی اس کی مرضی کے ہوتے تھے۔ لیکن اس کی زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ اس کی مرضی سے نہیں ہوا تھا۔ اسے ڈیڈی کی پسند پر اعتراض نہیں تھا لیکن اسے اس شخص پر اعتراض تھا جسے اس کے لیے پسند کیا گیا تھا۔ وہ اسے ناپسند کرتی تھی لیکن اس کے لیے وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ اگر اس کی زندگی میں اس کی پسند فراز نہیں تھا تو ابراہیم کو بھی نہیں ہونا چاہیے تھا۔ وہ بے چین ہو کر کھڑی ہو گئی۔

ابھی کچھ دیر پہلے نوشابہ اس سے کہہ کر گئی تھیں، ابراہیم آنے والا ہے تاکہ نکاح کا جوڑا اس کی مرضی سے خریدا جا سکے۔ وہ نوشابہ کو انکار کرنا چاہتی تھی لیکن ان کے بالکل پیچھے اندر داخل ہوتے جعفر حسین کو دیکھ کر اس کے کھلے ہونٹ پھر بند ہو گئے تھے۔

اسے حنا کا خیال آیا تھا۔ وہ حنا کو ساتھ لے جانا چاہتی تھی۔ وہ تیزی سے فون کی طرف بڑھی تب ہی نوشابہ کے ساتھ ابراہیم اندر داخل ہوا تھا اور اس کا ریسیور کو تھاما ہوا ہاتھ وہی ساکت ہو گیا تھا۔

اسے یونہی ساکت کھڑا دیکھ کر ابراہیم نے سلام کرنے میں پہل کی تھی لیکن وہ جواب دینے کے بجائے رخ موڑ گئی۔ نوشابہ نے شرمندگی سے ابراہیم کو دیکھا۔

"آپ بیٹھو بیٹا!"

"وہ نہیں آنٹی! دیر ہو جائے گی۔" اس نے ہاتھ پر بندھی گھڑی دیکھ کر کہا، جہاں سات بج رہے تھے اور نو بجے تک دکانیں بند ہو جاتی تھیں۔

"ملائکہ! تم تیار ہو جاؤ۔" نوشابہ نے غصے سے اس کا حلیہ دیکھا۔ کل جو اس نے پارلر جانے کے لیے کپڑے پہنے تھے۔ وہ اس نے تبدیل نہیں کیے تھے حالانکہ وہ اسے بتا چکی تھیں، ابراہیم آنے والا ہے۔

"میں ٹھیک ہوں مما!" وہ اب سیدھی کھڑی ہو گئی

تھی۔

''اچھا آنٹی!'' وہ ان سے جانے کی اجازت لے رہا تھا۔ وہ مسکرا دیں تو وہ ایک نظر ملائکہ کو دیکھ کر باہر نکل گیا۔

نوشابہ نے خشمگیں نظروں سے اسے دیکھا۔

''تمہیں ہوا کیا ہے؟'' وہ اس کے رویے کو سمجھنے سے قاصر تھیں۔

''اب جاؤ بھی۔'' اسے یونہی کھڑا دیکھ کر انہوں نے کہا تو وہ ہونٹ بھینچے باہر نکل گئی۔

''کیا ہو گا اس لڑکی کا۔'' انہوں نے پریشانی سے اسے جاتا دیکھا۔ اس کے بیٹھتے ہی اس نے کار اسٹارٹ کر دی۔ کار مین روڈ پر ڈال کر اس نے گردن گھما کر ملائکہ کی طرف دیکھا۔

''کہاں جانا ہے؟'' اس کے سوال پر وہ جو سامنے شیشے کے پار دیکھ رہی تھی۔ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔ تب ہی ابراہیم نے دوبارہ اس کی طرف دیکھا۔ اس کی نظروں میں جو سوال تھا وہ اس نے پڑھ لیا تھا۔

''میرا مطلب ہے۔ میں یہاں کے راستوں سے واقف نہیں۔ صرف کچھ ہی راستے جانتا ہوں۔ آپ نے شاپنگ کہاں سے کرنی ہے۔ آپ کو مجھے گائیڈ کرنا ہو گا۔''

وہ سامنے دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ اس کے بعد وہ بالکل خاموش رہا۔ گاڑی میں کچھ وقفوں کے بعد جو آواز آئی تھی، وہ اس کی تھی، وہ بھی صرف ان الفاظ پر مشتمل تھی 'لیفٹ' 'رائٹ اسٹریٹ۔'' وہ فورٹریس میں داخل ہو گئے تھے۔ گاڑی میکڈونلڈ کے آگے پارک کر کے وہ شاپس کی طرف مڑے تھے۔ اس کے ساتھ سے پہلے ہی اسے الرجی ہو رہی تھی اور اب اس کے ساتھ چلنے سے بھی اسے الجھن ہو رہی تھی۔ لڑکیاں تو لڑکیاں لڑکے بھی اسے مڑ مڑ کر دیکھ رہے تھے۔

اس نے بڑے سرسری انداز میں گردن گھما کر اس کا چہرہ دیکھا لیکن وہ ارد گرد فدا ہوتی لڑکیوں کی نظروں سے بے نیاز سیدھا چلتا جا رہا تھا۔ شاید اسے اس طرح کی نظروں کی عادت تھی۔ اس کا خیال تھا، وہ اس سے اس کے حوالے سے نکاح کے حوالے سے یا ایک آدھ کوئی رومانٹک جملہ بولے گا تو وہ اس کی طبیعت صاف کر دے گی۔ لیکن یہاں تو بالکل الٹ تھا۔

اپنی سوچ کے اختتام پر اسے جو شاپ نظر آئی وہ اس میں گھس گئی۔ اور اس کی تقلید میں وہ بھی۔ وہ ریک میں لٹکے کپڑوں کو ادھر ادھر کر رہی تھی جب اچانک وہ اس کے پیچھے آ کر بولا۔

''کچھ پسند آیا؟'' وہ ایک دم گھبرا کر پلٹی تھی۔ اس کی خوف زدہ نظریں دیکھ کر پہلی بار وہ محظوظ ہونے والے انداز میں مسکرایا۔

''کیا میں نے آپ کو ڈرا دیا؟'' اس کے ہونٹوں کے ساتھ اس کی آنکھیں بھی مسکرا رہی تھیں۔

''ابھی مجھے ڈرانے والا کوئی پیدا نہیں ہوا۔'' وہ دل ہی دل میں تلملا کر رہ گئی۔ لیکن بظاہر خاموشی سے پلٹ گئی۔

''میں آپ کی کچھ مدد کروں؟'' وہ ایک بار پھر اس کے پیچھے آیا تو اس نے پلٹ کر اسے دیکھا۔ اس کے پیچھے سیلز مین بھی تھا جو ابراہیم کے بولنے پر اسے ایسے گھور رہا تھا جیسے کوئی عجوبہ دیکھ لیا ہو۔ یقیناً وہ بھی اس کے منہ سے اتنی صاف اردو سن کر پریشان ہو گیا تھا۔ وہ جس ریک کے آگے کھڑی تھی وہاں سے سائیڈ پر ہو گئی جس کا مطلب تھا۔

''تم دیکھ لو۔'' وہ سب فینسی سوٹ تھے۔ وہ اب ایک ایک کر کے سب سوٹ دیکھ رہا تھا پھر کچھ کنفیوز ہو کر اسے دیکھنے لگا۔

''میں آپ کو صرف کلر بتا سکتا ہوں۔ سلیکٹ تو آپ کو کرنا ہو گا۔ کیونکہ پاکستانی ویڈنگ اور اسپیشلی برائیڈل ڈریس کا مجھے کوئی ایکسپیرینس نہیں۔''

''آپ کس فنکشن کے لیے ڈریس لینا چاہ رہے ہیں؟'' آخر کار سیلز مین کو اپنی خدمات پیش کرنی پڑیں۔

''ہمارا نکاح ہے۔''

ابراہیم نے اس کی اور اپنی طرف اشارہ کر کے کہا۔ سیلز مین نے مسکرا کر دونوں کو دیکھا جبکہ ملائکہ کا منہ

بن گیا تھا۔ سیلز مین انہیں لہنگے دکھا رہا تھا۔
"پلیز یہ رہنے دیں۔" اتنے بھاری لہنگے دیکھ کر اسے ویسے ہی اختلاج ہونے لگا تھا۔
"اس میں کیا پرابلم ہے؟" ابراہیم کو شاید وہ پسند آ رہے تھے جو اس کے ریجیکٹ کرنے کی وجہ پوچھنے لگا۔ اس سے پہلے وہ جواب دیتی سیلز مین بول پڑا۔
"شادی اور ولیمے دونوں فنکشن میں لہنگے پہنے جاتے ہیں۔ شاید اس لیے میم منع کر رہی ہیں۔" ابراہیم نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تو اسے سر اثبات میں ہلانا پڑا۔
"ساڑھی دکھا دوں۔"
"نہیں۔" سیلز مین نے پہلے ابراہیم اور پھر ملائکہ کو دیکھا تو ابراہیم کندھے اچکا کر رہ گیا۔
بڑی مشکل سے اسے گلابی کلیوں والا لمبا فراک اور پاجامہ پسند آیا تھا اٹھارہ ہزار ادا کر کے وہ باہر نکلا تو غیر ارادی طور پر ملائکہ کو مخاطب کیا تھا۔
"تو کل ہمارا نکاح ہے؟" ملائکہ نے بے ساختہ سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ مسکرا رہا تھا۔
"سب لیڈیز اتنی ہی دیر لگا کر شاپنگ کرتی ہیں یا یہ صرف آپ کی کوالٹی ہے؟" اس کی سوالیہ نظریں محسوس کر کے وہ مزید بولا۔
"اس لیے پوچھ رہا ہوں کہ فیوچر پلاننگ میں میں یہ بات انکلوڈ کر لوں۔" تو وہ سر جھٹک کر آگے بڑھنے لگی۔
اس کی بے زاری اور گریز کو ابراہیم نے اس کی حیا سمجھا تھا اور یہی حیا اس کے لیے اٹریکشن کا باعث تھی۔
وہ دونوں اب جیولر کی شاپ میں داخل ہو رہے تھے۔ سیٹ لینے کے بعد وہ عجلت میں باہر نکلی تھی۔ اب پتا نہیں پاؤں مڑا تھا یا کوئی چیز پاؤں کے نیچے آئی تھی وہ ایک دم لڑکھڑائی تھی۔ اسے لڑکھڑاتے دیکھ کر ابراہیم نے ایک دم آگے بڑھ کر اسے بازوؤں سے تھاما تھا۔ پاؤں میں تکلیف اتنی شدید تھی کہ اپنے بوجھ پر کھڑا ہونا اس کے لیے مشکل ہو گیا تھا۔
"ملائکہ! آر یو اوکے؟" ابراہیم اس پر جھکا پریشانی سے پوچھ رہا تھا۔ اسے ایک دم اپنے بازوؤں پر اس کے لمس کا احساس ہوا تو وہ ساری تکلیف بھول بھال کر کھڑی ہو گئی۔
"میں ٹھیک ہوں۔" اس نے غیر محسوس طریقے سے خود کو اس کے بازوؤں کے حلقے سے نکالا۔ اس کے گریز پر وہ جو پریشانی سے اسے دیکھ رہا تھا بے ساختہ مسکرا دیا۔
"آپ یہیں ٹھہرو، میں گاڑی لے کر آتا ہوں۔" وہ اس سے کہتا ہوا بھاگنے کے انداز میں پارکنگ کی طرف گیا تھا وہ جو دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے بڑی مشکل سے کھڑی سامنے سے آتے جاتے لوگوں کو دیکھ رہی تھی۔ تب ہی اس کی نظر سامنے سے آتے فراز پر پڑی۔ وہ تیزی سے چلتا ہوا اس کی طرف آ رہا تھا۔
"ملائکہ!" پکارنے کے ساتھ اس نے غور سے اس کا سرخ چہرہ دیکھا۔ "تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے اور یہاں اکیلی کیوں کھڑی ہو؟" کہنے کے ساتھ اس نے اردگرد کسی کو تلاش کرنے کی کوشش کی۔
"کیا میں آپ کو جانتی ہوں؟" اس کے الفاظ سے زیادہ اس کا لہجہ اجنبی تھا۔ فراز نے کچھ حیرت سے اسے دیکھا، اس کی آنکھوں میں واقعی پہچان کی کوئی رمق نہیں تھی۔
"میں فراز!" اپنی پہچان کرواتے ہوئے وہ خود ہکلا کر رہ گیا۔
"سوری۔ میں نے آپ کو نہیں پہچانا اور میں اجنبیوں سے بات نہیں کرتی۔ راستہ چھوڑو۔"
ابراہیم کی گاڑی دیکھ کر اس نے اپنے دکھتے پاؤں کو حرکت دی، درد کی ایک لہر اس کے پورے وجود میں دوڑ گئی تھی لیکن وہ ضبط کرتی ہوئی آگے بڑھی تھی۔ فراز نہ سمجھنے والے انداز میں اسے جاتا دیکھ رہا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ اس کے پیچھے جا کر اس کی بے رخی کی وجہ معلوم کرتا۔ اس نے فٹ پاتھ کے کنارے پر ایک گاڑی رکتے اور اس میں سے ایک فارنر کو نکلتے دیکھا اور اس کے دیکھتے ہی دیکھتے اس نے ملائکہ کا ہاتھ تھاما اور بڑی احتیاط کے ساتھ اسے فرنٹ ڈور کھول کر اندر

بٹھایا تھا۔ فراز کے ماتھے پر پڑنے والے بل بے ساختہ تھے۔ گاڑی چلتے ہی ملائکہ نے ایک انجانی لیکن جتاتی ہوئی نظر اس کے دھواں دھواں ہوتے چہرے پر ڈالی تھی۔ گاڑی میں اس وقت مکمل خاموشی تھی۔ وہ پوری طرح چہرہ شیشے کی طرف موڑے ہوئے تھی۔ جبکہ آنسوؤں سے اس کا سارا چہرہ گیلا ہو رہا تھا۔ اس نے بڑی احتیاط سے اپنے چہرے کو صاف کیا تھا لیکن ساتھ بیٹھے ہوئے شخص کی نظریں بے شک سامنے سڑک پر تھیں لیکن سارے محسوسات اس کی طرف متوجہ تھے۔

"ملائکہ! اگر آپ کو زیادہ چوٹ لگی ہے تو میں آپ کو ڈاکٹر کے پاس لے جاتا ہوں۔" وہ گردن گھما کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

"میں ٹھیک ہوں۔" وہ بمشکل بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"تو آپ رو کیوں رہی ہیں؟" اب وہ اسے کیا بتاتی کیوں رو رہی ہے۔ فراز کو دیکھ کر اس کے زخم پھر ہرے ہو گئے ہیں اور وہ کیسے ظاہر کر رہا تھا جیسے اسے کچھ پتا ہی نہ ہو اور تب اسے اپنے نکاح کا فیصلہ بالکل ٹھیک لگا تھا۔ گاڑی رکتے ہی اس نے اترنے کے لیے دروازہ کھولا تھا اس سے پہلے ابراہیم دروازہ کھول کر اس کی طرف آیا تھا۔ اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو نظر انداز کر کے وہ بمشکل کھڑی ہوئی تھی۔

"میں چل سکتی ہوں۔" وہ نظریں جھکائے ہوئے بولی۔ وہ اس کا مطلب سمجھ رہی تھی۔ وہ اسے سہارا دینا چاہتا تھا۔ لیکن وہ ایک بار بے اختیاری میں جو اس کا ہاتھ تھام چکی تھی۔ دوبارہ ایسا نہیں چاہتی تھی۔ اس نے ہاتھ پیچھے کر لیا تھا' وہ کچھ کہے بغیر آہستہ آہستہ اندر کی طرف بڑھنے لگی۔ جبکہ وہ شاپنگ بیگز لیے اس کے پیچھے تھا۔ ان دونوں کو آتا دیکھ کر وہ تینوں جو لاؤنج میں بیٹھے تھے مسکرائے لیکن ملائکہ کا چہرہ دیکھ کر جعفر بے اختیار کھڑے ہوئے تھے۔

"کیا ہوا ملائکہ؟" وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھے۔ جبکہ وہ ان کے ساتھ لگ کر رونے لگی۔

ابراہیم نے کچھ الجھ کر اسے دیکھا جبکہ جعفر حسین کی سوالیہ نظریں دیکھ کر اسے بولنا پڑا۔

"وہاں روڈ پر ان کا پاؤں سلپ کر گیا تھا' شاید ان کو چین زیادہ ہو رہا ہے۔" وہ کہنے کے ساتھ ملائکہ کو بھی دیکھ رہا تھا جس کا چہرہ اس کے بالوں نے ڈھانپ رکھا تھا۔ جعفر تو اس کے آنسو دیکھ کر ہمیشہ کی طرح سب بھول گئے تھے۔ لیکن نوشابہ بغور ابراہیم کا الجھا ہوا چہرہ دیکھ رہی تھیں۔

"آپ بیٹھو بیٹا!" وہ مسکرا کر اس کی طرف بڑھیں۔

"نہیں آنٹی! I have to go! پاپا میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔" اس نے شاپنگ بیگ صوفے پر رکھ دیے۔

"ابراہیم! بیٹھو بیٹا!" اسے مڑتا دیکھ کر جعفر حسین کو ہوش آیا۔

"اٹس اوکے انکل! کل ملاقات ہو گی۔" وہ ملائکہ پر ایک نظر ڈال کر واپس مڑا تھا۔ جبکہ ملائکہ نے ایک بار بھی اس کی طرف نہیں دیکھا تھا نوشابہ کے اشارے پر علی اس کے پیچھے آیا تھا۔

"ابراہیم بھائی!" وہ کار کا دروازہ کھول رہا تھا جب علی کی آواز سن کر رک گیا۔ وہ گیٹ سے نکل کر اس کی طرف آ رہا تھا۔

"سوری ابراہیم بھائی!"

"فار واٹ؟" ابراہیم نے مسکرا کر علی کو دیکھا۔

"وہ بجو..." وہ بات ادھوری چھوڑ کر اسے دیکھنے لگا۔

"نیور مائنڈ۔"

"وہ دراصل بجو ڈیڈی سے بہت پیار کرتی ہیں ان کو چھوڑنے کے خیال سے وہ اپ سیٹ ہیں۔ اس لیے تھوڑی روڈ ہو گئی ہیں۔"

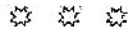
"آئی کین انڈر سٹینڈ۔" ابراہیم نے مسکرا کر علی کا کندھا تھپتھپایا تو وہ ابراہیم کے گلے لگ گیا۔

"پھر کل آپ آ رہے ہیں؟" علی کے سوال پر وہ کھل کر مسکرایا۔

"میرے بغیر تو یہ فنکشن نہیں ہو سکتا۔" اس کے

جواب پر علی کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

گھر سے باہر نکلتے وقت وہ الجھا ہوا تھا لیکن علی سے بات کر کے اس کا موڈ خوشگوار ہو گیا تھا۔ اس نے ذہن سے ہر الجھن کو جھٹک دیا۔ اب وہ کل کے بارے میں سوچ رہا تھا اور اس کے ہونٹ خود بخود شوخ دھن بجانے لگے تھے۔



حنا کل کے فنکشن کے لیے کپڑے سلیکٹ کر رہی تھی جب ثریا نے فراز کے آنے کی اطلاع دی۔ وہ کچھ دیر تو یونہی کھڑی اس کے آنے کی وجہ سوچتی رہی پھر سر جھٹک کر باہر نکل آئی۔ فراز کا ان کے گھر آنا اس لیے حیران کن نہیں تھا کیونکہ وہ نہ صرف اس کا پڑوسی بلکہ اس کے بچپن کا دوست تھا۔ لیکن حیران کن بات رات کے اس وقت آنا تھا۔ یہی سوچتے ہوئے وہ ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی۔ وہ بالکل سامنے بیٹھا اس کا منتظر تھا۔

"خیریت تم اس وقت؟" حنا نے اندر داخل ہوتے ہی پوچھا تھا۔

"ہوں۔" وہ سر ہلا کر بولا۔

"ملائکہ کو کیا ہوا ہے؟"

"کیا ہوا ہے؟" فراز کے سوال پر وہ الٹا اسی سے پوچھنے لگی۔

"میں ابھی ابھی اس سے مل کر آ رہا ہوں۔ اس نے مجھے پہچاننے سے انکار کر دیا اور اس کے ساتھ کوئی تھا۔ کوئی فارنر۔" وہ بہت الجھے انداز میں بات کر رہا تھا۔

"وہ ملائکہ کا کزن ہے۔" حنا کے کہنے پر اس کے چہرے پر کچھ رونق آئی تھی۔

"اور اس کا ہونے والا شوہر بھی۔" اس کے سر پر دھماکا ہوا تھا "کل ان کا نکاح ہے۔" وہ اب فراز کو دیکھنے کے بجائے اپنی انگلیوں سے کھیل رہی تھی۔

"ایسا نہیں ہو سکتا۔ ملائکہ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتی۔" وہ جیسے خود کلامی کے انداز میں بولا۔ حنا نے ماتھے پر بل ڈال کر اسے دیکھا۔

"کیوں ملائکہ ایسا کیوں نہیں کر سکتی۔ تم اس کی بے عزتی کرواؤ اور وہ تمہارے لیے اپنی اور اپنے گھر والوں کی نظروں میں ذلیل ہو جائے۔"

"بے عزتی میں نے؟" اس نے حیرت سے اپنی طرف اشارہ کیا۔

"ہاں تم نے۔ کیا تمہیں نہیں معلوم تمہاری امی نے ملائکہ کی کتنی انسلٹ کی ہے میں بھی وہیں تھی۔ میں نے خود اپنے کانوں سے سنا اور میں حیران تھی۔ آنٹی رضوانہ اتنی چیپ لینگویج بھی یوز کر سکتی ہیں۔ ملائکہ کو تم جانتے ہو بہت اچھی طرح۔ پتا نہیں کیا چیز اسے تمہارا لحاظ کرنے پر مجبور کر گئی اس نے تو صرف تمہیں پہچاننے سے انکار کیا ہے۔ میں ہوتی تو تمہارا منہ توڑ دیتی۔" غصے کے مارے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔

"تم اچھی طرح جانتے ہو، ملائکہ کو کنونس کرنے کے لیے تمہیں کتنی مشکل پیش آئی تھی اگر تمہاری امی تمہاری شادی ملائکہ کے ساتھ کرنے کو تیار نہیں تھیں تو تمہیں ملائکہ سے محبت نہیں کرنی چاہیے تھی اور تمہیں شادی نہیں کرنی تھی تو آنٹی سے فون کروانے کی کیا ضرورت تھی۔" اسے اتنا اشتعال تھا کہ وہ بغیر سوچے سمجھے بولتی چلی گئی۔

"کیا کہا تھا امی نے؟"

فراز کی نظریں اس کے چہرے پر جمی تھیں۔ اس کا لہجہ اتنا سخت تھا کہ حنا اس کا چہرہ دیکھنے پر مجبور ہو گئی۔ اس کا چہرہ دیکھ کر اسے اندازہ ہوا کہ وہ غلط بات کر چکی ہے۔

"میں کچھ پوچھ رہا ہوں حنا؟" اسے مسلسل خاموش دیکھ کر وہ غصے سے بولا۔

"اس بات کو چھوڑو جو بات ختم ہو گئی، اس کو دہرانے کا کیا فائدہ؟"

"یہاں بات فائدہ اور نقصان کی نہیں، میری زندگی کی ہے۔ تم نہیں سمجھ سکتیں میں اس وقت کیسا محسوس کر رہا ہوں۔ یہ خیال کہ وہ کسی اور کی ہو جائے گی۔"

اس کی آواز بھرائی تھی اور اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا تھا اور حنا جانتی تھی وہ رو رہا ہے۔ اسے فراز پر بہت ترس آیا تھا۔ لیکن وہ کیا کر سکتی تھی۔ وہ اٹھ کر اس کے قریب آئی اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"مجھے تمہارے اور ملائکہ دونوں کے لیے بہت افسوس ہے لیکن اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ تم بھول جاؤ اسے۔" فراز نے چہرے سے ہاتھ ہٹا کر اسے دیکھا۔ اس کی آنکھیں بے تحاشا سرخ ہو رہی تھیں۔

"یہ ناممکن ہے کہ میں اسے بھول جاؤں۔" وہ اپنا چہرہ صاف کرتے ہوئے بولا۔

"تم کیا کرنے والے ہو؟" حنا نے پریشانی سے اسے دیکھا۔

"یہ مجھے بھی نہیں پتا صرف یہ بتاؤ امی نے ملائکہ سے کیا کہا؟"

"فراز میں نے کہا نا چھوڑو اس بات کو۔"

"حنا پلیز! تمہیں ہماری دوستی کی قسم۔" حنا نے بڑی بے بسی سے اسے دیکھا اور جو اس نے سنا تھا اس نے فراز کو بتا دیا اور وہ کتنی دیر تک افسوس کے مارے بول ہی نہیں سکا۔

"حنا للیوی۔ مجھے اس بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا۔ ملائکہ کو اتنا تو مجھ پر ٹرسٹ کرنا چاہیے تھا۔ تم پلیز میری اس سے بات کروا دو۔ اسے روکو ایسا مت کرے۔" اس کے ملتجی انداز پر وہ بے بسی سے اسے دیکھنے لگی۔

"فراز! تم ملائکہ کو جانتے ہو۔ وہ اب میری بھی نہیں سنے گی اور دوسری بات کل اس کا نکاح ہے۔ سب کو پتا ہے اور یہ نکاح اب اس کی مجبوری ہی نہیں عزت کا بھی سوال ہے۔" وہ اسے تسلی دینے کے ساتھ سمجھانا بھی چاہتی تھی لیکن وہ مزید کچھ کہے بغیر لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا تھا۔



وہ فریج میں سالن رکھ کر جونہی مڑیں ان کی نظر دروازے میں کھڑے فراز پر پڑی اس کی نظروں اور آنکھوں کے تاثرات اتنے اجنبی تھے کہ ایک پل کے لیے وہ خوف زدہ ہو کر رہ گئیں۔ اپنے تاثرات چھپانے کے لیے وہ سنک کی طرف مڑ گئیں۔

"آپ نے ملائکہ سے کیا کہا؟"

"اوہ!" انہوں نے گہرا سانس لیا تو اس کے چہرے کے تاثرات کی وجہ یہ تھی۔

"تو مل گئی تمہیں اطلاع؟" وہ مڑ کر طنزیہ انداز میں بولیں۔ وہ غصے میں چلتا ہوا ان کے مقابل کھڑا ہو گیا۔

"کیا سوچ کر آپ نے اس سے اتنی گھٹیا باتیں کیں۔"

"تو دے دی اس نے تمہیں ساری رپورٹ۔ جو مجھے ڈر تھا وہی ہو رہا ہے ابھی وہ آئی نہیں اور گھر میں فساد کھڑا ہو گیا۔ اس نے تمہیں حکم دیا اور تم اپنی ماں کے مقابل آ کر کھڑے ہو گئے جواب طلبی کے لیے۔"

"اس نے مجھ سے کچھ نہیں کہا۔" وہ ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولا۔

"تو تمہیں الہام ہوا ہے؟"

"امی! میں جو پوچھ رہا ہوں اس کا جواب دیں۔ آپ نے ایسا کیوں کیا؟"

"کیونکہ میں نہیں چاہتی۔ تمہاری شادی اس سے ہو۔" اب کی بار وہ کچھ نہیں بولا۔ ابرو اچکا کر دیکھتا رہا۔

"آپ کو کیا لگتا ہے۔ آپ کی اس حرکت سے میں باز آ جاؤں گا۔ میں پہلے بھی ملائکہ سے شادی کرنا چاہتا تھا اور اب بھی میرا فیصلہ یہی ہے۔"

"اچھا۔ تمہاری اطلاع کے لیے بتا دوں کل ملائکہ کا نکاح ہے۔" انہوں نے طنزیہ انداز میں بتاتے ہوئے جیسے اس کا مذاق اڑایا۔ اس کے چہرے کا رنگ ایک دم بدلا تھا۔

"علی کا فون آیا تھا تمہارے لیے اس نے بتایا۔" انہوں نے کہنے کے ساتھ غور سے اس کا چہرہ دیکھا جہاں اشتعال کی جگہ دکھ نے لے لی تھی۔ انہیں بے اختیار تکلیف کا احساس ہوا۔

"فراز میری جان! بھول جاؤ اسے' میرا یقین کرو' صالحہ سے شادی کر کے تم بہت خوش رہو گے۔" انہوں نے آگے بڑھ کر اس کا چہرہ چھونا چاہا جسے اس نے جھٹک دیا تھا۔

"آپ کیا سمجھتی ہیں' اس طرح آپ نے ملائکہ کو مجھ سے دور کر دیا تو میں صالحہ سے شادی کر لوں گا۔ کبھی نہیں۔ اب آپ دیکھیں میں کیا کرتا ہوں۔"

وہ تیزی سے پلٹا اور اسی تیزی سے باہر نکل گیا۔ جبکہ ان کی پُرسوچ اور پریشان نظریں ابھی تک دروازے پر ٹکی تھیں جہاں سے وہ نکلا تھا۔



نکاح نامے پر سائن کرنے کے بعد ایک احساس تھا جسے وہ کوئی نام نہیں دے پا رہا تھا۔ لیکن اپنی اس الجھن کے برعکس وہ مسکراتا ہوا سب سے گلے مل رہا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ علی اور حنا کی ہمراہی میں اندر داخل ہوئی تھی۔ اس پر ایک نظر ڈالنے کے بعد وہ اپنی نظریں اس پر سے ہٹا لینا چاہتا تھا لیکن وہ ایسا کر نہیں سکا۔ پنک جوڑے میں زیورات سے سجی ملائکہ پر اسے کسی پری کا گمان ہو رہا تھا۔

وہ جھکی نگاہوں سے لحہ بہ لحہ اس کے قریب آ رہی تھی۔ اس کا ہر قدم اپنے دل میں دستک دیتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ اس کی قریب آنے پر اس نے نظریں اس پر سے ہٹا لیں۔ اس نے دل کا دروازہ اس کے لیے کھول دیا تھا۔ وہ اس کے قریب بیٹھ چکی تھی' مووی میکر اور فوٹو گرافر مستعدی سے اپنے کام میں مصروف ہو گئے تھے فیروز صاحب اسٹیج پر آئے تھے۔ انہوں نے ملائکہ کا ماتھا چوم کر اسے ایک ڈبہ پکڑایا تھا۔ اس کے بعد وہ اس کی طرف آئے تھے۔ انہیں اپنی طرف آتا دیکھ کر وہ کھڑا ہو گیا تھا۔ اس سے گلے ملنے کے بعد انہوں نے اس کا ماتھا چوما تھا۔ اسے بے اختیار اپنے باپ پر پیار آیا تھا۔ انہوں نے اس کے لیے ملائکہ کا انتخاب کیا تھا اگر وہ اس کے لیے نہ سوچتے تو خود تو وہ اتنا خوب صورت فیصلہ نہیں کر سکتا تھا۔ اسٹیج پر مبارک باد کے ساتھ تحائف کا تبادلہ بھی ہو رہا تھا۔ مخصوص وقت پر انہیں ہال خالی کرنا تھا' اس لیے جلد ہی ریفریشمنٹ کا انتظام کر دیا گیا۔ ویٹران کے سامنے رکھی ٹیبل پر کھانا سرو کر رہا تھا تب ہی حنا اور علی اسٹیج پر آئے تھے۔

"تم کیا لو گی؟" وہ اپنی پلیٹ میں چاول ڈال رہا تھا جب اس نے حنا کو کہتے سنا' اس نے گردن گھما کر ملائکہ کو دیکھا جس نے سر نفی میں ہلایا تھا اس کو یوں دیکھتے ہوئے حنا نے دیکھ لیا تھا اور بے ساختہ مسکرائی تھی۔

"ملائکہ! کچھ کھا لو ورنہ ابراہیم بھائی بہانے بہانے سے تمہیں دیکھتے رہیں گے۔"

حنا کے شرارتی انداز پر علی کا قہقہہ سنائی دیا تو اس نے جھینپتے ہوئے چہرہ سیدھا کر لیا۔ ملائکہ نے کھا جانے والی نظروں سے حنا کو دیکھا لیکن وہ اسے نظر انداز کرتی ہوئی ابراہیم کی طرف متوجہ تھی۔

"ویسے ابراہیم بھائی! مجھے آپ سے یہ امید نہیں تھی' میری فیلنگز جاننے کے باوجود آپ نے ملائکہ سے نکاح کر لیا اور مجھے آپ کو بھائی بنانا پڑا۔" اپنی بات کے اختتام پر وہ ہنسی تو ابراہیم بھی کھل کر مسکرایا تھا۔

"اسے کہتے ہیں بلائنڈ لو۔" علی کے کہنے پر وہ تینوں ہنسنے لگے تھے جبکہ ملائکہ نے دانتوں پر دانت مضبوطی پر جما لیے تھے۔

"ابراہیم بھائی! آپ صرف مسکراتے رہیں گے یا ملائکہ سے کوئی بات بھی کریں گے۔"

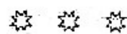
حنا کے کہنے پر اس نے پھر مسکرا کر ملائکہ کے جھکے سر کو دیکھا۔

"کہیں آپ ہم دونوں کی وجہ سے تو چپ نہیں؟" اس نے اپنے اور علی کی طرف اشارہ کیا۔

"ساری عمر باتیں ہی تو کرنی ہیں۔" ابراہیم کے کہنے پر ان دونوں کی "اوہ!" بڑی لمبی تھی اس کے بعد بھی جب تک وہ بیٹھے رہے' ابراہیم کو تنگ ہی کرتے رہے۔

آخر کار ایک خوب صورت تقریب کا اختتام ہوا۔ ابراہیم کے لیے سب کچھ خوب صورت تھا۔ لیکن

دوسری طرف اس کے بالکل برعکس تھا۔



"اوہ مس حنا کی سواری آج پھر موجود ہے۔" علی نے اندر داخل ہوتے ہی کہا تھا۔ "یار! تم اپنے گھر کب ہوتی ہو؟"

"اپنی چونچ بند کرو اور تمہیں ملائکہ کی نکاح کی البم لانے کو کہا تھا۔" اس کے پوچھنے پر اس نے ساتھ لایا ہوا بیگ اس کے سامنے کر دیا۔

"واؤ کیا زبردست تصویر آئی ہے۔ دیکھو ملائکہ!" حنا نے توصیفی انداز میں ابراہیم اور ملائکہ کی تصویر دیکھ کر اسے پکارا، جس نے بے زاری سے ایک نظر تصویر پر ڈال کر دوبارہ کتاب پر نظریں دوڑانی شروع کر دیں۔ علی حنا کی طرف جھکا اور سرگوشی کے انداز میں بولا۔

"تمہاری دوست کے ساتھ پرابلم کیا ہے؟ شادی کے بعد لڑکیاں کھل اٹھتی ہیں اور یہاں بیزاری کا یہ عالم ہے جیسے انہیں عمر قید سنا دی ہو۔"

ملائکہ نے خشمگیں نظروں سے اسے دیکھا "علی! تم جاؤ یہاں سے، تمہیں نظر نہیں آرہا، ہم پڑھ رہے ہیں۔" علی برا سا منہ بنا کر اٹھ گیا۔

"علی! سمیرا سے کہنا، چائے کے ساتھ کچھ کھانے کو بھی بھیج دے۔" علی کو آواز دے کر وہ پھر البم پر جھک گئی۔

"تم نے اپنے تھوبڑے پر جو بارہ بجائے ہوئے ہیں۔ اسے ٹھیک کرو علی بھی تمہیں دیکھ کر پریشان ہوتا ہے۔"

ملائکہ نے غصے سے اسے دیکھا "انہوں نے جو کرنا تھا وہ کر چکے اب جو میرا دل کرے گا میں کروں گی۔"

اس کے ضدی انداز پر حنا نے افسوس سے سر ہلایا۔

تمہاری فراز سے بات ہوئی؟" ملائکہ نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

"تمہارے نکاح سے ایک دن پہلے فراز آیا تھا۔ میں نے اسے رضوانہ آنٹی کے فون کے بارے میں بتایا۔ اسے کچھ معلوم نہیں تھا۔ تمہارے نکاح کا سن کر وہ بہت ڈپریس ہو گیا تھا۔" حنا بات کرنے کے دوران غور سے اس کا چہرہ بھی دیکھ رہی تھی جو بغیر رکے مسلسل لکھنے میں مصروف تھی۔

"فراز کے گھر والے بہت پریشان ہیں کیونکہ۔۔" وہ رکی تھی "کیونکہ تمہارے نکاح والے دن سے وہ غائب ہے۔"

اس نے ملائکہ کا قلم رکتے ہوئے دیکھا تھا۔ کچھ دیر بعد اس کا قلم پھر رواں تھا۔ سمیرا چائے لے آئی تھی اس کے بعد حنا نے دوبارہ اس موضوع پر کوئی بات نہیں کی۔



"ابراہیم! کیا کر رہے ہو؟" فیروز صاحب نے اندر داخل ہوتے ہی پوچھا تو وہ جو بیگ پر جھکا تھا ایک دم سیدھا ہوا۔

"پیکنگ۔"

"کتنے بجے نکلو گے؟"

"چار بجے کی فلائیٹ ہے۔ دو بجے نکلوں گا۔"

"جاؤ گے کیسے؟"

"میں نے علی سے کہا ہے وہ مجھے پک کر لے گا۔"

"ملائکہ بھی آئے گی؟" اس نے بے اختیار انہیں دیکھا جو مسکرا رہے تھے وہ بھی مسکرا دیا۔

"پتا نہیں۔"

"تم نے کہنا تو تھا۔" ان کے کہنے پر وہ کندھے اچکا کر رہ گیا۔

"میں کہہ دوں۔" وہ بڑے دوستانہ انداز میں بولے۔

"اس کی ضرورت نہیں بابا! میں ان سے مل آیا ہوں۔"

"واہ کیا بات ہے، اتنی راز درانہ ملاقاتیں۔" وہ آنکھیں پٹپٹا کر بولے تو وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

"بابا! آپ بھی نا! اس میں سیکرٹ کیا ہے۔ انکل آنٹی علی سب وہیں تھے اور اگر اکیلے مل بھی لیتا تو کیا۔

شی از مائی وائف۔"

"صدقے میں۔" فیروز صاحب نے اس کی بات اور چہرے کے تاثرات دونوں کو انجوائے کیا تھا۔

"بابا! آپ میرے ساتھ چلتے تو اچھا تھا۔ مجھے وہاں آپ کی فکر رہے گی۔"

"تم تین چار ہفتوں کے لیے جا رہے ہو۔ دو ہفتے تو سیٹ ہونے میں لگ جاتے ہیں۔ اس لیے میں نہیں جا رہا تم ریلکس ہو کر جاؤ یہاں میری فکر کرنے کے لیے میری بہو ہے۔"

"بابا! آپ کی بہو ابھی گھر نہیں آئی۔"

"تو کوئی بات نہیں۔ ابھی نہیں آئی تو آجائے گی۔ تم لندن سے ہو کر آجاؤ۔ تب تک ملائکہ کے ایگزامز بھی ختم ہو جائیں گے۔ اس کے ایگزامز ختم ہوتے ہی ہم رخصتی کروالیں گے۔ ٹھیک ہے۔"

"جی!" اس کی جی پر وہ قہقہہ لگا کر ہنسے تھے۔

☆ ☆ ☆

میٹنگ ختم ہونے کے بعد وہ بلڈنگ سے باہر نکل آیا تھا۔ اس وقت لندن میں شام کے پانچ بج رہے تھے۔ اسے یہاں آئے تین دن ہو گئے تھے لیکن وہ ابھی تک رچرڈ اور کیتھی سے مل نہیں سکا تھا۔ پہلے دن تھکن کی وجہ سے اور باقی دو دن کام کی وجہ سے۔ لیکن آج اس کا ارادہ کیتھی سے ملنے کا تھا۔ اس نے پاس سے گزرتی ٹیکسی کو روکا تھا جس وقت وہ کیتھی کے گھر پہنچا شام کے سائے رات میں ڈھل رہے تھے۔ اس نے مسکرا کر بیل دی تھی۔ وہ ہول کے آگے سے ہٹ گیا تھا جہاں سے اسے اپنے دیکھے جانے کی امید تھی۔ کچھ دیر بعد اس نے کیتھی کی آواز سنی۔ اس کے پوچھنے پر بھی وہ خاموش رہا تو اس نے تھوڑا سا دروازہ کھول کر دیکھا اور اس پر نظر پڑتے ہی پہلے تو وہ حیران ہوئی پھر ایک چیخ کے ساتھ اس نے دروازہ کھولا اور اس کے گلے لگ گئی۔

"مجھے یقین نہیں آرہا یہ تم ہو۔"

"نہیں۔ یہ میرا بھوت ہے۔" ابراہیم کے کہنے پر اس نے ایک مکا اس کے کندھے پر مارا۔ وہ اس کا بازو تھام کر اسے اندر لے آئی۔

"مام! ہیری! دیکھو کون آیا ہے۔"

اس کے زور سے پکارنے پر وہ دونوں گھبرا کر باہر نکلے اور اسے دیکھ کر وہ دونوں بھی کیتھی جتنا حیران ہوئے تھے۔ وہ سب اس سے پاکستان کے بارے میں سوال کر رہے تھے اور وہ "سب پرفیکٹ ہے" ظاہر کر رہا تھا۔ کچھ دیر بیٹھنے کے بعد کیتھی کی مام اپنی جاب پر چلی گئیں اور ہیری اپنے فرینڈ کے ساتھ۔ اس کا ارادہ بھی ان کے ساتھ نکلنے کا تھا لیکن کیتھی نے زبردستی اسے روک لیا۔ وہ رچرڈ کو فون کر رہا تھا جب کیتھی کافی کے مگ اور اسنیکس لے کر اس کے سامنے بیٹھ گئی۔ رچرڈ سے بات کے دوران وہ کیتھی کی نظریں خود پر محسوس کر رہا تھا۔ فون بند کر کے اس نے کیتھی کی طرف دیکھا جو اس کے دیکھنے پر مسکرادی۔

"کیا تمہیں ابھی بھی یقین نہیں آیا کہ میں تمہارے سامنے ہوں۔"

"نہیں میں یہ دیکھ رہی ہوں تم پہلے کی نسبت ہینڈسم ہو گئے ہو اور خوش بھی لگ رہے ہو۔" اس کی بات پر وہ مسکرایا تھا۔

"ہاں' میں بہت خوش ہوں میرے پاس تمہارے لیے ایک سرپرائز بھی ہے۔"

"اوہ ریئلی کیا؟" وہ اٹھ کر اس کے قریب آکر بیٹھ گئی۔

"میں نے شادی کر لی ہے۔"

"واٹ۔" کیتھی کو لگا اسے سننے میں غلطی ہوئی ہے۔ "میں سمجھی نہیں۔" اسے اپنے اردگرد کی ہر چیز دھندلی ہوتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

"یار! میری شادی ہو گئی ہے۔ میری کزن ہے ملائکہ۔" وہ بہت خوشی سے اسے بتا رہا تھا۔

وہ نہیں جانتا تھا وہ جسے سرپرائز کہہ رہا ہے' وہ کسی کے لیے شاک ہو سکتا ہے۔ وہ مسکراتا ہوا اپنے ہاتھ میں پہنی انگوٹھی کو دیکھ کر اسے بتا رہا تھا۔ لیکن مسلسل خاموشی پر اسے نظریں اٹھا کر اسے دیکھنا پڑا اور اسے

جھٹکا لگا تھا وہ رو رہی تھی۔ وہ اس کی شادی کا سن کر روئی تھی اور وہ یہ پوچھتا وہ کیوں رو رہی ہے؟ وہ اتنا بے وقوف تو نہیں تھا۔ "لیکن یہ سب ہوا کیسے؟" وہ کوشش کے باوجود ایک لمحہ بھی یاد نہ کر سکا۔ اس کے دل پر جیسے کوئی بوجھ سا پڑنے لگا تھا۔

"کیا یہ تمہاری لو میرج ہے؟" اس کی نم آنکھیں اس کے چہرے پر جمی تھیں۔

"تم کہہ سکتی ہو۔ بابا نے اسے میرے لیے پسند کیا تھا۔ لیکن اب وہ میری بھی پسند ہے۔"

"ابراہام! کیا تم نے ایک بار بھی میرے بارے میں نہیں سوچا؟"

یہ کہتے ہوئے اس کے آنسوؤں میں مزید روانی آ گئی تھی۔ وہ مزید پریشان ہو گیا۔

"دیکھو کیتھی! میں بالکل بھی تمہاری فیلنگز کے بارے میں نہیں جانتا تھا اور اگر جانتا بھی ہوتا تو بھی میں ہیلپ لیس تھا۔ کیونکہ ہمارے درمیان بہت ڈفرینس ہیں۔"

"ایسا کیا ڈفرینس ہے؟" وہ بھرائی ہوئی آواز میں کہتے ہوئے اسے دیکھنے لگی۔

ابراہیم کچھ دیر بے بسی سے اسے دیکھتا رہا۔

"وہ فرق مذہب کا ہے۔ تم جانتی ہو، میں مسلمان ہوں۔" اس نے ایک دم ابراہیم کے ہاتھ تھام لیے تھے اور جب بولی تو اس کی آواز بہت بے بس اور التجا لیے ہوئے تھی۔

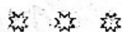
"میں تمہاری خاطر مذہب بدل سکتی تھی۔ ابراہام! بلکہ ابھی بھی میں مسلمان ہونے کو تیار ہوں۔ تم مجھ سے شادی کر لو۔"

ابراہیم کو کرنٹ لگا تھا اور اس نے جھٹکے سے اپنے ہاتھ کھینچے تھے۔ کیتھی نے دکھ سے اس کی حرکت کو دیکھا۔ لیکن یہ اس کی بالکل غیر ارادی حرکت تھی۔ وہ ایک دم کھڑا ہوا تھا۔

"یہ ممکن نہیں کیتھی! پہلی بات تو یہ کہ تمہارا اس طرح اسلام قبول کرنے کا فائدہ نہیں، کیونکہ تم مجھے حاصل کرنے کے لیے ایسا کرو گی جبکہ اسلام اصل میں ہے کیا؟ تم جانتی ہی نہیں، دوسرا میری شادی ہو چکی ہے اور میں ملائکہ سے محبت کرتا ہوں۔"

اس نے مزید کوئی بات نہیں کی تھی اور تیزی سے وہاں سے نکل آیا۔ باہر یخ ہوا نے اس کا استقبال کیا تھا۔ لیکن اس کا دماغ اتنا گرم ہو چکا تھا کہ اسے ٹھنڈ محسوس ہی نہیں ہوئی۔ وہ تیز تیز چلتا جا رہا تھا۔

اسے کیتھی پر غصہ نہیں تھا کیونکہ وہ جانتا تھا دل پر زور نہیں لیکن اسے افسوس تھا، شاید اس نے ایک اچھا دوست کھو دیا تھا۔



آنے والے چار دنوں میں وہ کافی ڈپریس رہا تھا۔ کچھ کام کی زیادتی کی وجہ سے۔ کچھ کیتھی کی وجہ سے، دو دن تو کیتھی نے اس سے کوئی رابطہ نہیں کیا لیکن تیسرے دن صبح اس کی کال آئی تھی جو اس نے ریسیو نہیں کی تھی اور پھر سارا دن وقتاً فوقتاً وہ اسے کال کرتی رہی لیکن اس نے کوئی کال ریسیو نہیں کی۔ وہ ایسا کیوں کر رہا تھا، وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔ وہ کیتھی سے اپنا دھیان ہٹانا چاہتا تھا۔ اس لیے اس نے اپنا سارا دھیان ملائکہ کی طرف منتقل کر دیا۔ وہ اسے پچھلے تین دن سے فون کر رہا تھا لیکن وہ اس کا فون ریسیو نہیں کر رہی تھی اس نے میسج بھی کیا تھا لیکن کوئی جواب نہیں تھا۔ اس نے تھک کر فیروز صاحب سے ملائکہ کے بارے میں پوچھ لیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اس کے ایگزام ہو رہے ہیں اور اس نے خود کو تسلی دی کہ شاید مصروفیت کی وجہ سے اس کی کال ریسیو نہیں کر رہی اور آج اسے لندن آئے دوسرا ہفتہ تھا وہ اداس ہو رہا تھا۔ لیکن کیوں؟ وہ نہیں جانتا تھا وہ پاکستان کیوں جانا چاہ رہا تھا۔

کافی پیتے ہوئے وہ شیشے کے پار سڑک پر آتے جاتے لوگوں کو دیکھ رہا تھا۔ لیکن اس کا ذہن متضاد کیفیات کا شکار تھا۔ تب ہی اس کے موبائل پر بیل بجی تھی۔ اس نے قدرے چونک کر اسکرین کی طرف دیکھا۔

رچرڈ کا نمبر تھا۔ وہ اس سے ملنا چاہ رہا تھا۔ وہ خود بھی اپنی اس کیفیت سے نکلنا چاہ رہا تھا۔ اس نے اس کال

شاپ میں جہاں وہ بیٹھا تھا اس کا پتا بتا کر پھر اپنی نظریں شیشے کے پار ٹکا دیں ٹھیک بیس منٹ بعد جب وہ کافی ختم کر چکا تھا اس نے رچرڈ کے ساتھ کیتھی کو آتے دیکھا۔ ایک پل کے لیے اس کی سمجھ ہی میں نہیں آیا وہ کیا کرے۔ اس سے پہلے وہ یہاں سے غائب ہونے کے بارے میں سوچتا' رچرڈ اور کیتھی اس کے سامنے تھے۔ اس سے ہاتھ ملانے کے بعد وہ دونوں اس کے سامنے بیٹھ گئے تھے۔ کیتھی نے رچرڈ کو اس کی شادی کے بارے میں بتا دیا تھا۔ اب وہ اس پر ناراض ہو رہا تھا۔ اس دوران کیتھی بالکل خاموش تھی اور اس نے بھی اسے نہیں بلایا تھا۔ رچرڈ کا فون آیا تھا اور وہ معذرت کر کے باہر نکلا تھا۔ وہ ایک بار پھر شیشے کے پار دیکھنے لگا۔ جب اس نے کیتھی کو پہلی بار اسے مخاطب کرتے ہوئے سنا تھا۔

"ابراہام!" اس نے شیشے پر سے نظریں ہٹا کر اس کی طرف دیکھا۔

"کیا تم مجھ سے ناراض ہو؟" اس نے سر نفی میں ہلایا تھا۔

"تو تم میرا فون کیوں نہیں ریسیو نہیں کر رہے تھے۔" اس نے اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ وہ سر جھکائے اپنے دونوں ہاتھوں کو دیکھ رہا تھا جو میز پر رکھے تھے۔ اگلے ہی پل اس کے دائیں ہاتھ پر کیتھی کا ہاتھ ٹھہرا تھا۔

ابراہیم نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔ اس کی سبز آنکھوں میں نمی ٹھہری گئی تھی۔

"آئی ایم سوری ابراہیم! میں نے تمہیں ہرٹ کیا۔ لیکن اس وقت میں خود پر قابو نہیں رکھ سکی۔ تم پلیز مجھ سے ناراض نہ ہو۔"

ابراہیم نے بے اختیار گہرا سانس لیا۔

"میں تم سے ناراض نہیں کیتھی! بلکہ میں تم سے ایکسکیوز کرنا چاہتا ہوں بے شک انجانے میں سہی میں نے تمہیں تکلیف دی ہے۔ لیکن یہ سب میرے اختیار میں نہیں تھا اور جہاں تک تمہیں اگنور کرنے کی بات ہے تو صرف اس لیے کہ تمہیں تکلیف نہ ہو۔"

"نہیں ابراہام! میں نے جتنا رونا تھا میں رو چکی ہوں اور حقیقت کو قبول بھی کر چکی ہوں۔ میں نے اپنے دل کو سمجھا لیا ہے کہ میں اپنے پیار کے لیے اپنے اتنے پیارے دوست کو کھونا نہیں چاہتی۔" وہ آخر میں مسکرائی تو ابراہیم کے دل سے بہت بڑا بوجھ ہٹا تھا۔

"شادی کی ڈیٹ فکس ہو جائے تو میں تمہیں کارڈ بھیجوں گا۔ تم آؤ گی نا!"

"ہاں کیوں نہیں۔" وہ مسکرا کر کہہ رہی تھی۔

"ویسے تو مجھے یہ پوچھنے کی ضرورت نہیں کہ ملائکہ کیسی ہے۔ ظاہر ہے تم نے اسے پسند کیا ہے تو وہ خوب صورت ہی ہوگی' لیکن پھر بھی۔ کیا وہ مجھ سے بھی زیادہ خوب صورت ہے؟" اور ابراہیم کی نظریں بے ساختہ اس کے چہرے پر ٹھہر گئیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ بہت خوب صورت تھی لیکن وہ کیا کرتا اسے ہر چہرے میں ملائکہ ہی نظر آتی تھی۔ چہرے سے ہوتی ہوئی اس کی نظریں اس کی سبز آنکھوں پر ٹک گئیں اور دیکھتے ہی دیکھتے سبز آنکھیں بڑی بڑی کالی آنکھوں میں بدل گئیں۔ بولتی ہوئی ساحر آنکھیں جنہوں نے پہلی بار اس کی دل کی دنیا میں ہلچل مچائی تھی۔ کیتھی بہت غور سے اسے دیکھ رہی تھی اور محسوس بھی کر رہی تھی کہ اس کی نظریں بے شک اس پر ہیں لیکن وہ اس کے چہرے میں کسی اور کا چہرہ دیکھ رہا ہے۔

"مجھے میرا جواب مل گیا ہے۔" اس کے بولنے پر وہ ایک دم چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ اس سے پہلے وہ کچھ کہتا' رچرڈ واپس آ گیا تھا پھر ان تینوں کے درمیان بالکل عام سی باتیں ہونے لگیں۔



"ابراہیم بھائی کب آ رہے ہیں؟"

"مجھے کیا پتا' میں کیا سیکریٹری لگی ہوں۔" اس نے برا مانتے ہوئے کہا تھا۔

"انہوں نے بھی جا کر تمہیں کوئی فون نہیں کیا؟"



حنا کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کیا تھا بلکہ کئی بار کیا تھا میں نے اٹھایا ہی نہیں۔" ملائکہ نے بڑے فخر سے اپنا کارنامہ بیان کیا۔ حنا نے بڑے افسوس سے اسے دیکھا۔

"اگلے پیپر کی تیاری کیسی ہے؟"

"کچھ اتنی خاص نہیں اور ہاں یاد آیا' مجھے نوٹس دے دینا۔"

"میرے نوٹس فراز کے پاس ہیں۔ بے چارے نے پیپر بھی نہیں دیے۔" حنا کے افسوس بھرے انداز پر بھی وہ سیدھا دیکھتے ہوئے کار چلاتی رہی۔ لیکن چاہنے کے باوجود وہ حنا سے فراز کے امتحان نہ دینے کی وجہ نہ پوچھ سکی۔ حنا نے کن اکھیوں سے کار چلاتی ملائکہ کی طرف دیکھا۔

"فراز کتنے دن سے گھر سے غائب تھا اور اس نے ایگزام بھی نہیں دیا جانتی ہو کیوں۔ کیونکہ وہ ہسپتال میں ہے۔"

ملائکہ کا پاؤں ایک دم بریک پر پڑا تھا۔ گاڑی ایک جھٹکے سے رکی تھی۔ وہ کچھ بولے بغیر حنا کی شکل دیکھتی رہی اور اس کے چہرے پر نظر آنے والی فکرمندی وہ صاف دیکھ سکتی تھی۔ ان دونوں کی نظریں سامنے نظر آتی عمارت پر تھیں۔

"میں کیا ٹھیک کر رہی ہوں؟" اس نے سامنے سے نظریں ہٹا کر حنا کو دیکھا۔

"کسی بیمار کی عیادت کرنا ثواب کا کام ہے اور فراز سے جو بھی اختلاف ہو بہرحال وہ ہمارا دوست ہے اور جو ہونا تھا وہ ہو چکا۔" یقیناً" اس کا اشارہ اس کے نکاح کی طرف تھا۔

ملائکہ نے بے اختیار گہرا سانس لیا۔ باہر نکل کر اس نے اپنے پیچھے دیکھا۔ حنا گاڑی میں ہی تھی۔

"تم نہیں آؤ گی؟" وہ کھڑکی پر جھکی پوچھ رہی تھی۔

نہیں تم جاؤ میں یہاں تمہارا انتظار کروں گی۔"

ملائکہ نے اس سے اصرار نہیں کیا تھا۔ وہ اب ہسپتال کے گیٹ کی طرف بڑھ رہی تھی۔

اسے فراز پر جتنا غصہ تھا اس کا ردعمل تو یہ ہونا چاہیے تھا' وہ کبھی اس سے نہ ملتی لیکن اس کے برعکس اس کے بیمار ہونے کا سن کر وہ پریشان ہو گئی تھی۔ اس نے اس چیز کی بھی پروا نہیں کی تھی وہاں اس کے گھر والے بھی ہو سکتے ہیں خاص کر اس کی امی۔ وہ سب کیا سوچیں گے۔ وہ اب پرائیویٹ رومز کی طرف بڑھ رہی تھی۔ مطلوبہ کمرے کے آگے رک کر اس نے خود کو ذہنی طور پر تیار کیا تھا۔ دروازہ کھلا تھا' اس نے ذرا سا جھانک کر دیکھا' اندر ایک نرس موجود تھی جو شاید میڈیسن دینے آئی تھی۔

اس پر سے ہوتی ہوئی اس کی نظریں فراز پر ٹھہر گئیں تب ہی فراز نے بھی اس کی طرف دیکھا تھا۔ اس نے اس کی بجھی ہوئی آنکھوں کو روشن ہوتا ہوا محسوس کیا تھا۔

"ملائکہ!" اس کے پکارنے پر نرس نے مڑ کر دیکھا تو وہ کمرے میں آ گئی۔ اس نے طائرانہ نظر کمرے میں ڈالی۔ کمرہ خالی تھا' اس کے گھر کا کوئی فرد موجود نہیں تھا۔

وہ ایک ہاتھ میں موبائل تھامے اور دوسرے ہاتھ سے شولڈر بیگ کے اسٹریپس کو اضطرابی انداز میں کھینچ رہی تھی۔ وہ جان بوجھ کر فراز کی طرف نہیں دیکھ رہی تھی لیکن جب کافی دیر تک وہ کچھ نہیں بولا تو اس کو دیکھنا ہی پڑا۔ وہ رو رہا تھا۔ اس کا اضطراب اور بڑھ گیا۔

"تم نے ایسا کیوں کیا ملائکہ؟ میری محبت کا جواب یہ تو نہیں ہونا چاہیے تھا۔ اگر امی نے کچھ الٹا سیدھا کہا تھا تم مجھ سے تو کچھ کہتیں۔ میں سب ٹھیک کر لیتا۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں کہہ رہا تھا۔

ملائکہ نے اس کی طرف دیکھا۔ غصہ' محبت اور بے بسی۔ کیا کچھ نہیں تھا اس کی آنکھوں میں۔

"کیا ٹھیک کرتے تم جب ٹھیک کرنا تھا تب تو تم نے کیا نہیں اور جس گھر میں میرے لیے عزت نہ ہو' وہاں میں نہیں رہ سکتی۔"

"میں تمہیں وہاں رکھتا بھی نہیں۔ میں نے آج بھی تمہارے لیے گھر چھوڑا ہے۔ تب بھی تمہارے

لیے میں سب چھوڑ دیتا۔"

ملائکہ نے چونک کر اسے دیکھا۔ اسے ایک دم بہت سارا رونا آیا تھا۔

"اب ان باتوں کا کوئی فائدہ نہیں فراز! سب ختم ہو چکا ہے۔" وہ سر جھکا کر اپنے جوتے کی ٹوہ کو ماربل فرش پر مارنے لگی۔

"کچھ ختم نہیں ہوا ملائکہ!" وہ ایک دم سیدھا ہو کر بیٹھا تھا۔ "اگر سب ختم ہوا ہوتا تو تم آج یہاں نہ آتیں۔"

"میں صرف ہماری دوستی کی وجہ سے یہاں ہوں۔" اسے اپنی ہی آواز بہت کمزور لگی تھی۔

"جھوٹ۔ یہ دوستی نہیں پیار ہے۔ اس لیے میری تکلیف کا سن کر تم یہاں ہو۔" ملائکہ نے نظریں اٹھا کر اس کا زرد چہرہ دیکھا۔

"جو بھی ہو فراز! اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ تم جانتے ہو میرا نکاح ہو چکا ہے۔" فراز نے تیزی سے اس کا موبائل والا ہاتھ تھاما تھا۔ ملائکہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"میں یہ کچھ نہیں جانتا۔ نہ میں اس نکاح کو مانتا ہوں۔ میں صرف یہ جانتا ہوں کہ میں تم سے پیار کرتا ہوں اور تم مجھ سے۔ بس۔"

وہ ضدی انداز میں بولا تو ملائکہ نے الجھن بھری نظروں سے اسے دیکھا۔

"تمہارا مطلب کیا ہے فراز؟" فراز نے اس کا دوسرا ہاتھ بھی تھام لیا تھا۔

"یہ نکاح ختم کر دو ملائکہ! ہم شادی کر لیں گے۔ یہاں سے بہت دور چلے جائیں گے۔"

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہہ رہا تھا۔ جبکہ وہ اتنی حیران ہوئی تھی کہ اس کے ہاتھوں میں دیے اپنے ہاتھ کھینچنا ہی بھول گئی۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو تم فراز؟" اس نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ ملائکہ! سچ سچ بتاؤ تم اس نکاح سے خوش ہو؟" اس کی کھوجتی نظریں اپنے

چہرے پر محسوس کر کے اس نے نظریں جھکا لیں۔

"میں جانتا تھا۔ تم خوش نہیں ہو اور یہ نکاح بھی تمہاری مرضی سے نہیں ہوا۔ تم اس وقت غصے میں تھیں بس ورنہ پسند تو تم مجھے ہی کرتی ہو۔"

وہ اپنی بات پورے یقین سے کہہ رہا تھا اور وہ چاہنے کے باوجود اس کی بات کو رد بھی نہیں کر پا رہی تھی وہ باہر نکلی تو وہ فیصلہ کر چکی تھی۔

"کتنی دیر لگا دی سب ٹھیک تو تھا۔" اس کے گاڑی میں بیٹھتے ہی حنا نے بے صبری سے پوچھا تھا۔

"ہاں!" اس کا جواب مختصر تھا اس لیے حنا کی تسلی نہیں ہوئی۔

"آنٹی رضوانہ تھیں وہاں؟"

"نہیں۔" اب بھی ایک لفظ کا جواب آیا تھا۔ حنا نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا، بہت سنجیدہ دکھائی دے رہی تھی۔ اس نے مزید پوچھنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ اب گاڑی میں مکمل خاموشی تھی۔

☆ ☆ ☆

اس نے اچانک آ کر انہیں سرپرائز دیا تھا اسے دیکھ کر فیروز صاحب جتنے حیران ہوئے تھے اس سے زیادہ خوش ہوئے تھے۔ کمرے میں ایک سرپرائز اس کے لیے بھی تیار تھا۔ اس کے سائیڈ ٹیبل اور بیڈ کے سامنے ملائکہ کی خوب صورت تصویر تھی۔ وہ بے ساختہ مسکرایا تھا۔ فیروز صاحب اسے اکثر ملائکہ کے حوالے سے چھیڑتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے ان کا فون پر ایک دوسرے کے ساتھ مسلسل رابطہ ہے۔ اس نے ان کی تردید نہیں کی تھی۔ ان کی باتیں سن کر مسکرا دیتا تھا۔ پہلے وہ صرف اس کی کزن تھی سو ان کا ایک دوسرے سے بات کرنا اتنا ضروری نہیں تھا لیکن اب تو وہ اس کی بیوی تھی۔ لیکن پھر بھی وہی پہلے دن والا گریز تھا ان کے درمیان۔ لندن سے آنے کے بعد بھی وہ دو دفعہ ان کی طرف گیا تھا لیکن صرف سلام کے بعد حال احوال کے دوسری کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔ اس کے ذہن میں یہی تھا کہ وہ اس سے شرماتی ہے۔ اس لیے اس نے خود بھی کبھی زیادہ بات کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

وہ عشاء کی نماز پڑھ کر گھر میں داخل ہوئے تو عاصمہ نے کھانا لگا دیا۔ وہ کھانا کھا رہے تھے جب فیروز صاحب نے اسے مخاطب کیا۔

"آج میں جعفر بھائی کی طرف گیا تھا تمہاری اور ملائکہ کی رخصتی کی بات کرنے۔" چپاتی کی طرف بڑھتا اس کا ہاتھ ایک پل کے لیے رکا تھا پھر وہ نارمل انداز میں کھانے لگا۔

"ملائکہ کے ایگزام تو ختم ہو گئے ہیں لیکن جعفر بھائی کہہ رہے ہیں ابھی دو تین ماہ ٹھہر جاتے ہیں۔ تمہارا کیا خیال ہے؟"

"بابا! جب انہوں نے کہہ دیا ہے، رخصتی ابھی نہیں ہوگی تو میرے کہنے سے کیا ہوگا۔" فیروز صاحب کو بڑے زور سے ہنسی آئی تھی۔ ابراہیم نے کچھ چونک کر انہیں دیکھا۔

"اس میں ہنسنے والی کیا بات ہے؟"

تم اتنی مایوسی سے کیوں بات کر رہے ہو؟"

"فار گاڈ سیک بابا! آپ بات کو کہاں سے کہاں لے جاتے ہیں۔ میں کوئی مایوس نہیں۔"

"ہاں وہ تو میں دیکھ رہا ہوں۔" وہ اب بھی مسکرا رہے تھے تو وہ مزید کچھ کہے بغیر خاموشی سے پلیٹ پر جھک گیا۔ تھوڑی دیر ٹی وی دیکھنے کے بعد فیروز صاحب کمرے میں چلے گئے تو وہ بھی اپنے کمرے میں آ گیا۔ وہ باتھ لے کر باہر آیا تو اس کا فون بج رہا تھا۔ اس نے بالوں پر تولیہ رگڑتے ہوئے موبائل اٹھایا۔ اس پر نظر آنے والا نمبر اسے حیران کرنے کے لیے کافی تھا۔ اس نے بے ساختہ گھڑی کی طرف دیکھا۔

رات کے بارہ بج رہے تھے۔

"ہیلو! السلام علیکم۔"

دوسری طرف سلام کے جواب میں وہ حیرانی سے وعلیکم السلام کہہ رہا تھا۔

"ملائکہ بات کر رہی ہوں۔"

"جانتا ہوں۔" اب کی بار وہ مسکرا کر بولا۔

"مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔"
"جی!" وہ حیران ہونے کے باوجود ہمہ تن گوش ہوا۔
"ابھی نہیں۔ کل آپ دوپہر میں گھر آسکتے ہیں۔"
"سم تھنگ سیریس؟"
"نو نتھنگ سیریس۔ جسٹ ٹاک ٹو یو۔"
"اوکے۔ میں آجاؤں گا اور کچھ؟"
"نہیں۔ اللہ حافظ!" فون کے بند ہوتے ہی اس نے فون کان سے ہٹا کر دیکھا۔
"تو مسز ابراہیم کو مجھ سے ضروری بات کرنی ہے۔" وہ اس کی تصویر سے مخاطب تھا۔ صبح کا اسے بے چینی سے انتظار تھا۔
پورے ایک بجے وہ ان کے گھر میں تھا۔ وہ ڈرائنگ روم میں بیٹھا تھا۔ جب پورے سات منٹ بعد وہ اندر آئی تھی اسے دیکھ کر وہ کھڑا ہو گیا تھا۔ اس نے سلام کرنے کے بعد اس کا حال احوال پوچھا وہ ٹھیک ہوں کہہ کر بیٹھ گیا۔ وہ اس کے بالکل سامنے سر جھکائے بالکل خاموش بیٹھی تھی۔ جب کافی لمحے یونہی گزر گئے تو اسے ہی پہل کرنی پڑی اس کے کھنکھارنے پر ملائکہ نے اس کی طرف دیکھا۔
"آپ نے کچھ بات کرنی تھی؟"
"جی میں یہ کہنا چاہتی تھی کہ میں رخصتی نہیں چاہتی۔"
"میں جانتا ہوں۔" ملائکہ نے کچھ چونک کر حیرت سے اسے دیکھا۔
"بابا نے کل بتایا تھا کہ انکل دو تین ماہ بعد رخصتی کرنا چاہتے ہیں۔"
ملائکہ نے اضطرابی انداز میں اپنی انگلیاں مروڑیں۔ اپنی بات کرنے کے لیے اسے اپنی پوری ہمت جمع کرنی پڑی تھی۔
"بات رخصتی کی نہیں اس نکاح کی ہے۔ میں یہ نکاح ہی ختم کرنا چاہتی ہوں۔" اب کے وہ کچھ جھنجھلا کر غصے سے بولی تو حیرت کے مارے وہ اس کا منہ ہی دیکھتا رہ گیا۔ اس کی آنکھوں میں اتنی بے یقینی تھی کہ ملائکہ نے بے ساختہ نظریں جھکا لیں۔
"کیوں؟" بڑی مشکل سے اس کے منہ سے یہ لفظ نکلا تھا۔
"کیونکہ میں کسی اور کو پسند کرتی ہوں۔"
اس کو صحیح معنوں میں جھٹکا لگا تھا۔ لگنے والا جھٹکا اتنا شدید تھا کہ کچھ دیر تک وہ بول ہی نہیں سکا اور جب بولا تو اس کی آواز ہر قسم کے جذبات سے عاری تھی۔
"تو پھر آپ نے نکاح کیوں کیا؟"
"میں اس وقت مجبور تھی اور اگر مجبوری نہ ہوتی تو بھی میں آپ سے نکاح نہیں کرنا چاہتی تھی۔ کیونکہ آپ مجھے پسند نہیں۔"
ابراہیم نے بے اختیار گہرا سانس لیا' اس کا سر جھکا تھا اس لیے وہ اندازہ نہیں کر سکی کہ اس کے تاثرات کیا ہیں۔ اس نے اپنی بات جاری رکھی تھی۔
"آپ پلیز میری بات کو مائنڈ مت کرنا۔ یہ میری اپنی رائے ہے۔ آپ کو یہاں بلانے کی وجہ یہ ہے کہ آپ مجھے ڈائیورس دے دیں' کیونکہ زبردستی اس رشتے کو نبھانے کا کوئی فائدہ نہیں نہ آپ خوش رہیں گے اور نہ ہی میں۔ اس فیصلے سے مما' ڈیڈی اور انکل کو تکلیف تو ہو گی لیکن اس دکھ سے بہتر ہے جو ہماری شادی کے بعد ہو سکتا ہے۔"
وہ اب منتظر نظروں سے اس کے جواب کی منتظر تھی۔ لیکن وہ کچھ کہے بغیر کھڑا ہو گیا تھا۔ وہ جانے کے لیے مڑا تھا جب اس نے اپنے پیچھے اس کی آواز سنی۔
"آپ مجھے ڈائیورس (طلاق) دے دیں گے نا!"
ابراہیم نے ایک پل مڑ کر گہری نظروں سے اسے دیکھا اور سر اثبات میں ہلا دیا۔

(دوسری اور آخری قسط آئندہ ماہ)

انہیں اپنے بیٹے ابراہیم کے لیے ملائکہ پسند آگئی ہے۔ وہ ابراہیم سے عندیہ لیتے ہیں تو وہ سوچنے کا وقت لیتا ہے۔ پہلی ملاقات میں حنا اور ملائکہ اسے فارنر سمجھ کر اردو میں گفتگو کرتی ہیں۔ بعد میں یہ جان کر کہ وہ اردو جانتا ہے۔ ملائکہ کی رائے اس کے بارے میں خراب ہوجاتی ہے۔ ابراہیم 'فیروز صاحب کو ملائکہ کے لیے مثبت جواب دیتا ہے۔ فیروز صاحب کے دست سوال پر جعفر صاحب بغیر ملائکہ سے پوچھے ہاں کر دیتے ہیں۔ یہ صورت حال ملائکہ کو گنگ کر دیتی ہے۔ وہ فراز کو فوری رشتہ بھیجنے کا کہتی ہے۔ فراز کے گھر میں اس بات پر طوفان کھڑا ہوجاتا ہے۔ فراز کی امی فون پر ملائکہ کو خوب باتیں سناتی ہیں۔ ملائکہ اسے فراز کی کارگزاری سمجھتے ہوئے ابراہیم سے شادی کی ہامی بھر لیتی ہے۔ آناً "فاناً" نکاح طے پا جاتا ہے۔ نکاح کے بعد ملائکہ کو فراز کے بارے میں اصل حقیقت پتا چلتی ہے۔ فراز نے اپنا گھر چھوڑ دیا ہے اور وہ اسپتال میں ہے۔ یہ جان کر محض انسانیت کے ناتے ملائکہ اسپتال جاتی ہے تو وہ اسے پرانی محبت کا شاخسانہ سمجھتا ہے۔ وہ ملائکہ سے کہتا ہے کہ وہ نکاح ختم کروے' تاکہ وہ دونوں ایک ہوجائیں۔ ملائکہ' فراز کے ٹرانس میں آجاتی۔ وہ ابراہیم سے طلاق کا مطالبہ کرتی ہے۔ اس کا مطالبہ ابراہیم کو گم صم کر دیتا ہے۔

(اب آگے پڑھیے)

۲
دوسری اور آخری قسط

"آپ پلیز میری بات کو مائنڈ مت کرنا' یہ میری اپنی رائے ہے۔ آپ کو یہاں بلانے کی وجہ یہ ہے کہ آپ مجھے ڈائیورس (طلاق) دے دیں کیونکہ زبردستی اس رشتے کو نبھانے کا کوئی فائدہ نہیں نہ آپ خوش رہیں گے اور نہ ہی میں۔"

ابراہیم نے ایک پل مڑ کر گہری نظروں سے اسے دیکھا اور سر اثبات میں ہلا دیا۔

سامنے کا منظر بار بار دھندلا رہا تھا۔ دو دفعہ اس کی کار کا ایکسیڈنٹ ہوتے ہوتے بچا تھا۔ اس نے تھک کر گاڑی سائیڈ پر روک دی تھی۔ اس کی نظریں سامنے دور تک نظر آتی سڑک پر جمی تھیں۔ اسے نہ صرف اردگرد بلکہ اپنے اندر بھی سناٹا محسوس ہو رہا تھا' اسے ابھی بھی یقین نہیں آرہا تھا جو اس نے سنا' وہ حقیقت تھی۔ وہ اس سے محبت نہیں کرتی تھی' وہ کسی اور کو پسند کرتی ہے۔ اسٹیرنگ پر اس کی گرفت ایک دم بڑھ گئی تھی۔

اس نے ملائکہ کے روپ میں اپنا جو آئیڈیل بنایا تھا۔ وہ بہت بری طرح ٹوٹا تھا اور اس کی کرچیاں بہت بری طرح چبھ رہی تھیں۔



انہوں نے دروازے پر دستک دیے بغیر بڑی آہستگی سے دروازہ کھولا تھا۔ کمرے میں گھپ اندھیرا تھا۔ انہوں نے آگے بڑھ کر ایک ساتھ کئی بٹن آن کیے تھے۔ کمرہ ایک دم روشنیوں میں نہا گیا۔ وہ بوٹوں سمیت بیڈ پر اوندھا لیٹا تھا۔ وہ ایک لمحے کے لیے حیران ہوئے اور اگلے ہی پل وہ تشویش بھرے انداز میں اس کی طرف بڑھے۔ انہوں نے اس کے قریب بیٹھتے ہوئے اس کا ماتھا چھوا۔ وہاں حرارت نہیں تھی۔ پھر انہوں نے بڑے پیار سے اس کے بالوں کو سہلایا تھا اور اسی پیار سے اس کا منہ چوما تھا۔ اس نے آنکھیں کھولیں اور اپنے قریب کسی کو محسوس کر کے اس نے گردن سیدھی کر کے دیکھا۔ اس کی سرخ آنکھیں دیکھ کر فیروز صاحب کو پھر حیرت ہوئی۔

"تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے ابراہیم؟ آفس سے جلدی آگئے؟" انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں میں اس کا ہاتھ تھاما۔

"کچھ نہیں پاپا! بس سر میں درد ہے۔" اس نے

مسکرا کر اپنا دوسرا ہاتھ ان کے ہاتھ پر رکھ دیا۔
"کھانا کھالو پھر میں چائے بنوا کر بھیجتا ہوں۔" اس کا کچھ بھی کھانے کو دل نہیں چاہ رہا تھا لیکن ان کی خوشنودی کے لیے اس نے سر ہلا دیا۔
"میں دراصل تم سے یہ کہنے آیا تھا کہ شادی میں دو ماہ ہیں' یہاں تو کوئی عورت بھی نہیں جو ان چیزوں کا دھیان رکھے اور پھر کپڑے پہننے تو ملائکہ کو ہی ہیں تو میں سوچ رہا تھا تم ملائکہ کو ساتھ لے جا کر اس کی مرضی سے شاپنگ کر لینا۔"
وہ اب خاموش نہیں رہ سکتا تھا اس نے ہمت مجتمع کر کے کہہ ہی دیا۔
"بابا! میری اور ملائکہ کی سوچ میں بہت فرق ہے۔ مجھے نہیں لگتا' ہم ایک ساتھ اچھی زندگی گزار سکتے ہیں۔ اس لیے میں نے سوچا ہے' یہ نکاح ختم کر دیا جائے۔"
انہوں نے ایک جھٹکے سے اس کے ہاتھ سے دبا اپنا ہاتھ کھینچا تھا۔ "تم نے ایسا سوچا بھی کیسے ابراہیم! تم جانتے بھی ہو' تم کیا کہہ رہے ہو؟" صدمے اور دکھ کے مارے ان کی آواز پھٹ سی گئی تھی۔
"میں نے بہت سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کیا ہے بابا!" وہ نظریں جھکائے' بہت دھیمی آواز میں بولا تھا۔
"تم کون ہوتے ہو یہ فیصلہ کرنے والے۔" وہ ایک دم کھڑے ہوئے تھے "یہ رشتہ میں نے جوڑا تھا اور تم سے پوچھ کر جوڑا تھا۔ کوئی زبردستی کی تھی تمہارے ساتھ؟"
ان کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ اس نے کوئی جواب نہیں دیا بس سر جھکائے بیٹھا رہا۔
"میں تو تمہارے اتنی جلدی مان جانے پر حیران تھا۔ مجھے تو پہلے ہی شک تھا۔ تم کیتھی میں الجھے ہو۔"
"بابا!" ان کے شک نے اسے ایک بہت بڑے صدمے سے دوچار کیا تھا۔
"کیا تم نہیں جانتے' جعفر بھائی ملائکہ سے کتنا پیار کرتے ہیں۔ وہ کیا میں بھی اس سے اپنی بیٹی کی طرح پیار کرتا ہوں۔ تمہاری وجہ سے اس پر داغ لگے گا۔ مجھے دکھ ہو گا تو کیا اس کا دکھ دیکھ کر میرا بھائی زندہ رہ سکے گا؟ کیا میں زندہ رہ سکوں گا؟" ان کی آواز بھرا گئی تھی۔ ابراہیم کو بے حد تکلیف ہوئی۔ وہ ایک دم اٹھ کر ان کی طرف بڑھا۔ "ادھر ہی رک جاؤ ابراہیم!" انہوں نے انگلی اٹھا کر اسے روکا' وہ باہر جانے کے لیے مڑے۔
"میری بچی کی زندگی برباد ہو جائے گی۔" انہوں نے سر کو جھٹکا دیا جبکہ وہ اپنے پر لگنے والے الزام پر ابھی تک حیران تھا۔ وہ کسی طور پر ان کی ناراضی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے انہیں سچ بتانے کا فیصلہ کر لیا۔
"بابا! میں اپنی مرضی سے نہیں کہہ رہا۔ ملائکہ نے مجھ سے یہ کہا ہے۔ وہ مجھ سے ڈائیورس لینا چاہتی ہے۔" دروازہ کھولتا ان کا ہاتھ رک گیا تھا۔
انہوں نے پلٹ کر اسے دیکھا۔ "جھوٹ بولتے ہو تم۔"
"بابا!" وہ رونے والا ہو گیا تھا۔ "آپ جانتے ہیں' میں جھوٹ نہیں بولتا۔ وہ کسی اور کو پسند کرتی ہے۔"
اب کی بار انہوں نے کچھ نہیں کہا تھا۔ وہ باہر نکل گئے تھے۔ جبکہ ابراہیم دونوں ہاتھوں میں سر تھام کر بیڈ پر بیٹھ گیا تھا۔
پہلی بار ایسا ہوا تھا۔ اس کے باپ نے اسے ڈانٹا تھا۔ اس کا یقین نہیں کیا تھا۔ وہ ہر طرف سے گھاٹے میں جا رہا تھا۔ اس سے پہلے وہ کچھ اور سوچتا۔ دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور حواس باختہ عاصمہ اندر داخل ہوئی۔
"وہ بڑے صاحب کو پتا نہیں کیا ہو گیا ہے۔ وہ گر گئے ہیں۔" اور وہ پاگلوں کی طرح ان کے کمرے کی طرف بھاگا تھا۔ وہ اوندھے منہ قالین پر گرے تھے' اس نے دو زانو بیٹھتے ہوئے انہیں سیدھا کیا۔ ان کا رنگ خطرناک حد تک زرد ہو چکا تھا۔ جبکہ چہرے پر پسینے کے قطرے تھے۔ ان کی آنکھیں بند تھیں جبکہ وہ سانس بھی بڑی مشکل سے لے رہے تھے۔
"بابا! بابا!" ان کا منہ تھپتھپاتے ہوئے وہ رو پڑا تھا۔
"چھوٹے صاحب! انہیں ہسپتال لے جائیں۔"

اس کے پیچھے کھڑی عاصمہ نے پریشانی سے کہا تو جیسے اسے ہوش آیا۔
"ڈرائیور سے کہو گاڑی نکالے۔" اس نے فیروز صاحب کو دونوں بازوؤں میں اٹھایا اور باہر کی طرف بھاگا تھا۔



کوریڈور میں چل چل کر اس کی ٹانگیں شل ہو گئی تھیں اور آنکھوں سے نکلتے آنسو صاف کر کر کے آنکھیں دکھنے لگی تھیں۔ لیکن اسے اپنے اضطراب اور آنسوؤں دونوں پر کنٹرول نہیں تھا' فیروز صاحب کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔ بروقت علاج سے جان بچ گئی تھی لیکن ابھی وہ بے ہوش تھے۔ ڈاکٹر نے اسے اکیلا دیکھ کر کسی اپنے کو بلانے کا مشورہ دیا تھا۔ لیکن وہ کتنی دیر خالی نظروں سے اسے دیکھتا رہا اور پھر سنبھل کر سر ہلا دیا۔ اسے ایک دم احساس ہوا تھا' اس کی زندگی میں سب کچھ تو اس کا باپ ہی ہے ان کے بغیر اس کی زندگی کیا ہو گی۔ اگر اسے ذرا بھی اندازہ ہوتا کہ اس کی بات کا یہ ری ایکشن ہو گا تو وہ موقع محل دیکھ کر بات کرتا۔ وہ کسی قیمت پر بھی اپنے باپ کو کھونا نہیں چاہتا تھا اور کسی حال میں بھی ملائکہ کو اپنانا نہیں چاہتا تھا۔ لیکن اس وقت اسے کوئی حل نظر نہیں آ رہا تھا۔



صبح کے پانچ بج رہے تھے جب دروازہ بہت زور سے بجایا گیا تھا' وہ ایک دم ہڑبڑا کر اٹھی تھی۔ دل گھبرا کر تیز دھڑکنے لگا تھا۔ وہ ننگے پاؤں ہی دروازے کی طرف بڑھی۔ دروازہ کھولتے ہی اسے علی کا چہرہ نظر آیا' اس سے پہلے کہ وہ غصے سے کچھ کہتی' وہ بول پڑا تھا۔
"ابراہیم بھائی کا فون تھا' فیروز چاچو کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔ وہ ہسپتال میں ہیں۔ ہم ہسپتال جا رہے ہیں تم بھی آ جاؤ۔"
وہ کہہ کر پلٹ گیا تھا جبکہ وہ کتنی دیر تک ہونٹ کاٹتی رہی پھر تیزی سے پلٹی۔ منہ دھو کر جلدی سے کپڑے بدل کر وہ باہر آئی تو سب لاؤنج میں کھڑے

یقیناً" اسی کا انتظار کر رہے تھے۔ جعفر حسین کو بھی اسے جھٹکا لگا تھا۔ اس نے زندگی میں پہلی بار ابراہیم کو روتے دیکھا تھا اور وہیں کھڑے کھڑے ادراک ہوا تھا کہ فیروز صاحب کی اس کے باپ کی زندگی میں کیا اہمیت ہے۔ ان کے باہر نکلتے ہی وہ سر جھکائے ان کے پیچھے چل پڑی تھی۔ ریسپشن سے پتا چلا کہ فیروز صاحب کو ICU سے پرائیویٹ روم میں شفٹ کر دیا گیا ہے۔ وہ چاروں ان کے کمرے کی طرف بڑھے تھے۔
کوریڈور میں داخل ہوتے ہی اس نے ابراہیم کو دیکھ لیا تھا۔ جو دونوں کہنیاں گھٹنوں پر ٹکائے دونوں ہاتھوں کو مٹھیوں کی صورت میں بھینچے ان کو ہونٹوں سے لگائے گہری سوچ میں گم تھا۔ ان چاروں کے اس کے قریب پہنچنے پر بھی اس کی توجہ میں کوئی ارتکاز نہیں آیا تھا۔ جعفر حسین نے اس کے کندھے پر ہاتھ سے دباؤ ڈالا تو اس نے چونک کر سر اٹھایا۔ انہیں دیکھ کر وہ کھڑا ہو گیا تھا' جعفر صاحب اسے گلے لگا کر رو پڑے تھے۔
"یہ سب کیسے ہو گیا۔ میری رات کو اس سے بات ہوئی تھی۔ تب تو بالکل ٹھیک تھا۔ اچانک کیا ہوا؟"
اس کی نظریں بے ساختہ ان کے پیچھے کھڑی ملائکہ سے جا ٹکرائیں۔ وہ بھی اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اس کی نظروں میں ایسا کچھ تھا کہ ملائکہ نے بے ساختہ نظریں چرائی تھیں۔
"میں خود نہیں جانتا انکل!" جب وہ بولا تو اس کی آواز کافی بھاری تھی۔
"ہم مل سکتے ہیں؟" اس سے پوچھ رہے تھے۔
"بابا سو رہے ہیں لیکن آپ دیکھ لیں۔" جعفر صاحب کے ساتھ ملائکہ اور علی بھی اندر داخل ہو گئے تھے۔ نوشابہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے تسلی دی تھی۔ وہ اندر کی طرف بڑھیں تو جھجکتے ہوئے وہ بھی اندر داخل ہوا۔ فیروز صاحب جاگ رہے تھے' پتا نہیں جعفر صاحب سے کیا بات ہوئی تھی وہ رو رہے تھے۔ جعفر حسین سے بات کرتے ہوئے ان کی نظر دروازے میں کھڑے ابراہیم پر پڑی اور اس پر ٹھہر

سی گئی۔ ان کی نظروں کے تعاقب میں جعفر حسین نے بھی دیکھا۔

"آؤ ابراہیم! یہاں آؤ۔" جعفر نے ہاتھ کے اشارے سے اسے بلایا تو فیروز صاحب کو دیکھتے ہوئے ان کی طرف بڑھنے لگا۔

"یہ اپنے اردگرد جو لوگ دیکھ رہے ہو۔ یہ سب تم سے بہت پیار کرتے ہیں اور یہ تمہارا بیٹا رات سے ایک ٹانگ پر کھڑا ہے۔ دیکھو ذرا غور سے اس کی شکل' ایک رات میں کیا حال ہو گیا ہے اس کا۔" انہوں نے ابراہیم کو بازو سے پکڑ کر بیڈ پر بٹھا دیا۔

"اتنی محبتوں کے ہوتے ہوئے تمہیں بیمار ہونے کی سوجھی کیسے؟" وہ انہیں ڈانٹ رہے تھے جبکہ وہ اپنی دکھتی آنکھوں سے کبھی سر جھکائے ابراہیم اور کبھی سر جھکائے کھڑی ملائکہ کو دیکھ رہے تھے۔

"میں آپ سے کچھ مانگوں بھائی جی؟" فیروز صاحب بڑی دھیمی آواز میں بولے۔

"تم حکم کرو فیروز!" جعفر حسین نے ان کے بازو پر ہاتھ رکھا تھا۔

"آپ ملائکہ کی رخصتی کر دیں۔ مجھے نہیں پتا' میری کتنی زندگی باقی ہے۔ میں اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے بچوں کو آباد دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں گھر میں ملائکہ کو چلتے پھرتے مسکراتے دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں ابراہیم کے بچوں کو اپنی گود میں کھلانا چاہتا ہوں۔" وہ ساتھ رو رہے تھے۔

جعفر حسین کے ساتھ ساتھ نوشابہ اور علی کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے تھے جبکہ ابراہیم نے اپنی آنکھوں کو سختی سے بھینچ کر اپنے آنسوؤں کو باہر آنے سے روکا تھا۔

"فیروز! تم ان شاء اللہ سب دیکھو گے' ایسی ناامیدی کی باتیں کیوں کر رہے ہو۔"

"نہیں۔ آپ بھی فیصلہ کریں۔" وہ ضدی انداز میں بولے۔

"فیصلہ کیا جو تم کہو گے وہی ہو گا۔" ان کی نظریں ملائکہ کی طرف اٹھیں جو رو رہی تھی۔

"ملائکہ! تمہیں تو کوئی اعتراض نہیں؟"

"کیسی باتیں کرتے ہو فیروز! ملائکہ کیوں اعتراض کرے گی۔ تمہاری ہی بیٹی ہے۔ نکاح تو ہو چکا ہے۔ بات رخصتی کی ہے تو تم چاہو تو ابھی ملائکہ کو ساتھ لے جاؤ۔"

اپنے باپ کی اس جذباتی محبت پر ملائکہ نے تڑپ کر باپ کو دیکھا تھا۔

"میں ملائکہ کے منہ سے سننا چاہتا ہوں۔" وہ بغور اسے دیکھ رہے تھے جو بالکل خاموش تھی۔

"ملائکہ!" جعفر حسین نے اسے پکارا تو بڑی دقت سے اس نے سر نفی میں ہلایا تھا۔

"ابراہیم!" انہوں نے اب اسے پکارا تھا۔ "تمہیں کچھ کہنا ہے؟" اس کے پاس کہنے کو اب بچا ہی کیا تھا۔ پہلے ہی وہ کہہ کر بہت پچھتا رہا تھا جس کو کہنا تھا وہ ہی ہتھیار ڈال چکی تھی اس نے بھی سر نفی میں ہلا دیا۔



تین دن بعد فیروز صاحب ہسپتال سے گھر آئے تھے اور شادی دو ہفتے بعد طے پائی تھی۔ شادی کی تیاریاں شروع ہو چکی تھیں۔ کارڈ بٹ چکے تھے۔ فیروز صاحب نے اس دن کے بعد اس موضوع پر دوبارہ اس سے بات نہیں کی تھی۔ وہ اسی میں خوش تھے کہ شادی ہو رہی تھی اور ملائکہ کی طرف سے بھی بالکل خاموشی تھی اور یہی بات اس کے لیے حیران کن تھی۔ فیروز صاحب آج کل زیادہ وقت جعفر صاحب کی طرف گزار رہے تھے۔ آج بھی وہ وہاں گئے ہوئے تھے اور اتوار ہونے کی وجہ سے وہ گھر پر تھا۔ پہلے تو وہ ٹی وی دیکھتا رہا پھر اکتا کر باہر لان میں آ گیا۔

وہ پائپ ہاتھ میں لیے پودوں کو پانی دے رہا تھا۔ جب گیٹ کھلا اور اندر داخل ہونے والی ہستی کو دیکھ کر وہ حیران ہونے سے زیادہ پریشان ہوا تھا۔

شادی میں صرف چار دن تھے اور یہ اس وقت یہاں تھی اور اس کا یہاں ہونا ضرور کسی گڑبڑ کا اشارہ تھا۔ وہ تیزی سے چلتی ہوئی اس کے بالکل سامنے آ کر کھڑی ہو

گئی۔

"بابا گھر پر نہیں ہیں۔" اس نے کہہ کر نظریں پھر کیاریوں پر ٹکادیں۔

"چاچو ہماری طرف ہیں، میں آپ سے بات کرنے آئی ہوں۔"

اس نے نہ کچھ پوچھا تھا اور نہ اس کی طرف دیکھا تھا۔

"میں نے آپ سے کہا تھا۔ مجھے آپ سے شادی نہیں کرنی پھر بھی آپ نے منع نہیں کیا۔"

"آپ کو کیا لگتا ہے، مجھے بہت شوق ہے آپ سے شادی کرنے کا۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا۔

اہانت کے احساس نے ایک پل میں اس کے چہرے کا رنگ بدل دیا تھا۔ اس کے چہرے کے بدلتے رنگ کو دیکھ کر ابراہیم نے نظروں کا زاویہ بدل لیا۔

"میں نے بابا سے مکمل تو نہیں مختصر بات کی تھی۔ لیکن اتنی سی بات کا ردعمل آپ دیکھ چکی ہیں۔ مجھے اپنے بابا کی جان سے زیادہ کوئی چیز مجھے عزیز نہیں اور دوسری بات آپ آخر میرے کندھوں پر بندوق رکھ کر کیوں چلانا چاہتی ہیں۔ یہ سوال آپ سے بھی پوچھا گیا تھا۔ آپ منع کر سکتی تھیں۔"

ملائکہ کتنی دیر دانت پر دانت جمائے اسے دیکھتی رہی۔ اسے پہلے ہی یہ شخص اچھا نہیں لگتا تھا۔ آج اور بھی برا لگنے لگا تھا۔

"میں نے آپ سے کوئی مشورہ نہیں مانگا۔ مجھے بس ڈائیورس چاہیے ڈیٹس اٹ۔"

"سوری آئی کانٹ ڈو دس۔" وہ بے نیازی سے بولا تو وہ تلملا اٹھی تھی۔

"You will pay for it" (تمہیں اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔)

"Ok let's see" (ٹھیک ہے دیکھتے ہیں۔)

اس کی دھمکی پر وہ مسکرا کر بولا۔ وہ غصیلی نظر ڈال کر واپس مڑ گئی جبکہ اپنی بات کہنے کے بعد وہ پہلے کی نسبت مطمئن تھا۔

ڈھول پر پڑنے والی ہر تھاپ اس کے سر پر ہتھوڑے کی طرح برس رہی تھی۔ ایک طرف اپنی بے بسی اور بے عزتی کا احساس اور دوسری طرف فراز کا روتا چہرہ۔

"اگر تمہیں یہی سب کچھ کرنا تھا تو مجھے امید دلانے کی کیا ضرورت تھی؟"

"تمہارا مطلب کیا ہے فراز! میں یہ سب کچھ اپنی مرضی سے کر رہی ہوں۔ اپنی غلطی مجھ پر مت ڈالو، اس وقت تم ہمت کر لیتے تو آج حالات بالکل مختلف ہوتے نہ مجھے ناپسندیدہ انسان سے شادی کرنی پڑتی اور نہ تم یہاں رو رہے ہوتے۔"

پیلے جوڑے میں اس کا گورا رنگ دمک رہا تھا۔ فراز نے بمشکل اپنی نظریں اس کے چہرے سے ہٹائی تھیں۔

"ملائکہ۔ پلیز! کچھ کرو۔ میں تمہیں کھونا نہیں چاہتا۔" اس کی التجا پر ملائکہ کے تاثرات خود بخود نرم پڑ گئے تھے۔ وہ کچھ کہنے کے بجائے اپنے ہاتھوں میں پہنی چوڑیوں پر انگلی پھیرنے لگی۔

"تم نے تو کہا تھا وہ تمہیں ڈائیورس دینے کے لیے تیار ہو گیا تھا۔" ملائکہ نے بے اختیار گہرا سانس لیا۔

"میں تو خود حیران ہوں لیکن تم فکر نہ کرو۔ میں اس کے ساتھ ایسا سلوک کروں گی کہ وہ مجھے خود طلاق دینے پر مجبور ہو جائے گا۔" اس کے چہرے سے اس کا عزم صاف نظر آ رہا تھا۔ لیکن فراز کے اضطراب میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔

"ملائکہ! کہیں ایسا تو نہیں کہ اسے تم سے محبت ہو۔"

اس کی نظروں میں ایک دم ابراہیم کی طنزیہ نظریں اور بے زارانداز آیا تھا اس کا سر بے ساختہ نفی میں ہلا تھا۔

"جو کچھ میں کہہ چکی ہوں، اس کے بعد محبت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"

"اگر محبت نہیں تو پھر کیا وجہ ہے جو وہ تمہیں طلاق نہیں دے رہا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ بدلہ لینے کے لیے تمہیں

ڈائیورس نہ دے۔"

"ایسا کچھ نہیں ہوگا۔ میں سب ٹھیک کرلوں گی بس تم حوصلہ رکھو اور بار بار اموشنل ہو کر مجھے بھی پریشان نہ کرو۔"

کھٹکے پر ان دونوں نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا جہاں حنا کھڑی تھی۔

"نیچے رسم شروع ہونے والی ہے۔ ابراہیم بھائی آ گئے ہیں۔"

☆ ☆ ☆

آج کا دن کسی بھی انسان کے لیے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اس کو بھی اس دن کا بڑی بے چینی سے انتظار تھا لیکن آج جب وہ دن آ گیا تھا تو جیسے دل خوب صورت جذبات سے عاری تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ ہمیشہ سے زیادہ خوب صورت لگ رہی تھی لیکن آج وہ والی کیفیت نہیں تھی جو نکاح والے دن تھی کیونکہ آج وہ اس کے دل کی کیفیت جانتا تھا۔ اس کی نظر غیر ارادی طور پر اپنے بائیں جانب کھڑے فیروز صاحب پر پڑی جو کھوجتے انداز میں اس کا جائزہ لے رہے تھے۔

اس کے ہونٹ میکانکی انداز میں مسکرائے تھے اور آخر تک وہ "سب ٹھیک ہے" والی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے بیٹھا رہا۔

رخصتی پر اس کے سوا سب ہی رو رہے تھے جن میں فیروز صاحب بھی شامل تھے۔ ہوٹل سے گھر تک کا فاصلہ اس نے یہی سوچتے ہوئے گزارا تھا کہ آگے کیا ہوگا۔ اسے کیا کرنا ہے۔ ساتھ بیٹھے وجود نے بھی اس کے وجود میں کوئی ہلچل نہیں مچائی تھی۔ گھر میں ان کا استقبال فیروز صاحب نے کیا تھا۔ ٹی وی لاؤنج میں داخل ہوتے ہی اس نے کلاہ اتار کر صوفے پر رکھی اور صوفے پر بیٹھ کر شیروانی کے تین بٹن کھول کر گہرا سانس لیا۔

"دلہن بھابھی کے لیے کچھ لاؤں؟" عاصمہ نے بڑے اشتیاق سے ملائکہ کو دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

"بیٹا! کچھ کھانا ہے آپ نے؟" فیروز صاحب کے پوچھنے پر اس نے سر نفی میں ہلا دیا۔

انہوں نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا جہاں تھکن اور اپنوں کو چھوڑنے کا احساس صاف نظر آ رہا تھا۔ انہوں نے دوسری نظر ابراہیم پر ڈالی جو آنکھیں بند کیے صوفے کی بیک سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔

"ابراہیم!" ان کے پکارنے پر اس نے آنکھیں کھول کر انہیں دیکھا۔

"ملائکہ کو کمرے میں لے جاؤ۔ وہ تھک گئی ہو گی۔" اس نے ایک ٹھہری ہوئی نظر ان پر ڈالی اور کھڑا ہو گیا۔

"آؤ بیٹا!" فیروز صاحب نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کھڑا کیا۔

"صاحب جی! ابراہیم بھائی کو کہیں دلہن بھابھی کو گود میں اٹھا کر لے جائیں۔"

عاصمہ کے شرارتی انداز پر دوسرے ملازمین بھی کھی کھی کرنے لگے جبکہ فیروز صاحب سر جھکا کر مسکرا دیے تھے۔ لیکن جن دونوں کے لیے یہ مشورہ تھا' وہ دونوں بالکل سنجیدہ تھے۔

"ابراہیم! ملائکہ کا ہاتھ پکڑ کر کمرے میں لے جاؤ۔"

ابراہیم نے اکتائی ہوئی نظر ملائکہ کے سجے ہوئے روپ پر ڈالی اور اگلے ہی پل اس کا مہندی اور انگوٹھوں سے سجا ہاتھ تھام لیا۔ ایک کرنٹ تھا جو اس کے پورے وجود میں دوڑ گیا تھا۔ اس نے بڑے بے ساختہ انداز میں اپنا ہاتھ کھینچا لیکن اگلی طرف گرفت مضبوط تھی۔ اس نے تھوڑا سا سر اٹھا کر ساتھ چلتے ابراہیم کو دیکھا' وہ اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ کمرے کا دروازہ کھلا گلاب کی دلفریب مہک نے اس کا استقبال کیا۔ اندر قدم رکھتے ہی زمین سے دیواروں تک گلاب کے پھول ہی پھول سجے تھے۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا تھا۔

فیروز صاحب ان کے پیچھے ہی آئے تھے۔ انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے بیڈ پر بٹھا دیا تھا۔ انہوں نے منہ دکھائی میں اسے سونے کا سیٹ دیا تھا۔

"بیٹا! آج سے یہ تمہارا گھر ہے تم اس کی مالکن ہو۔ تمہیں اور ابراہیم کو لے کر میں نے بہت خواب دیکھے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے وہ پورے بھی ہوں۔ ابراہیم کی ماں نہیں' ورنہ وہ تمہیں بہت سی باتیں سمجھاتی۔ میں تو صرف یہ ہی کہہ سکتا ہوں۔ ہمیں اور اس گھر کو تمہاری ضرورت ہے۔ جس طرح تم جعفر بھائی کو عزیز ہو بالکل اسی طرح مجھے پیاری ہو۔"

وہ خاموشی سے اپنے پاؤں کے نگوں پر انگلی پھیر رہی تھی۔

"میں نے پوری کوشش کی تھی کہ تمہارا استقبال تمہارے شایان شان ہو۔ لیکن اگر کوئی کمی لگے تو بتا دو۔" اپنی اتنی پذیرائی اور ان کی محبت پر اس کی آنکھیں بھر گئی تھیں۔

"رونا نہیں ملائکہ! تم روؤ گی تو مجھے بہت تکلیف ہوگی۔" انہوں نے اس کا سر سینے سے لگا لیا۔

"ابراہیم یار! تمہاری بیوی رو رہی ہے اور تم وہاں کھڑے ہو۔ چپ کرواؤ اسے' یہ اب تمہاری ڈیوٹی ہے۔" انہوں نے شرارتی انداز میں ابراہیم سے کہا تو ملائکہ نے جلدی سے آنسو صاف کیے تھے۔

"او کے بیٹا! آپ آرام کرو۔" صبح ناشتے پر ملاقات ہوگی۔ وہ اس کا ماتھا چوم کر کھڑے ہو گئے۔

"ابراہیم میری بات سنو۔" دروازے تک پہنچ کر انہوں نے ابراہیم کو آواز دی۔ وہ ان کے پیچھے باہر نکل گیا ان کے باہر نکلتے ہی ملائکہ نے گہرا سانس لے کر سر اٹھایا اور سرسری انداز میں کمرے کا جائزہ لیتے ہوئے نظریں سامنے جم کر رہ گئیں۔

سامنے دیوار پر اس کی نکاح کی تصویر تھی۔ تصویر اتنی خوب صورت تھی کہ کتنی دیر تک وہ خود کو ہی حیرت سے دیکھتی رہی۔ اس نے گھبرا کر نظریں ہٹالیں اور کھڑی ہو گئی۔ کھڑے ہوتے ہی نظریں سامنے دیوار پر لگے آئینے میں نظر آتے اپنے عکس پر پڑیں۔ وحشت کے احساس نے اسے ایک پل میں اپنے گھیرے میں لیا تھا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے لہنگا تھام کر ڈریسنگ روم میں گھس گئی۔



وہ جب کمرے میں داخل ہوا۔ وہ الماری میں سے کچھ نکال رہے تھے۔ وہ منتظر نظروں سے ان کے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگا۔

ڈبہ نکال کر انہوں نے بھرپور نظر اپنے بیٹے پر ڈالی۔ براؤن شیروانی جس پر گولڈن کام تھا میں اس کا وجیہہ سراپا بہت شاندار لگ رہا تھا۔ انہوں نے نظروں ہی نظروں میں اس کی نظر اتاری تھی۔

"میں نہیں جانتا ابراہیم! ایسی کیا بات ہوئی جو تم نے اس دن ملائکہ سے نکاح ختم کرنے کی بات کی تھی۔ حالانکہ پہلے تو تم بہت خوش تھے۔ میں یہ بھی جانتا ہوں ہم جھوٹ نہیں بولتے لیکن میں یہ بھی ماننے کو تیار نہیں ملائکہ ایسا کہہ سکتی ہے۔"

اس نے کوئی جواب نہیں دیا' وہ سر جھکائے قالین کے ڈیزائن کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی اتنی طویل خاموشی اس کی ناراضی کا اظہار تھا' اتنے مزاج آشنا تو وہ تھے ہی۔ وہ اس کے قریب آگئے۔

"شادی خوشی کا دوسرا نام ہے اور میں نے ملائکہ سے تمہاری شادی تمہاری خوشی کے لیے کی تھی۔ لیکن تم خوش نہیں لگ رہے۔ میں بہت پریشان ہوں ابراہیم! کیا میں نے کوئی غلط فیصلہ کر دیا۔" وہ اب بھی خاموش تھا۔

"اگر میں نے کچھ غلط فیصلہ کر دیا ہے تو مجھے معاف کر دو۔" انہوں نے اس کے آگے ہاتھ جوڑ دیے۔ اب کی بار اس نے تڑپ کر ان کے ہاتھ تھامے تھے۔

"میری عزت تمہارے ہاتھ میں ہے ابراہیم!" دو آنسو بڑی تیزی سے ان کی آنکھ سے ٹپکے تھے۔ "اگر ملائکہ کی کوئی بات تمہیں بری لگی ہے تو اسے معاف کر دو۔ میری خاطر اسے پیار سے سمجھاؤ۔ وہ سمجھ جائے گی۔"

"بابا! سب ٹھیک ہے۔ آپ کیوں پریشان ہو رہے ہیں۔"

"اگر سب ٹھیک ہے تو تم خوش کیوں نہیں؟"

"میں خوش ہوں بابا! صرف آپ کی بیماری کی وجہ سے کچھ ٹینس ہوں۔"

"میں بالکل ٹھیک ہوں۔ تم اور ملائکہ ایک ساتھ خوش رہو تو میری عمر دس سال اور بڑھ جائے گی۔ تم اب جاؤ اور یہ ملائکہ کو دے دینا۔" انہوں نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ڈبہ اسے تھمایا۔

اس نے سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھا۔

"یہ رسم ہوتی ہے منہ دکھائی کی۔"

"آپ پلیز اپنی میڈیسن لے لیں۔"

"میں لے لوں گا تم جاؤ۔"

انہوں نے اس کا شانہ تھپتھپایا تو وہ باہر نکل آیا۔ جب وہ کمرے میں داخل ہوا تو وہ صاف ستھرا چہرہ لیے گلابی نائٹی میں صوفے پر بیٹھی تھی جبکہ کشن اس کی گود میں تھا' اسے قطعاً کوئی حیرت نہیں ہوئی تھی۔ اس نے ہاتھ میں پکڑا ڈبہ بیڈ پر رکھا اور ڈریسنگ روم میں گھس گیا۔ دس منٹ بعد جب وہ باہر آیا وہ ویسے ہی بیٹھی تھی۔ اس نے ایک نظر اسے دیکھ کر بیڈ سے ڈبہ اٹھا کر اس کی طرف بڑھایا۔

"یہ آپ کے لیے۔" اس کے ہاتھ نہ بڑھانے پر اسے بولنا پڑا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ڈبہ تھام لیا لیکن کھول کر نہیں دیکھا "آپ سونا چاہتی ہیں تو سو جائیں۔"

"آپ کو کیا لگتا ہے میں یہاں سوؤں گی۔" وہ جو اتنی دیر سے سب بھلانے کی کوشش میں تھا' اس کا ضبط جواب دے گیا۔

"مجھے بھی کوئی شوق نہیں آپ کے ساتھ سونے کا

"مائنڈ یور لینگویج۔" وہ تلملا کر بولی۔

"میں کب سے تمہاری بدتمیزی برداشت کر رہا ہوں۔" وہ ایک دم آپ سے تم پر آیا تھا اور اس کے منہ سے تم سن کر ایک پل کے لیے وہ جیپ کی جیپ ہی رہ گئی اور اگلے ہی پل غصے کے مارے کھڑی ہو گئی۔

"کس نے کہا ہے آپ کو میری بدتمیزی برداشت کرنے کے لیے' میں نے صاف آپ کو کہا تھا' میں آپ سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔ میری مجبوری کا فائدہ اٹھایا ہے آپ نے۔"

"تمہیں کیا لگتا ہے' صرف تم ہی مجبور تھیں؟ میں تم سے زیادہ مجبور تھا۔ جب بابا نے تم سے پوچھا تھا' تب تم انکار کر دیتیں۔"

"میں انکار کر سکتی تو آپ کو کہتی۔" اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا کشن غصے سے صوفے پر دے مارا۔

اب دونوں اپنی اپنی جگہ غصے میں نظریں پھیرے کھڑے تھے۔ نہ کمرے کا فسوں بھیلا تا ماحول اور نہ ان کے درمیان قائم رشتہ کوئی چیز بھی انہیں متوجہ نہیں کر پا رہی تھی۔

"کہاں جا رہی ہو؟" اسے دروازے کی طرف بڑھتے دیکھ کر وہ چونک کر بولا تھا۔

"میں یہاں نہیں سو سکتی۔" اس کا ہاتھ ہینڈل کی

طرف بڑھا تھا جب اس نے ایک سیکنڈ ضائع کیے بغیر اس کا ہاتھ تھام کر رخ اپنی طرف کیا تھا۔

ملائکہ کے لیے یہ حملہ بالکل غیر متوقع تھا۔ اس سارے عرصے میں پہلی بار وہ گھبرائی تھی۔

"تمہیں شاید اپنی عزت پیاری نہیں لیکن مجھے ہے۔ باہر سب نوکر ہیں' پاپا ہیں۔ کیوں میرا اور اپنا تماشا بنوانے پر تلی ہو۔"

اس کی نیلی آنکھیں غصہ لیے اس پر جمی تھیں۔ وہ ایک جھٹکے سے اس کا ہاتھ چھڑا کر دو قدم پیچھے ہٹی تھی۔ "اگر آپ کو اپنی عزت اتنی پیاری ہے تو مجھے آزاد کر دیں۔" ابراہیم نے ہونٹ بھینچ کر اسے دیکھا۔

"ٹھیک ہے۔" جب کچھ دیر بعد وہ بولا تو اس کا لہجہ بہت ٹھنڈا تھا۔ "جس طرح تم اپنے ڈیڈی سے پیار کرتی ہو' اس طرح میں بھی اپنے پاپا سے بہت پیار کرتا ہوں۔ ان دونوں کے لیے یہ شادی بہت اہمیت رکھتی ہے اور ان کے لیے کچھ عرصہ تمہیں یہ سب کچھ برداشت کرنا پڑے گا۔ ہم دونوں کے درمیان ہزبینڈ وائف والا کوئی ریلیشن نہیں ہو گا۔ لیکن باہر سب کچھ نارمل شو کرنا ہو گا۔ مناسب وقت پر میں خود سب ختم کر دوں گا۔" کہہ کر وہ واپس بیڈ کی طرف مڑا تھا۔

"میں کارپٹ پر نہیں سو سکتا اور نہ صوفے پر میں کمفورٹ فیل کروں گا۔ اس لیے میں بیڈ پر سوؤں گا' تمہیں جہاں سونا ہے دیکھ لو۔"

اس نے کمبل اس کی طرف اچھالا جو اس کے قدموں میں گرا تھا۔ "لائٹ آف کر دینا۔" کہہ کر اس نے کمبل سر تک اوڑھ لیا۔ جبکہ وہ قہر آلود نظروں سے اس کی پشت کو گھورتی رہی۔ آخر کار خود ہی تھک کر اس نے کمبل اٹھایا اور صوفے پر لیٹ کر کمبل تان لیا۔ لائٹ اس نے بند نہیں کی تھی۔

☆ ☆ ☆

ولیمہ کے بعد وہ مما ڈیڈی کے ساتھ گھر آ گئی۔ رسم کے مطابق ابراہیم کو بھی آنا تھا لیکن اس نے فیروز صاحب کی تنہائی کا بہانہ کر کے معذرت کر لی تھی اور اس نے شکر ادا کیا تھا۔

رات کو وہ چاروں دیر تک جاگتے رہے۔ صبح اٹھتے ہی اس نے حنا اور فراز کو فون کیا تھا۔ وہ لان میں بیٹھی کینو کھا رہی تھی جب حنا گیٹ سے اندر داخل ہوئی۔ اسے دیکھ کر وہ بے اختیار خوش ہو گئی۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو۔" اس کے گلے لگتے ہوئے حنا نے کہا تھا۔

"یہ لو میرج نہیں تھی کہ خوشی کے مارے ایک رات میں ہی میں خوب صورت ہو جاتی۔"

"کیا ابراہیم بھائی نے تمہیں کچھ کہا؟"

"تمہیں کیا لگتا ہے۔ کوئی مجھے کچھ کہہ سکتا ہے۔" حنا نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔

"واقعی جو تم انہیں کہہ چکی ہو۔ اس کے بعد ان کی تو بولتی ہی بند ہو گئی ہو گی۔" حنا کے طنز کا اس نے بالکل بھی برا نہیں مانا تھا۔

"سچی بات سے سب کی بولتی بند ہو جاتی ہے۔" اس کا انداز لاپروا تھا۔

"بات سچ یا جھوٹ کی نہیں شرافت کی ہے۔ مان لو کہ وہ ایک شریف آدمی ہے۔ تمہاری خوش قسمتی یہ رہی ہے۔ ملائکہ! کہ تمہیں ہمیشہ محبت مل جاتی ہے' یہ ان کی شرافت ہے یا محبت کہ انہوں نے نہ تمہیں ٹارچر کیا اور نہ کوئی زبردستی' ورنہ جو تم کر چکی ہو' اس کے بعد کچھ بھی توقع کی جا سکتی تھی۔"

"ہاں۔ شرافت کہہ سکتی ہو لیکن محبت نہیں۔ وہ خود مجھے کہہ چکے ہیں کہ ہم میں ہسبینڈ وائف کے ریلیشن نہیں ہوں گے' صرف دنیا والوں کے لیے دکھاوا ہی کرنا ہے اور کچھ عرصہ بعد وہ خود ختم کر دیں گے۔" حنا کتنی دیر تک حیرت سے اس کا منہ دیکھتی رہی۔

"تم ڈائیورس کو کیا سمجھتی ہو' کوئی مذاق؟ منہ کھولا اور ڈائیورس مانگ لی۔ قسمت سے اتنا اچھا انسان ملا ہے۔ ابھی بھی وقت ہے' ابراہیم بھائی سے ایکسکیوز کرو' ان سے کہو میں نے مذاق کیا تھا' مجھے یقین ہے وہ تمہیں معاف کر دیں گے۔"

ملائیکہ نے نخوت سے ناک سکوڑی۔
"مجھے اس کی معافی تو کیا اس کی ہی ضرورت نہیں اور پلیز نصیحتیں کرنا بند کرو۔"
وہ ابھی کچھ اور کہنے والی تھی کہ علی کو آتا دیکھ کر خاموش ہوگئی۔ وہ علی سے باتیں کر رہی تھی۔ جب ہی فراز بھی آگیا۔
"تم کہاں ہوتے ہو یار؟ نظر ہی نہیں آتے 'شادی میں بھی تم صرف مہندی والے دن آئے نہ شادی نہ ولیمہ پر۔ طبیعت تو ٹھیک ہے' کمزور بھی لگ رہے ہو۔"
وہ واقعی کمزور لگ رہا تھا۔
"بس یار! پیپرز کی تیاری میں مصروف ہوں 'لاسٹ ٹائم پیپر نہیں دے سکا۔ ساتھ میں جاب بھی کر رہا ہوں۔"
"واہ بڑی محنتیں ہو رہی ہیں۔ لگتا ہے منڈے کا شادی کا موڈ بن رہا ہے۔" علی نے مذاق کرتے ہوئے حنا کو دیکھا۔
"ہاں بات تو یہی ہے۔" اس نے کن اکھیوں سے ملائکہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔ جو جوس پیتے ہوئے ان دونوں کو ہی دیکھ رہی تھی۔
"علی! میرے ساتھ چلو' مجھے تم سے کام ہے۔" حنا نے اٹھنے کے ساتھ علی کو بھی ہاتھ پکڑ کر کھڑا کیا۔
ان کے جاتے ہی فراز نے اپنا رخ ملائکہ کی طرف کیا۔
"بہت خوش لگ رہی ہو۔" اس کا انداز طنزیہ تھا جسے ملائکہ نے محسوس نہیں کیا "تم نے اس سے ڈائیورس کی بات کی تھی۔"
"ہاں۔"
"پھر اس نے کیا کہا؟" فراز نے بے تابی سے پوچھا۔
"اس نے کیا کہنا تھا۔ اس نے کہا' وہ دے دے گا مناسب وقت کا انتظار ہے۔" وہ کندھے اچکا کر بولی۔
فراز جو کتنے دن سے خود ساختہ آگ میں جل رہا تھا بھڑک اٹھا۔
"وہ مناسب وقت کب آئے گا جب میں مر جاؤں گا۔ رخصتی سے پہلے بھی تم نے کہا تھا' وہ ڈائیورس دے دے گا لیکن اس نے نہیں دی پھر تم نے کہا' تم شادی والے دن لے لوگی۔ لیکن اس نے پھر نہیں دی اب تو شادی کو بھی چار دن گزر گئے ہیں۔ آخر وہ کیوں نہیں تمہیں ڈائیورس دے رہا؟" اس کی آنکھیں لال ہو رہی تھیں۔
"کہیں اس کی نیت تو خراب نہیں ہوگئی۔ اس نے تمہیں ہاتھ تو نہیں لگایا؟" باتوں کے ساتھ اس کے چہرے سے بھی وحشت جھلکنے لگی تھی اور ملائکہ دکھ کے مارے سن ہوگئی تھی۔
"تمہیں شرم آنا چاہیے فراز' مجھ پر ایسا الزام لگاتے ہوئے۔ ابھی کسی کی اتنی جرات نہیں ہوئی کہ مجھے میری مرضی کے بغیر ہاتھ لگا سکے۔ تم ابھی فیصلہ کرلو' تم نے کیا کرنا ہے۔ میں کسی قیمت پر کوئی طعنہ برداشت نہیں کرسکتی۔" وہ ابھی غصے میں آگئی تھی۔
فراز کو ایک دم اپنے لفظوں کا احساس ہوا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھوں میں اپنا سر گرا لیا۔
"آئی ایم سوری ملائکہ! ویری سوری۔ میں ایسا کچھ کہنا نہیں چاہتا تھا اور نہ سوچنا چاہتا ہوں لیکن میں کیا کروں۔ تمہاری شادی والے دن سے لے کر آج تک میں ایک عذاب سے گزر رہا ہوں۔ میں رات کو سونے لگتا ہوں تو نیند نہیں آتی۔ بار بار تمہارا چہرہ ذہن میں آتا ہے' ساتھ میں وہ شخص اور پھر یہ خیال کہ تم اس کے ساتھ ہو۔ میں کیا کروں؟" اس نے اب اپنے بالوں کو مٹھیوں میں جکڑا تھا۔
"تم اتنی خوب صورت ہو کہ کوئی تمہیں اگنور نہیں کرسکتا۔ وہ تو پھر تمہارا شوہر ہے۔" ملائکہ نے بے اختیار گہرا سانس لیا۔
"فراز! خود کو ٹارچر کرنا بند کرو۔ ایسا کچھ نہیں جیسا تم سوچ رہے ہو۔ میں نے اسے پہلے ہی بتادیا تھا کہ میں کسی اور کو پسند کرتی ہوں' یہی بات اسے مجھ سے دور رکھنے کے لیے کافی ہے اور جہاں تک میاں بیوی کی بات ہے' وہ ہم ایک دوسرے کو مانتے ہی نہیں۔ ڈائیورس دینا اتنا آسان نہیں کیونکہ ڈائیورس سے بہت سے لوگوں کو تکلیف ہوگی جو مجھ سے اور اس

سے جڑے ہیں۔ لیکن تم ٹینشن مت لو میں اس پر دباؤ ڈالوں گی۔"

"میں تمہیں فون کروں؟" وہ اجازت مانگ رہا تھا۔

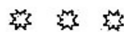
"نہیں' میں خود کرلیا کروں گی۔"

وہ کچھ دیر خاموشی سے بیٹھا رہا پھر کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھو تو' حنا چائے لینے گئی ہے۔"

"نہیں۔ چلتا ہوں۔ تم اپنا خیال رکھنا۔"

وہ کہہ کر مڑ گیا۔ ملائکہ کی نگاہوں نے دور تک اس کا پیچھا کیا۔



کار ڈرائیو کرتے ہوئے وہ مکمل طور پر خاموش تھا اور یہ خاموشی پچھلے تین گھنٹے سے تھی جب وہ اور فیروز صاحب اسے لینے آئے تھے۔ وہ جانتی تھی اگر اسے واپس جانے کی خوشی نہیں تھی تو ابراہیم کو بھی اس کو لینے آنے کی کوئی خوشی نہیں۔ گھر پہنچ کر وہ کمرے میں چلا گیا تھا جبکہ وہ فیروز صاحب کے پاس ٹی وی لاؤنج میں بیٹھ گئی۔

رات کو بارہ بجے کے قریب جب وہ کمرے میں آئی تو وہ رائٹنگ ٹیبل پر کچھ پیپرز کے ساتھ لیپ ٹاپ کھولے بیٹھا تھا۔ اس کی موجودگی کو اس نے محسوس تو کیا تھا لیکن اسے دیکھا نہیں۔ وہ بھی اسے نظر انداز کر کے ڈریسنگ روم میں چلی گئی' جب وہ واپس آئی تب بھی وہ اسی انہماک سے اپنے کام میں مصروف تھا۔

"آپ نے چاچو سے بات کی؟" وہ اس کے بالکل پیچھے آ کر اچانک بولی تو اس کا تیزی سے چلتا ہاتھ ایک دم رکا تھا۔ اس نے مڑ کر اسے دیکھا۔ وہ اس کے اتنے قریب کھڑی تھی کہ اس کے لباس سے اٹھنے والی خوشبو وہ محسوس کر سکتا تھا۔ اس کی نیلی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے جانے اسے کیا ہوا کہ وہ بے ساختہ دو قدم پیچھے ہٹی تھی۔

"کس بارے میں؟" اسے واقعی دھیان نہیں تھا۔

"ہمارے ڈائیورس کے بارے میں۔"

"اوہ۔" ابراہیم نے گہرا سانس لے کر گردن پھر موڑلی۔ "ابھی نہیں۔"

"تو کب کریں گے؟" وہ جھنجلا کر بولی۔

"جلد ہی۔"

"جلد ہی کب؟ شادی کو بھی ہفتے سے زیادہ گزر گیا ہے۔"

"آٹھ دن ہی گزرے ہیں' آٹھ سال تو نہیں۔"

"میرے لیے آٹھ دن بھی آٹھ سال کے برابر ہیں۔" وہ غصے سے بولی۔

"میں بھی اس عذاب سے جلدی نجات چاہتا ہوں۔"

ملائکہ کے سر پر لگی' تلووں پر بجھی "آپ نے مجھے عذاب کہا۔ ہ" ابراہیم کے ہونٹوں کو ایک مسکراہٹ نے چھوا تھا۔

"میں کام کر رہا ہوں پلیز۔ مجھے ڈسٹرب نہ کریں۔"

ملائکہ نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔ پہلے آگے بڑھ کر اس نے اس کا لیپ ٹاپ بند کیا اور اس کے سامنے رکھے سارے صفحے اٹھا کر قالین پر پھینک دیے۔ یہ سب کچھ اتنی اچانک ہوا کہ وہ حیرت سے اس کی یہ حرکت دیکھتا ہی رہ گیا۔

"میں بہت بڑا عذاب ثابت ہوں گی۔" اسے غصے کے ساتھ رونا بھی آ رہا تھا دھمکی دے کر وہ دھم دھم کرتی صوفے تک گئی پھر واپس بیڈ تک آئی۔ کمبل اٹھایا اور صوفے میں گم ہو گئی۔ اس دوران ابراہیم اس کی حرکات دیکھ رہا تھا۔

اس نے جھک کر پیپرز اٹھائے۔ ان کی ترتیب صحیح کر کے ٹیبل پر رکھے کھڑے ہو کر بھرپور انگڑائی لی۔ ایک شرارتی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر تھی۔ وہ کچھ دیر کمبل کو گھورتا رہا۔ اگلے پل اس نے جھٹکے سے کمبل کھینچا تھا وہ ہڑبڑا کر سیدھی ہوئی اور گھبرا کر اسے دیکھنے لگی۔

"یہ میرا کمبل ہے' تمہارا ڈریسنگ روم میں ہے۔"

وہ کمبل لے کر لیٹ گیا وہ کچھ دیر اسے دیکھتی رہی پھر اٹھ کر ڈریسنگ روم میں گئی۔ کمبل لا کر صوفے پر رکھا اور اس کے اوپر سے کمبل کھینچ کر قالین پر پھینکا اور خود

کمبل تان کر لیٹ گئی۔ اس نے کمبل کو مضبوطی سے تھام رکھا تھا۔ ساتھ ڈر تھا کہ وہ دوبارہ کمبل نہ کھینچ لے لیکن مسلسل خاموشی تھی پہ۔ اس نے ذرا سا کمبل ہٹا کر دیکھا۔ لائٹ بند ہو چکی تھی اور وہ لیٹ چکا تھا۔ اس نے بھی مطمئن ہو کر آنکھیں بند کر لیں۔ کھٹ پٹ کی آواز پر اس نے مندی مندی آنکھوں سے دیکھا وہ شلوار قمیص میں کہیں جانے کی تیاری کر رہا تھا۔ اس نے کمبل چہرے سے نیچے کیا۔

"میں نماز پڑھنے جا رہا ہوں تم بھی پڑھ لو۔" اسے پہلا جھٹکا اس بات پر لگا کہ وہ نماز پڑھتا ہے اور دوسرا جھٹکا کہ اس سے بھی نماز پڑھنے کو کہا تھا۔ وہ نکل چکا تھا۔ تھوڑی دیر تو وہ حیرت سے سوچتی رہی پھر سر جھٹک کر دوبارہ کمبل اوڑھ لیا۔

جب وہ واپس آیا وہ سو رہی تھی۔ وہ کچھ دیر دیکھتا رہا پھر گہرا سانس لے کر دوبارہ لیٹ گیا۔ رات کے منظر یاد آئے وہ پھر مسکرایا تھا۔ اس نے گردن گھما کر صوفے کی طرف دیکھا۔ اس کے بال کمبل سے باہر جھانک رہے تھے۔ کچھ لمحوں کے لیے وہ سب بھول گیا تھا اس کا دل چاہا۔ وہ جا کر کمبل ہٹا کر اس کا چہرہ دیکھے سوتے میں کیسی لگتی ہے اور پھر خود ہی سر جھٹک کر آنکھیں بند کر لیں۔

آنکھ کھلتے ہی اس نے سب سے پہلے گھڑی کی طرف دیکھا۔ دس بج رہے تھے۔ اس نے گردن گھما کر دیکھا وہ بیڈ پر نہیں تھا بستر صاف اور کمبل تہہ تھا۔ باتھ لے کر وہ لاؤنج میں آئی جہاں مکمل خاموشی تھی۔ کچن سے آوازیں آ رہی تھیں۔ وہ اسی طرف مڑ گئی۔

"دلہن بھابھی آ گئیں۔" اس پر پہلی نظر عاصمہ کی پڑی تھی اس کے کہنے پر ان دونوں نے ایک ساتھ اس کی طرف دیکھا تھا۔ فیروز صاحب نے حیرت سے ایک نظر ڈال کر نظریں جھکا لیں۔ جبکہ ابراہیم کی پہلی نظر میں حیرت اور بعد میں ناگواری اتر آئی تھی۔

"گڈ مارننگ!" کہہ کر وہ فیروز صاحب کے ساتھ کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس نے کالی جینز پر نیلی شرٹ پہن رکھی تھی۔

"بیٹا! کیا لو گی آپ؟" فیروز صاحب نے اس سے پوچھا جبکہ نگاہیں مسلسل جھکی ہوئی تھیں وہ اس کی طرف دیکھنے سے احتراز کر رہے تھے۔ ابراہیم نے عاصمہ کی طرف دیکھا جو بار بار چور نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ ابراہیم نے ناگواری سے پلیٹ پیچھے کھسکا دی۔

"او کے بابا! چلتا ہوں اللہ حافظ۔"

وہ کسی کی طرف دیکھے بغیر باہر نکل گیا۔ جبکہ وہ لاپروائی سے ناشتا کرتی رہی۔ سارا دن جلنے کڑھنے کے بعد جب وہ واپس آیا تو گھر میں مکمل خاموشی تھی۔ لاؤنج بھی خالی تھا حالانکہ جب وہ واپس آتا تھا فیروز صاحب لاؤنج میں ٹی وی دیکھ رہے ہوتے تھے۔ وہ کچن کی طرف گیا۔ عاصمہ بھی نہیں تھی وہ حیران ہوتا ہوا کمرے میں آیا۔ وہ بیڈ پر اوندھی لیٹی ٹی وی دیکھ رہی تھی۔ اس کو اندر داخل ہوتا دیکھ کر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ وہ ابھی بھی صبح والے حلیے میں تھی۔

"بابا کہاں ہیں؟"

"وہ ڈیڈی کی طرف گئے ہیں۔"

"اور عاصمہ؟" کوٹ اتارتے ہوئے اس نے پوچھا۔

"پتا نہیں۔" وہ کہہ کر ٹی وی کی طرف متوجہ ہو گئی۔ تو صوفے پر بیٹھ کر اس نے بغور اسے دیکھا۔

"جتنے دن تم یہاں ہو اس طرح ڈریس اپ مت ہوا کرو۔" ملائکہ نے کچھ حیرت سے اسے دیکھا۔

"میں شروع سے ہی ایسے کپڑے پہنتی ہوں۔"

"میں نے تو پہلے کبھی تمہیں ایسے کپڑوں میں نہیں دیکھا۔"

"اسے آپ اتفاق بھی کہہ سکتے ہیں۔" وہ چینل بدلتے ہوئے بولی۔

"جو بھی ہے گھر میں بابا ہیں۔ میل سرونٹ ہیں۔ اچھا نہیں لگتا۔"

"آئی ڈونٹ کیئر۔ اب میں یہ دیکھوں کہ نوکروں کو کیا اچھا لگتا ہے کیا نہیں۔ میں اپنے گھر بھی یہی پہنتی تھی۔ ڈیڈی نے مجھے کبھی منع نہیں کیا اور چاچو نے بھی

مجھے کچھ نہیں کہا پھر آپ کو کیا پرابلم ہے۔ بائی دے وے' آپ لندن سے آئے ہیں یا لالو کھیت سے ؟" آخر میں اس کا لہجہ طنزیہ ہو گیا تھا۔

"بے شک میں لندن سے آیا ہوں لیکن میری سوچ مختلف ہے۔ میرے خیال میں لباس انسان کی شخصیت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ عورت چھپانے کی چیز ہے دکھانے کی نہیں جبکہ یہ لباس آپ کو نمایاں کرتا ہے۔ گھر میں اگر غیر مرد نہ ہوں تو ٹھیک ہے۔"

ملائکہ آنکھیں پھاڑے اس کی باتیں سن رہی تھی۔ وہ انگریز ماں کی اولاد تھا۔ لندن میں پلا بڑھا تھا۔ اس کے خیال میں تو اسے بہت عیاش 'ماڈرن ٹائپ' ہونا چاہیے تھا لیکن اس کے تو عجیب روپ سامنے آ رہے تھے پہلے نماز اور اب یہ مذہبی لیکچر۔

"یہ ڈریس چینج کرلو۔"

"سوری۔ میں اپنی مرضی کی مالک ہوں' مجھے جو اچھا لگتا ہے۔ میں وہی کروں گی۔ آپ کو اگر اعتراض ہے تو مجھے گھر سے نکال دیں۔"

ابراہیم نے بے اختیار گہرا سانس لیا اور اٹھ کر باہر نکل گیا' جتنا بے بس وہ خود کو محسوس کر رہا تھا۔ اتنا زندگی میں کبھی نہیں کیا تھا تب بھی نہیں جب اس کی ماں اسے چھوڑ کر چلی گئی تھی۔ اس کی زندگی کی سب سے بڑی خوشی اس کے لیے سزا بن گئی تھی۔ ملائکہ اس کے لیے حلق میں پھنسی ہوئی ہڈی بن چکی تھی۔ جسے وہ نہ اگل سکتا تھا نہ نگل سکتا تھا۔ ہر وہ چیز جو اس کے لیے ناپسندیدہ تھی وہ اسے کرتی تھی۔ اپنے لیے اس نے جس طرح کی لڑکی کو سوچا تھا۔ ملائکہ کو دیکھ کر وہ خاکہ مکمل ہوا تھا لیکن ملائکہ کو اپنا کر اسے جان کر وہ بہت بری طرح ٹوٹا تھا۔ اس نے مرد ہو کر ساری زندگی بہت صاف گزاری تھی اور جو بیوی ملی تھی۔ اس کے دل میں کوئی اور تھا۔ اس نے کیتھی جیسی پُرخلوص لڑکی سے جو صرف اس سے محبت کرتی تھی شادی نہیں کی کیونکہ وہ مسلمان نہیں تھی اور ملائکہ جو مسلمان تھی 'اس نے اسے کبھی نماز پڑھتے نہیں دیکھا تھا۔ اس نے کیتھی پر ملائکہ کو ترجیح دی تھی۔

شادی کو کافی دن گزر گئے تھے۔ شروع کے کچھ دن وہ گھر رہی پھر صبح اس کے آفس جانے کے بعد گھر سے نکلتی رات کو واپس آتی تھی۔ اس نے اس دن کے بعد اسے کسی چیز سے نہیں روکا تھا۔

اس دن وہ گھر آیا تو حیرت انگیز طور پر ملائکہ گھر پر تھی اور کھانے پر اسی کا انتظار ہو رہا تھا۔ کھانا کھانے کے بعد ملائکہ کمرے میں چلی گئی جبکہ وہ چائے کا کپ لے کر فیروز صاحب کے پاس بیٹھ گیا۔

"مجھے لگتا ہے تم ابھی بھی مجھ سے ناراض ہو۔" ان کے اداس لہجے پر وہ چونک کر انہیں دیکھنے لگا۔

"ملائکہ والی بات سے۔" ابراہیم نے گہرا سانس لیا۔

"بیٹا! ملائکہ بری لڑکی نہیں۔ اس میں بچپنا زیادہ ہے۔ کچھ لاڈ پیار نے اسے ضدی بنا دیا ہے۔"

"میں جانتا ہوں پاپا! لیکن یہ سب آپ مجھے کیوں بتا رہے ہیں۔" وہ ملائکہ کے موضوع پر اب کوئی بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"کیونکہ میں محسوس کر رہا ہوں تم دونوں ایک دوسرے سے کھنچے کھنچے رہتے ہو' صرف دو ماہ ہوئے ہیں تمہاری شادی کو۔ ایسا لگتا ہے بائیس سال گزار چکے ہو تم دونوں۔ وہ سارا دن جعفر بھائی کی طرف گزار آتی ہے۔ تم سارا دن آفس رہتے ہو۔ پہلے میری وجہ سے جلدی آجاتے تھے۔ اب وہ بہانہ بھی نہیں رہا۔ نئے شادی شدہ جوڑوں میں تو اتنا پیار ہوتا ہے تم دونوں میں وہ بے تکلفی' وہ محبت نظر کیوں نہیں آتی ؟" ان کے سوال پر وہ سٹپٹا کر رہ گیا۔

"ایسی بات نہیں پاپا!"

"تو پھر کیسی بات ہے ؟" وہ بغور اسے دیکھ رہے تھے۔

"تم دونوں ہنی مون کے لیے کب جا رہے ہو ؟" ایک اور دھماکا کیا تھا انہوں نے۔ وہ ہونقوں کی طرح انہیں دیکھنے لگا۔

"بیٹا! میں نے ہنی مون کے لیے کہا ہے۔ تم مجھے ایسے دیکھ رہے ہو جیسے میں نے تمہیں کوئی سزا سنا دی

ہو۔"

"یہ سزا سے کم تو نہیں۔" وہ دل میں بولا۔

"بابا! ابھی پلان نہیں کیا۔"

"تو کرو، ملائکہ سے پوچھو اسے کہاں جانا ہے۔"

"جی!" وہ صرف یہی بول سکتا تھا۔

"اور اب میں اکیلے رہ رہ کر بور ہو گیا ہوں۔ کچھ میری بھی فکر کرو۔" وہ شرارتی انداز میں اسے دیکھنے لگے۔

"کیا بابا؟" وہ بے دھیانی میں پوچھنے لگا۔

"یار! کوئی پوتا پوتی بھی تو آنا چاہیے۔" اسے زبردست اچھو لگا تھا اور فیروز بے ساختہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑے تھے۔

"ابراہیم! تم نے شرمانے میں لڑکیوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے۔" اس نے کپ ٹیبل پر رکھ دیا اور کھڑا ہو گیا۔

"بابا! اب سو جائیں، مجھے بھی نیند آ رہی ہے۔" وہ کہہ کر کمرے کی طرف بڑھ گیا، کل رات سے فیروز صاحب کی طبیعت خراب تھی۔ فلو کے ساتھ بخار تھا۔ دو بجے کے قریب اس نے گھر فون کیا۔ فون عاصمہ نے اٹھایا تھا۔ فیروز صاحب کی طبیعت کا پوچھ کر اس نے ملائکہ کا پوچھا اور جو اس نے سنا وہ اس کا دماغ گھمانے کے لیے کافی تھا۔ وہ گھر پہ نہیں تھی۔

وہ فون بند کرتے ہی کھڑا ہو گیا۔ سارا رستہ اس کا دماغ کھولتا رہا لاپروائی کی کوئی حد ہوتی ہے۔

گھر پہنچ کر وہ سیدھا فیروز صاحب کے کمرے میں آیا تھا۔ وہ سو رہے تھے۔ وہ کچھ لمحے کھڑا انہیں دیکھتا رہا۔ پھر باہر نکل آیا۔ وہ لاؤنج میں پہنچا جب وہ داخلی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی، وہ ایک لمحہ ضائع کیے بغیر اس کی طرف بڑھا اور اس کا بازو تھام کر گھسیٹتے ہوئے اسے کمرے میں لایا تھا۔ شاک کے مارے وہ نہ بول سکی اور نہ ہی ہاتھ چھڑا سکی۔ کمرے میں پہنچ کر اس نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا اور دروازہ بند کر دیا۔ وہ اب غصے سے اسے گھور رہا تھا۔

"تم انتہائی بدتمیز، ضدی اور خود پسند لڑکی ہو، جسے اپنے علاوہ کسی کی پروا ہی نہیں۔ تم جانتی بھی ہو، بابا کی طبیعت ٹھیک نہیں، اگر تم ایک دن باہر نہ جاتیں تو کیا قیامت آ جاتی۔ میرے بابا ہونے کے علاوہ تمہارے بھی وہ کچھ لگتے ہیں، اسی رشتے سے ان کی پروا کر لیتیں، جب سے تم سے ملا ہوں سوائے تکلیف کے تم نے مجھے دیا کیا ہے۔ جتنی دیر یہاں ہو تب تک اپنے بوائے فرینڈ سے ملنا بند کرو۔"

وہ اتنی دیر سے خاموشی سے اسے سن رہی تھی، آخری بات اسے تیر کی طرح لگی تھی۔

"اُف۔ بہت بول چکے آپ۔ میں چپ ہوں، اس کا مطلب یہ نہیں جو آپ کا دل کرے۔ آپ بولتے جائیں۔ پہلی بات تو یہ کہ میں ڈاکٹر کو چھوڑ کر چاچو کی میڈیسن لینے گئی تھی، راستے میں ٹائر پنکچر ہو گیا اور دوسری بات یہ اب مجھے یہاں نہیں رہنا، میں اپنے ڈیڈی کے پاس جا رہی ہوں۔"

وہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی تھی، ابراہیم جیسے ایک دم ہوش میں آیا، جب اندر آیا وہ الماری سے کپڑے نکال رہی تھی۔

"تم کہیں نہیں جا رہیں۔" اس نے غصے سے سامنے کھڑے ابراہیم کو دیکھا۔ لیکن کپڑے نکالنے نہیں چھوڑے تھے۔ ابراہیم نے آگے بڑھ کر سارے کپڑوں کو اٹھا کر دوبارہ وارڈروب میں پھینکا، اس کے قریب رکھا ہینڈ بیگ بھی اندر پھینکا۔ وارڈروب لاک کر کے اس نے چابی اپنے کوٹ میں ڈال لی۔

"اگر کمرے سے بھی باہر قدم رکھا تو بہت برا ہو گا۔" اس کے ساتھ کبھی کسی نے اس طرح کا سلوک نہیں کیا تھا۔ وہ ابھی تک ساکت کھڑی تھی۔ اس کے ساکت وجود میں حرکت دروازہ بند ہونے کی آواز سے ہوئی تھی۔ وہ باہر آیا تو عاصمہ دروازے کے قریب کان لگائے کھڑی تھی۔ اس نے ناگواری سے اسے دیکھا، تو وہ گھبرا کر اسے دیکھنے لگی۔

"میں چائے کا پوچھنے آئی تھی۔"

"نہیں چاہیے۔ بابا کے لیے سوپ لے آؤ۔" وہ ان کے کمرے میں آیا تو وہ اٹھ چکے تھے، اسے دیکھ کر

مسکرانے لگے۔

"اب کیسی طبیعت ہے بابا؟"

ٹھیک ہوں یار! ذرا سا بخار ہی تو ہے۔ وہ بھی اب اتر گیا ہے۔ تم جلدی کیوں آگئے اور ملائکہ کہاں ہے۔" ملائکہ ذکر وہ گول کر گیا۔

"بابا! آپ کو بھوک لگی ہے۔"

"ہاں یار! کچھ کھلا دو۔"

"عاصمہ! سوپ لے آؤ۔" اس نے عاصمہ کو آواز دی، وہ جیسے دروازے کے ساتھ لگ کر کھڑی تھی، فوراً اندر آگئی۔

"تم جاؤ۔" ٹرے تھام کر اس نے کہا تھا۔ جتنی دیر وہ سوپ پیتے رہے، وہ ادھر ادھر کی باتیں کرتا رہا۔

"بیٹا اب سوؤں گا، تم بھی آرام کرو اور ملائکہ کو تھینکس بولنا، سارا دن اس نے میرا بڑا خیال رکھا۔"

اس نے کچھ چونک کر انہیں دیکھا، لیکن وہ آنکھیں بند کر کے لیٹ چکے تھے۔ وہ لائٹ آف کر کے باہر آگیا، عاصمہ کوارٹر میں جاچکی تھی۔ لائٹ آف کر کے وہ کمرے میں آیا تو کمرے میں گھپ اندھیرا تھا۔ لائٹ آن کرتے ہی نظر بے ساختہ صوفے کی طرف گئی، وہاں کوئی نہیں تھا۔ وہ ڈریسنگ روم سے کپڑے بدل کر باہر آیا۔ تب بھی وہ کہیں نظر نہیں آئی۔ وہ پانچ منٹ تک اس کا انتظار کرتا رہا، لیکن تب بھی کوئی آواز نہیں آئی تو وہ اٹھ کر باتھ روم کے دروازے کے پاس آیا۔ اس نے ہلکا سا بجایا، کوئی جواب نہیں، اس نے ہینڈل پر ہاتھ مارا، دروازہ کھل گیا، اندر کوئی نہیں تھا۔

اس کا دماغ بھک سے اڑ گیا، وہ خالی خالی نظروں سے کمرے کو گھورتا رہا اور وقت ضائع کیے بغیر وہ باہر کی طرف بھاگا تھا۔ اس کا اندیشہ صحیح ثابت ہوا تھا۔ پورچ میں اس کی کار نہیں تھی، اسے دیکھ کر چوکیدار کھڑا ہو گیا تھا۔

"بی بی کہاں گئیں؟"

"جی پتا نہیں۔"

"کتنی دیر ہو گئی؟"

"پندرہ منٹ۔"

"ٹھیک ہے گیٹ کھولو۔"

اس نے عجلت میں کہہ کر کار کی طرف دوڑ لگائی۔ مین روڈ پر آکر اس نے جعفر حسین کے گھر کا نمبر ملایا تھا۔ وہاں بیل ہو رہی تھی، کوئی اٹھا نہیں رہا تھا۔ وہ ایک دم بہت پریشان ہو گیا۔ پھر کچھ سوچ کر اس نے علی کا نمبر ملایا۔

"علی! ملائکہ تمہاری طرف ہے؟" چھوٹتے ہی اس نے پوچھا تھا۔

"جی بجو ادھر ہی ہیں۔" علی نے جواب دیا۔ کتنی دیر بعد اس کے تنے ہوئے اعصاب معمول پر آئے تھے۔ اس نے گہرا سانس لیا۔

"خیریت تو ہے؟"

"ہاں۔ میں آرہا ہوں۔" اس نے موبائل بند کر کے کار کی اسپیڈ بڑھادی۔

علی کمرے میں آیا تو وہ تکیہ سر پر رکھے لیٹی تھی۔

"بجو! اس نے اس کے قریب بیٹھتے ہوئے اسے پکارا۔ اس نے تکیہ پیچھے کر کے اسے دیکھا۔

"تم ابراہیم بھائی کو بتائے بغیر آگئی ہو؟" اس نے چونک کر اسے دیکھا۔

"تم سے کس نے کہا؟"

"ان کا فون آیا تھا۔"

"اور تم نے بتا دیا، میں یہاں ہوں۔"

"تو کیا نہ بتاتا؟" وہ حیرت سے پوچھنے لگا۔

"ہاں، کیونکہ مجھے اب وہاں نہیں جانا۔"

وہ پریشانی سے اسے دیکھنے لگا۔ "تمہارا اور ابراہیم بھائی کا کوئی جھگڑا ہوا ہے؟"

"ہاں اور کیوں، کیسے، ان سب کے بارے میں مجھے کوئی بات نہیں کرنی۔ ڈیڈی نے میری شادی کروا کر مجھے گھر سے نکال دیا۔ میں جیوں یا مروں، کسی کو کوئی مطلب نہیں۔ مجھے اس جہنم میں بھیج کر خود سیر سپاٹوں میں مصروف ہو گئے ہیں۔"

تب ہی دروازہ وا ہوا اور سمیرا کا چہرہ نظر آیا

"ابراہیم بھائی آئے ہیں۔"

"نہیں یہاں بھیج دو۔"



"علی! میں ان سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتی اور نہ میں واپس جاؤں گی۔" اس نے انگلی اٹھا کر اسے متنبہ کیا۔ تب ہی دروازہ کھلا تھا۔ اسے دیکھ کر ملائکہ نے غصے سے منہ موڑ لیا۔ جبکہ علی بڑے تپاک سے ابراہیم سے ملا تھا۔

"کیا ہوا ابراہیم بھائی! کوئی جھڑپ ہوگئی کیا؟" ابراہیم نے ایک نظر اسے دیکھا جو مسلسل منہ موڑے ہوئے تھی۔

"کچھ نہیں یار! پاپا کی طبیعت خراب تھی، میں اپ سیٹ تھا۔ بس غصے میں کچھ ڈانٹ دیا۔ یہ ناراض ہو کر یہاں آگئیں۔"

"ڈانٹا۔" اس نے غصے سے دُہرایا۔ "انہوں نے میری انسلٹ کی ہے۔"

"گرو اَپ بجو! اتنی سی بات پر کوئی گھر سے آجاتا ہے۔"

"شٹ اَپ علی! تم میرے معاملے میں مت بولو۔ مجھ سے اب تک کبھی کسی نے ایسے بات نہیں کی۔ میں ڈیڈی کے آنے تک کہیں نہیں جاؤں گی۔ پلیز اب آپ دونوں میرے کمرے سے نکل جائیں۔" علی نے ناگواری سے بہن کو دیکھا، ابراہیم کے ساتھ اس طرح کا سلوک اسے بالکل اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

"علی پلیز! اگر تم مائنڈ نہ کرو تو میں ملائکہ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

"مجھے کوئی بات نہیں کرنی۔" وہ چیخی، لیکن علی باہر نکل گیا تھا۔ ابراہیم نے ٹراؤزر کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتے ہوئے بغور اسے دیکھا۔

"میں نے فیصلہ کرلیا ہے کہ میں تمہیں ڈائیورس دے دوں۔" ملائکہ اسے دیکھنے پر مجبور ہوگئی تھی۔ "وکیل سے پیپرز تیار کروانے میں کچھ دن لگیں گے۔ اتنے دن تمہیں میرے ساتھ رہنا ہوگا، مجبوری ہے۔" وہ کندھے اچکا کر بولا۔

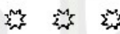
وہ کتنی دیر جانچتی نظروں سے اسے دیکھتی رہی، جبکہ وہ اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہا تھا۔

"میں گاڑی میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔"

اس کے جاتے ہی وہ فتح مندی کے احساس سے مغلوب ہو کر کھل کر مسکرائی تھی۔

"میرے سامنے اچھے اچھوں کو گھٹنے ٹیکنے پڑتے ہیں، تم کیا چیز ہو ابراہیم فیروز!" وہ بیڈ سے اتر آئی تھی۔ "کاش! میں یہ قدم پہلے اٹھا لیتی، دو ماہ کی اذیت سے تو بچ جاتی، خیر اب بھی کچھ نہیں بگڑا۔"

وہ گیٹ سے باہر نکلتے ہوئے سوچ رہی تھی، گاڑی کے پاس ابراہیم، علی کے ساتھ کھڑا باتیں کر رہا تھا۔ اس کو آتا دیکھ کر ابراہیم خاموش ہوگیا۔ علی نے اس سے کوئی بات نہیں کی تھی، جس کا مطلب تھا وہ ناراض ہے، اس نے بھی پروا نہیں کی، وہ جانتی تھی، آنے والے وقت میں اس کے فیصلے سے بہت سے اپنے ناراض ہونے والے ہیں۔



اس دن کے بعد ابراہیم جو تھوڑی بہت اس سے بات کرلیتا تھا۔ اس نے وہ بھی چھوڑ دی۔ لیکن اس نے دوبارہ کوئی ہنگامہ نہیں کیا تھا۔ اس کی وجہ بھی ابراہیم تھا۔ اس نے ابراہیم کو وکیل سے بات کرتے ہوئے سنا تھا اور اسے اندازہ ہوگیا کہ اس نے اس دن جو طلاق دینے کی بات کی تھی، وہ اس پر عمل کر رہا ہے، ویسے بھی اسے اس کے ساتھ رہتے تین ماہ سے زیادہ کا عرصہ ہوگیا تھا۔ اور اسے ناپسند کرنے کے باوجود اسے اس بات کا اقرار تھا کہ وہ بہت شریف انسان ہے، جو کچھ اندیشے اسے ابراہیم کو لے کر تھے، وہ بھی ختم ہوگئے تھے۔

وہ یہ خوش خبری فراز کو سنانا چاہتی تھی، لیکن اس کا موبائل آف تھا۔ اس نے حنا کو فون کیا تھا۔

"تم زندہ ہو۔" اس کی آواز سنتے ہی حنا چیخی تھی۔

"زندہ ہوں تو بول رہی ہوں، میں نے تو تمہارا افسوس کرنے کے لیے فون کیا تھا۔"

"شٹ اَپ۔ میں نے کتنی دفعہ فون کیا، تم ہی دستیاب نہیں ہوتیں۔"

سوری یار! فون میں گڑبڑ تھی، تم سناؤ چکر ہی لگا لیتا

تھا۔"

"میں تو تمہاری طرف آنے کا سوچ رہی تھی' لیکن وہ مما کی کزن آ گئیں' اپنے بیٹے کے ساتھ اور خیر سے پسند بھی کر گئیں۔"

"واقعی!" حنا کی اطلاع پر وہ بے ساختہ خوش ہو گئی۔ "شکر ہے تم بھی ٹھکانے لگو گی' ورنہ میں سوچ رہی تھی میں دوسری شادی بھی کر لوں گی اور تم ایک منگنی بھی نہیں کروا سکیں۔" اس کی بات سن کر حنا خاموش ہو گئی تھی۔

"ہیلو!" مسلسل خاموشی پر ملائکہ کو بولنا پڑا۔

"تم ابھی تک وہیں اٹکی ہو۔"

"فراز کہاں ہے؟ میں کتنی دن سے اس کا موبائل ٹرائی کر رہی ہوں۔"

"وہ ملتان گیا ہے اپنی فیملی کے ساتھ۔ صالحہ کی ممی کی طبیعت خراب ہے۔"

ملائکہ کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گئی۔ "اس نے مجھے بتایا بھی نہیں۔"

"ایک تو وہ ایمرجنسی میں گیا ہے' دوسرا شاید تم نے اسے فون سے منع کیا تھا۔ مجھے کہہ گیا تھا' تمہیں بتا دوں۔"

"ہوں!" وہ بے خیالی میں بولی۔

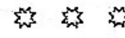
"تم بتاؤ' کیا حال ہے؟"

"کچھ نہیں۔ آج ڈیڈی' ممی کی دعوت کی تھی۔ پرسوں ڈیڈی' چاچو' ممی اور علی' عمرہ کرنے جا رہے ہیں؟"

"مبارک ہو' تم نہیں جا رہیں۔"

حنا کے پوچھنے پر وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑی۔ "مجھے کسی نے پوچھا ہی نہیں۔"

"چلو کوئی بات نہیں' تم اپنے ہزبینڈ کے ساتھ جانا۔" حنا کے کہنے پر وہ ہنس پڑی تھی۔



وہ فیروز صاحب کی پیکنگ کر کے آئی تو ابراہیم اس کا ہی منتظر تھا۔

"اپنی پیکنگ کر لو' صبح ہماری فلائٹ ہے اسلام آباد کی۔" اس نے چونک کر ابراہیم کو دیکھا۔

"اسلام آباد' لیکن کیوں؟"

"مجھے وہاں ضروری کام ہے' دو مرا پرسوں پاپا اور انکل بھی چلے جائیں گے' نوکروں کو کل سے چھٹی دے دینی ہے' مجھے وہاں پتا نہیں کتنے دن لگتے ہیں' تم اکیلی کہاں رہو گی؟" وہ اب بیڈ پر بالکل اس کے سامنے بیٹھ گیا تھا۔

"مجھے اسلام آباد نہیں جانا' میں حنا کی طرف چلی جاؤں گی۔"

"کسی دوست کے گھر جا کر رہنا برا لگتا ہے اور دوسرا میں سیٹ کنفرم کروا چکا ہوں اور ویسے بھی وہاں لائزے سے بھی ملنا ہے۔"

آخر میں اس نے اسے لالچ دیا تو وہ چپ ہو گئی۔ واقعی اکیلے رہنا تو ذرا مشکل تھا اور پھر کچھ دنوں کی بات تھی۔ تفریح ہی ہو جائے گی۔ اس نے سوچا اور مطمئن ہو گئی۔

اسلام آباد ایئر پورٹ پر اترتے ہی ٹھنڈی ہوا نے اس کا استقبال کیا تھا۔ ٹیکسی میں بیٹھے وہ غائب دماغی سے باہر دیکھنے لگی۔ اور چونکی تب جب ٹیکسی رکی' اس نے چونک کر باہر دیکھا۔ وہ کوئی نئی آبادی تھی' کہیں کہیں مکان تھے' وہ بھی ایک مکان کے آگے کھڑے تھے۔ ابراہیم اتر چکا تھا' وہ بھی حیرت کے ساتھ اتری۔ ٹیکسی ڈرائیور نے دونوں ٹرالی نکال کر دروازے کے آگے رکھیں۔ ابراہیم اسے کرایہ دے کر اس کی طرف مڑا۔

"یہ کون سی جگہ ہے۔ ہم تو ہوٹل میں رکنے والے تھے۔"

"ہاں' وہاں بکنگ نہیں ہو سکی' یہ میرے فرینڈ کا گھر ہے۔"

وہ لاک کھولتے ہوئے بولا۔ دروازہ کھول کر وہ ٹرالی تھام کر اندر داخل ہو گیا' جبکہ وہ ابھی تک نا سمجھی کی کیفیت میں تھی۔ اندر داخل ہوتے ہی ایک چھوٹا سا لیکن صاف ستھرا کمرہ تھا' جس میں صوفہ اور

ٹی وی تھا۔ ابراہیم دائیں طرف بنے کمرے میں داخل ہوا تو وہ بھی اس کے پیچھے چلی آئی' وہ یقیناً "بیڈ روم" تھا۔ کمرے کے بائیں طرف ڈبل بیڈ اس کے سامنے ڈریسنگ ٹیبل' دائیں طرف دیوار گیر الماری اور کمرہ ختم۔ وہ پریشانی سے ہر چیز دیکھ رہی تھی۔ ٹرالی رکھنے کے بعد وہ جونہی مڑا' اس کی نظر ملائکہ پر پڑی' جو دروازے کے عین بیچ حیران پریشان کمرے کا جائزہ لے رہی تھی۔

"گھر پسند آیا؟" ملائکہ نے اسے ایسے دیکھا جیسے اس کا دماغ چل گیا ہو۔

"یہ گھر ہے یا ڈربہ' میرا تو دم گھٹ رہا ہے۔" اسے واقعی لگ رہا تھا اس کا سانس بند ہو رہا ہے' وہ واپس لاؤنج میں نکل آئی' ابراہیم اس کے پیچھے آیا تھا۔

"میں یہاں نہیں رہ سکتی' آپ مجھے واپس بھیج دیں۔"

وہ صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ رکھے اسے دیکھ رہا تھا۔

"ابھی تو یہ پاسبل نہیں' تمہیں یہ پسند آئے یا نہ آئے' رہنا تو یہیں ہے۔" اب وہ اٹھ کر ٹی وی لگا رہا تھا۔ "تم ٹی وی دیکھو' میں ذرا کھانے کا انتظام کر کے آتا ہوں۔"

وہ کہہ کر باہر نکل گیا' تو اس نے ایک بار پھر تفصیلی نظریں دوڑائیں' ان دو کمروں کے علاوہ تیسرا کمرہ کوئی نہیں تھا' وہ ابھی جس جگہ پر کھڑی تھی' وہ چھوٹا سا کچن تھا' جو شروع ہونے سے پہلے ختم ہو جاتا تھا۔ وہ رو نکھی ہو رہی تھی۔

ذہنی اور جسمانی طور پر اتنی تھک چکی تھی کہ کب اس کی آنکھ لگی' اسے پتا ہی نہیں چلا۔ جب وہ واپس آیا تو وہ صوفے پر ٹانگیں سمیٹے سو رہی تھی۔ وہ بریانی پلیٹوں میں ڈال کر لاؤنج میں آ گیا۔ اس نے سرسری سی نظر اس کے سوئے وجود پر ڈالی اور کچھ لمحوں کے لیے اس کی نظریں جیسے اس پر ٹھہر سی گئیں۔ وہ سوئی ہوئی کتنی معصوم لگتی تھی اور جب جاگتی تھی تو ان آنکھوں اور زبان سے کتنے شعلے نکلتے تھے جو صرف اس کے لیے نکلتے تھے اور اسے ہی جھلساتے تھے۔

اس نے اگر اپنی زندگی میں کسی لڑکی سے محبت کی تھی تو وہ یہ تھی اور اگر کسی سے نفرت کی تھی تو بھی وہ یہ تھی۔ اس نے ٹی وی کا والیوم فل کر دیا۔ وہ ایک دم ہڑبڑا کر اٹھی تھی۔ اس نے نا سمجھی سے اچانک اٹھنے کی وجہ تلاش کی۔ نظریں سامنے بیٹھے ابراہیم پر رک گئیں جو پورے انہماک سے بریانی کھانے میں مصروف تھا۔ بریانی کی خوشبو نے اس کی بھوک چمکا دی تھی۔ اس نے للچائی نظروں سے گرم بھاپ اڑاتی بریانی کو دیکھ کر ابراہیم کو دیکھا۔ لیکن وہ ٹی وی دیکھ رہا تھا۔ خود سے کہنا اس کو اپنی بے عزتی کے مترادف لگا تھا' اور بھوک بھی لگی تھی۔

"کھانا کھا لو کہ باقاعدہ انویٹیشن دینا ہو گا۔" اس کے انداز نے اسے غصہ چڑھا دیا۔

"مجھے بھوک نہیں۔" ابراہیم نے ٹی وی سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا اور کندھے اچکا کر کھڑا ہو گیا۔ وہ پیپسی کا گلاس لے کر واپس آیا تو وہ اسی طرح بیٹھی تھی۔

"رات کو کھانا لیٹ ملے گا اور گھر میں کچھ بھی نہیں' بہتر یہی ہے کہ تم غصہ کھانے کے بجائے بریانی کھا لو' کافی مزے کی ہے۔" وہ پیپسی پینے کے ساتھ بڑے غور سے اسے بھی دیکھ رہا تھا۔

اسے واقعی بہت بھوک لگی تھی۔ اس نے پہلی بار ضد کو پس پشت ڈال کر پلیٹ اٹھالی۔

اس کو چائے کی شدید طلب ہو رہی تھی۔ شام کے ساتھ سردی بھی بڑھ رہی تھی۔ وہ پلیٹ ٹیبل پر رکھ کر بیڈ روم میں آئی' تو وہ بڑے مزے سے بیڈ کے درمیان پھیل کر لیٹا تھا۔ وہ بیٹھنے کے لیے جگہ ڈھونڈنے لگی' وہاں صوفہ نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ وہ نیم وا نظروں سے اس کا ہی جائزہ لے رہا تھا۔

"پلیٹیں دھو آئی ہو؟" اس کی بات سن کر وہ اچھل پڑی تھی۔

"اس میں حیران ہونے والی کیا بات ہے؟"

"میں نے کبھی برتن نہیں دھوئے۔" وہ اب اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔

"یہاں تمہیں بہت سے ایسے کام کرنے ہوں گے جو تم نے پہلے نہیں کیے' مجھے دس بجے ایک کلائنٹ سے ملنے جانا تھا۔ دس بجے میرا بریک فاسٹ ریڈی ہونا چاہیے۔ یہاں صرف دو کمرے ہیں' جن کی صفائی بھی تمہیں کرنی ہے' وہ بھی جھاڑو سے' اس میں باتھ روم بھی شامل ہے' میں دوپہر کو تین بجے آؤں گا' کھانا بھی تمہیں تیار کرنا ہے اور رات کو بھی۔"

وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اب تک تو اسے صدمے سے بے ہوش ہو جانا چاہیے تھا' لیکن وہ صحیح سلامت کھڑی تھی۔

"آپ کو کیا لگتا ہے میں ایسا کچھ کروں گی۔" وہ غصے سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

"مجھے لگتا نہیں' مجھے یقین ہے' تم یہ سب کرو گی۔" وہ بہت پُرسکون انداز میں بولتا ہوا دوبارہ لیٹ گیا۔

"یہ سب کچھ کرتی ہے میری جوتی۔ میں نے آرام سے ایک دو باتیں کیا مان لیں' آپ نے مجھے اپنی بیوی ہی سمجھ لیا ہے۔" وہ غصے میں بلا سوچے سمجھے بول گئی تھی اور ابراہیم کا قہقہہ بے ساختہ تھا' غصے میں بھی وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی' اس نے پہلی بار ابراہیم کو اس طرح کھل کر ہنستے دیکھا تھا۔

"میں سمجھا نہیں۔ تم میری بیوی ہی ہو۔"

"میں آپ کو پہلے ہی بتا چکی ہوں' میں آپ کی بیوی نہیں۔" وہ غصے سے مٹھیاں بھینچ کر بولی۔ "میں اب بالکل یہاں نہیں رہوں گی۔ مجھے یہاں ڈیڈی اور چاچو سے دور لا کر آپ کیا سمجھ رہے ہیں' مجھے ڈرا سکتے ہیں۔" وہ اپنے ہینڈ بیگ کی تلاش میں نظریں دوڑاتے ہوئے بولی۔

وہ جو چت لیٹا تھا کروٹ بدل کر بڑی دلچسپی سے اس کی حرکات دیکھنے لگا۔ ہینڈ بیگ کھول کر اسے جھٹکا لگا تھا۔ کرنسی اور موبائل دونوں غائب تھے۔ اس نے پاگلوں کی طرح سارا بیگ کھنگال ڈالا اور اگلے ہی پل اس نے سارا بیگ الٹ دیا۔ وہاں کچھ ہوتا تو نکلتا' اس نے بڑی بے یقینی سے ابراہیم کی طرف دیکھا۔

"میرے روپے' میرا موبائل آپ نے نکالا ہے۔" اس نے مسکرا کر سر ہلایا تھا۔

"آپ نے مجھے چیٹ کیا ہے۔" وہ اب بھی بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی' ایک کے بعد دوسرا پھر تیسرا آنسو اس کی آنکھ سے نکلا تھا۔ وہ کتنی دیر خاموشی سے آنسو بہاتی رہی' وہ اسی طرح لیٹا اسے دیکھتا رہا' اس نے چپ نہیں کروایا تھا۔ پھر اس نے آنسو صاف کیے اور اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"میں جا رہی ہوں۔" اس کی اطلاع پر ابراہیم نے کچھ نہیں کہا تھا۔ بس دوبارہ پہلے والی پوزیشن میں چلا گیا تھا۔ وہ تیزی سے باہر نکلی' لیکن ایک اور جھٹکا اس کا منتظر تھا۔ دروازہ اس کی قسمت کی طرح بند تھا۔ وہ وہیں بیٹھ کر زور زور سے رونے لگی۔ اسے یاد نہیں آ رہا تھا' وہ کبھی زندگی میں اس طرح اور اتنا زیادہ روئی ہو۔ اسے روتے ہوئے دس منٹ گزر گئے تھے۔ اب تو آنسو بھی خشک ہو گئے تھے اور ہچکی بندھ گئی تھی' جب ابراہیم کمرے سے نکل کر اس کے سامنے دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا' اس نے نظریں اٹھا کر نہیں دیکھا تھا۔

"یہاں سے باہر نکلنے کا اور کسی سے رابطہ کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں۔ یہاں مالک میں ہوں' اگر تمہیں یہاں سے جانا ہے اور مجھ سے آزادی حاصل کرنی ہے تو جتنے دن ہم یہاں ہیں' تمہیں وہی کرنا ہوگا جو میں کہوں گا۔" وہ اب دو زانو ہو کر اس کے بالکل سامنے بیٹھ گیا تھا۔

"اگر تم صحیح سلامت یہاں سے جانا چاہتی ہو تو میری ہر بات ماننا ہو گی۔" اس نے بڑی مشکل سے دکھتی پلکوں کو اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ اس کے بہت قریب بیٹھا اپنی نیلی آنکھیں اس پر گاڑے بیٹھا تھا۔ اسے اپنی بے بسی پر ایک بار پھر بہت رونا آیا تھا۔

ابراہیم نے ہاتھ بڑھا کر اس کے آنسو صاف کیے' اسے جیسے کرنٹ لگا تھا۔ اس نے جھٹکے سے اس کا ہاتھ پیچھے کیا' لیکن ابراہیم کا ردعمل اس کی توقع کے برعکس تھا۔ اس نے دونوں ہاتھوں میں اس کا چہرہ مضبوطی سے

تھا اتھا۔

"میرے ساتھ رہنے کی ایک کنڈیشن یہ بھی ہے تو بدتمیزی، جتنی بدتمیزی میں نے برداشت کرنا تھی کرلی ہے، اب اور نہیں۔ اب اٹھ جاؤ، اور ایک اچھی لڑکی کے طور طریقے اختیار کرو۔"

اس نے اسے بازو سے پکڑ کر زبردستی کھڑا کیا۔

"یہاں سے مارکیٹ دور ہے، میں کچھ دن کا سامان اکٹھا لے آتا ہوں۔ میرے آنے تک برتن دھلے ہوں، اور ہاں۔" وہ جاتے جاتے مڑا، "کوئی الٹی سیدھی حرکت مت کرنا، تمہیں ہی نقصان ہوگا۔"

باہر نکلتے ہی اس نے دروازہ لاک کردیا تھا۔ وہ کتنی دیر وہیں کھڑی رہی، لیکن سردی اتنی زیادہ تھی کہ وہ اپنی جگہ سے ہلنے پر مجبور ہوگئی تھی۔ کمرے میں آکر اس نے سب سے پہلے موبائل کی تلاش شروع کی، بیڈ کے نیچے میٹرس کے نیچے الماری میں جو بالکل خالی تھی، وہ نڈھال ہو کر بیڈ پر گر گئی۔ وہ اب تک ابراہیم کو بہت آسان لے رہی تھی۔ سب کچھ اس کی مرضی کے مطابق ہو رہا تھا۔ ابراہیم کا یہ روپ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔

"تو کیا وہ اس سے بدلہ لے رہا ہے؟" وہ چھت کو گھورتے ہوئے سوچنے لگی۔ ذہن میں اس کی ابھی ابھی کہی ہوئی باتیں گونجنے لگیں، تو وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ وہ اسے سازش کے تحت یہاں لے کر آیا تھا۔ اور وہ اس سازش کا شکار ہو چکی تھی۔ وہ ڈھیلے ڈھالے انداز میں چلتی ہوئی اس کچن نما ڈربے میں آئی تھی، دو پلیٹیں، دو گلاس اور چمچے تھے، لیکن ان کو صاف کرتے ہوئے بھی وہ رو پڑی۔

"ڈیڈی!" اس نے بے ساختہ انہیں یاد کیا تھا۔

ایک گھنٹے بعد وہ واپس آیا تھا، چیزوں سے لدا پھندا شاپرز لاکر اس نے کچن کے کاؤنٹر پر رکھے، وہ اس کے پیچھے آئی تھی۔

"گڈ! برتن صاف ہوگئے؟" وہ سنک دیکھ کر بولا۔ "لیکن ایک غلطی ہے، نیکسٹ ٹائم برتن دھو کر ان کو پہلے ٹاول سے خشک کرو، پھر انہیں رکھو۔"

ملائکہ نے بے زاری نظر اس پر ڈالی۔ "مجھے ان کاموں کی عادت نہیں۔"

"جانتا ہوں۔ اینی وے یہ گروسری ہے۔ اس شاپر میں ویجی ٹیبل، اس میں میٹ اور یہ فرزن ان — کباب ہیں، ان کو صرف فرائی کرنا ہے۔ کل مجھے گوبھی گوشت کھانا ہے۔"

ملائکہ نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا، لیکن پھر خود ہی کل کی کل دیکھی جائے گی سوچ کر منہ بند کرلیا۔

"پزا لایا ہوں، تمہیں پسند ہے؟" اس نے صرف پوچھا تھا، جواب جاننے کی کوشش نہیں کی۔ وہ ایک پیس پلیٹ میں نکال کر صوفے پر بیٹھ گئی۔

"ایک کپ چائے ملے گی؟" ملائکہ نے ایک خاموش نظر اس پر ڈالی اور کچن میں آگئی۔ ابھی اس نے قہوہ کے لیے پانی رکھا تھا، جب وہ اس کے پیچھے آگیا۔

"میں نے سوچا، پتا نہیں چائے بنانی بھی آتی ہے یا نہیں۔" اس کے طنز کو ملائکہ نے خون کے گھونٹ کی طرح پی لیا تھا۔ وہ اب شیلف سے ٹیک لگائے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"مجھے چائے بنانی آتی ہے۔" اسے مسلسل وہاں جمے دیکھ کر وہ جھنجلا کر بولی۔

"وہ تو میں دیکھ رہا ہوں۔ مجھے ڈر ہے، کہیں مجھ سے جان چھڑانے کے لیے تم اس میں زہر نہ ملادو۔"

"کاش!" وہ زیر لب بولی۔

چائے کے دوران ان دونوں نے آپس میں کوئی بات نہیں کی تھی۔ وہ صوفے پر نیم دراز تھا۔ ریموٹ اس کے سینے پر رکھا تھا۔ اس نے غور سے اسے دیکھا، اس کی آنکھیں بند تھیں۔ شاید وہ سو گیا تھا۔ رونے کی وجہ سے اس کی آنکھیں اور سر دونوں بھاری ہو رہے تھے۔ وہ کپ دھو کر کمرے میں آئی، نرم بستر پر لیٹ کر گرم کمبل لیتے ہی جیسے سکون ملا تھا۔ وہ ابھی کچھ سوچنا نہیں چاہتی تھی، صرف سونا چاہتی تھی اور کچھ دیر بعد ہی وہ گہری نیند میں تھی۔

★★★

رات کا جانے کون سا پہر تھا جب پیاس کا احساس ہوا تھا، بے چین ہو کر اس نے کروٹ بدلی تو ہاتھ کسی چیز

گھبرایا تھا۔ اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا کمرے میں پھیلی نائٹ بلب کی روشنی میں نظر آتا ابراہیم کا چہرہ اس کے بے حد قریب تھا۔ اس کے منہ سے نکلنے والی چیخ بے ساختہ تھی۔ دوسری طرف ابراہیم ہڑبڑا کر اٹھا تھا۔

"کیا ہوا؟" اس نے ہاتھ بڑھا کر بٹن آن کیا۔ وہ بیڈ سے اتر چکی تھی اور گہرے سانس لیتے ہوئے ابراہیم کو دیکھ رہی تھی۔ اس کا جسم ہلکے ہلکے کانپ رہا تھا۔ وہ خود نہیں جانتی تھی ڈر کے مارے یا سردی کے مارے۔

"کیا ہوا ہے؟" وہ اب بھی اس کے چیخنے پر حیران تھا۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔"

"سو رہا ہوں۔"

"لیکن یہاں کیوں؟"

"پھر کہاں سوؤں؟" وہ سارے جہان کی معصومیت لیے اس سے پوچھ رہا تھا۔

"آپ وہاں صوفے پر سو رہے تھے۔"

"مجھے وہاں ڈر لگ رہا تھا۔" اور ملائکہ کو سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ وہ اسے تنگ کر رہا ہے۔

"دیکھیں پلیز۔ یہ مذاق کا وقت نہیں۔ میرے سر میں درد ہے۔ مجھے نیند بھی آ رہی ہے' آپ باہر جا کر سوئیں۔"

"میرا بھی اس وقت مذاق کا کوئی موڈ نہیں' میں پہلے بھی بتا چکا ہوں' مجھے بیڈ کے علاوہ کہیں نیند نہیں آتی' دوسرا یہاں ایک ہی کمبل ہے۔" وہ دوبارہ لیٹ گیا۔

"سردی بہت زیادہ ہے' تم نے سویٹر بھی نہیں پہنا' بیمار ہو جاؤ گی' یہاں آ جاؤ میرے پاس۔" اس کو پاس بلاتے ہوئے اس کا لہجہ بہت نرم ہو گیا تھا۔

اس نے ایسی کوئی بات نہیں کی تھی' لیکن وہ نروس ہو گئی۔

"میں سب سمجھ رہی ہوں۔" وہ جب بولی تو اس کی آواز کانپ رہی تھی۔ "پہلے مجھے دھوکے سے یہاں لائے' ہوٹل میں کمرہ ہو گا' لیکن مجھے تنگ کرنے کے لیے آپ مجھے اس ڈربے میں لے آئے' میں اس جیل سے نکل نہ جاؤں۔ آپ نے میرے پیسے اور موبائل نکال لیا' باہر جاتے ہیں تو ڈبل لاک کر جاتے ہیں۔ مجھے کھانا بنانا نہیں آتا۔ میں نے کبھی برتن نہیں دھوئے' لیکن آپ یہ سب کچھ مجھ سے کروانا چاہتے ہیں اور اب یہ..." اس نے انگلی سے بیڈ کی طرف اشارہ کیا۔

آنسوؤں کا اتنا غلبہ تھا کہ اگلا جملہ منہ میں ہی رہ گیا۔ وہ مزید بات کیے بغیر باہر نکل آئی۔ لاؤنج میں آ کر وہ صوفے پر بیٹھ گئی اور ٹانگیں سمیٹ کر ٹھوڑی ان پر ٹکا دی۔ نہ جسم پر سویٹر تھا اور نہ گرم شال' سردی کے مارے اس کے دانت بجنے لگے تھے۔

کافی دیر وہ خود پر ضبط کرتی رہی' اسے امید تھی' وہ اسے منانے ضرور آئے گا' لیکن کتنی دیر گزرنے کے باوجود وہ نہیں آیا۔ تو اس کے آنسو نکل آئے' اس کو لگ رہا تھا وہ بس مرنے والی ہے' تب ہی روتے ہوئے اس کی نظر ہیٹر پر پڑی۔

بڑی مشکل سے وہ اپنی اکڑتی ٹانگوں کو حرکت دے کر کچن تک آئی تھی' ماچس لے کر وہ ہیٹر کے پاس آ گئی۔ ہیٹر جلا کر وہ اس کے بالکل قریب بیٹھ گئی۔ چہرہ اس نے بالکل ٹانگوں میں چھپا لیا تھا۔ تب ہی دور سے اذان کی آواز آنے لگی اور پھر اس نے کمرے سے کھٹر پٹر کی آواز سنی' جس کا مطلب تھا وہ نماز کے لیے اٹھ گیا ہے۔ دس منٹ بعد اس نے دروازہ کھلنے اور قدموں کی آواز سنی جو اس کے بالکل قریب آ کر رک گئی تھی۔

"اندر جا کر سوؤ۔"

اس کے کہنے پر بھی نہ وہ ہلی تھی' نہ سر اٹھایا تھا۔

"میں تم سے کہہ رہا ہوں۔" اس نے اسے بازو سے تھام کر کھڑا کیا۔ ایک دم کھڑے ہونے سے اس کی چیخ نکل گئی تھی۔ تکلیف کے احساس سے اس کی آنکھ سے آنسو نکل آئے تھے۔

"جانور ہیں آپ۔"

"جانور دیکھے ہیں کبھی قریب سے؟" اس نے ایک دم اسے دونوں بازوؤں کے گھیرے میں لے کر خود سے قریب کر لیا تھا۔ اس کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔ اس نے دونوں ہاتھ اس کے سینے پر رکھ کر

اسے دھکا دے کر پیچھے کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اس کوشش میں وہ کچھ اور قریب چلی گئی تھی۔

"جو کسی کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ وہ انسان نہیں ہوتے۔"

"یہ بات میری آنکھوں میں دیکھ کر کہو۔" اس کے برعکس وہ بڑے رومانٹک موڈ میں کہہ رہا تھا۔

"مجھے آپ کی آنکھیں سخت ناپسند ہیں۔" وہ دائیں طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

"لیکن مجھے تو تمہاری آنکھیں بہت پسند ہیں۔"

اس نے بہت نرمی سے اس کی آنکھوں کو چوما تھا۔

یہ سب اتنا اچانک اور غیر متوقع تھا کہ وہ بے اختیار اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔ وہ ایک بار پھر اس کے چہرے پر جھکا تھا' لیکن اب کی بار وہ پورا زور لگا کر اس کے حصار سے نکلی تھی۔

"ڈونٹ ٹچ می۔ آئی ہیٹ یو۔" وہ بھاگتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ جبکہ وہ ہونٹ بھینچے بند دروازے کو دیکھتا رہا۔ بڑی زور سے دروازہ بجایا گیا تھا۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھی تھی۔ اس نے خوف زدہ نظروں سے دروازے کو دیکھا۔ دروازہ مسلسل بج رہا تھا۔ اس کی مستقل مزاجی پر اسے اٹھ کر دروازہ کھولنا پڑا۔ وہ دروازہ کھول کر سائیڈ پر ہوگئی تھی۔ اس نے اس کی طرف نہیں دیکھا۔ پر وہ جانتی تھی وہ غصے میں ہے۔ اس نے جا کر پہلے اپنے کپڑے نکالے اور باتھ روم میں گھس گیا۔ کافی دیر بعد وہ باہر نکلا تھا۔

"مجھے باہر جانا ہے۔ جلدی سے بریک فاسٹ ریڈی کرو۔" وہ حکم دے کر باہر نکل گیا۔ جبکہ وہ اپنے کپڑے لے کر باتھ روم میں گھس گئی۔

گرم پانی سے نہانے کے بعد وہ ایک دم ترو تازہ ہوگئی تھی۔ جب وہ باہر آئی۔ وہ خود کچن میں کچھ کرنے میں مصروف تھا۔ لگتا تھا باہر جانے کی کچھ زیادہ جلدی تھی۔ آہٹ پر اس نے مڑ کر دیکھا اور اس پر نظر پڑتے ہی وہ پورے کا پورا گھوم گیا تھا۔

"میں نے تمہیں منع کیا تھا۔ یہ کپڑے مت پہنا کرو۔" اس نے انگلی اٹھا کر اس کی طرف اشارہ کیا' جس نے جینز کے اوپر سویٹر پہن رکھا تھا۔

"میں نے آپ سے کہا تھا' میں ایسے کپڑے ہی پہنتی ہوں اور مجھے یہی اچھے لگتے ہیں۔"

"مجھے اچھے نہیں لگتے۔ جاؤ اور بدل کر آؤ۔"

ملائکہ نے ایک نظر اسے دیکھا اور صوفے پر جا کر بیٹھ گئی' جس کا مطلب تھا نہیں۔

ابراہیم نے دانت پر دانت جما کر اسے دیکھا اور کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ ملائکہ کا خیال تھا وہ کچھ بولے گا' ڈانٹے گا' طنز کرے گا' لیکن وہ کچھ کہے بغیر کمرے میں چلا گیا تھا۔ کچھ دیر تو وہ بیٹھی رہی' پھر تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر اندر گئی تھی۔ اس کا بیگ بیڈ پر کھلا پڑا تھا اور آدھے سے زیادہ کپڑے غائب تھے۔ وہ تیزی سے چلتی ہوئی آگے بڑھی۔ دھواں اور جلنے کی بو باتھ روم سے آرہی تھی۔ وہ تیزی سے آگے بڑھی۔ باتھ روم کے دروازے کے آگے وہ ساکت ہوگئی تھی۔ اس کے سارے کپڑے آگ کی لپیٹ میں راکھ ہو رہے تھے' جبکہ وہ بڑے اطمینان کے ساتھ آگ کے شعلوں کو دیکھ رہا تھا' جب آگ دھیمی ہو کر راکھ میں تبدیل ہونے لگی تو اس کی طرف مڑا۔

"اب پہن کر دکھاؤ۔" اس کا انداز چیلنج کرتا ہوا تھا۔ اس نے بازو سے پکڑ کر اسے سائیڈ پر کیا اور باہر نکل گیا۔

دروازہ بند ہونے کی آواز آئی تھی' جس کا مطلب تھا وہ جا چکا ہے۔ وہ بے جان ہوتی ٹانگوں کے ساتھ بیڈ پر بیٹھ گئی۔ خوف کے احساس نے اسے بالکل مفلوج کر دیا تھا۔ اتنا ڈر اس نے زندگی میں کبھی محسوس نہیں کیا تھا۔

آج تک وہ یہی سمجھتی رہی' وہ بہت بہادر ہے' لیکن وہ تو بہت کمزور تھی' بزدل تھی' اس کی بہادری اس کے باپ کی طاقت اور محبت تھی' حنا ٹھیک کہتی تھی اسے ہمیشہ محبت ملی تھی' شاید اس لیے اس کو کبھی احساس نہیں ہوا تھا کہ ٹھکرانے اور سخت رویے کا احساس کیا ہوتا ہے؟

اسے وہ سارے لوگ یاد آرہے تھے' جن کے رشتے

اس نے معمولی معمولی نقص نکال کر ریجیکٹ کیے تھے۔ "جس طرح اس نے آج اس کے کپڑے جلائے' میں اگر اس کو جلا دیا تو؟" اس نے بے ساختہ دونوں ہاتھوں سے اپنے بازوؤں کو چھوا' جیسے خود کو صحیح سلامت ہونے کا یقین کر رہی ہو۔ اگر وہ یہیں اسے چھوڑ کر چلا جائے وہ یہاں گھٹن سے مر جائے تو اس کی لاش اٹھانے والا بھی کوئی نہیں ہوگا' اس نے بے ساختہ جھرجھری لی تھی۔

"ڈیڈی!" اس نے بے ساختہ انہیں آواز دی تھی۔

"کیا ڈیڈی مجھے بھول گئے ہیں۔ انہوں نے ایک دفعہ بھی مجھے فون نہیں کیا۔" وہ خود سے باتیں کرنے لگی تھی' "لیکن میرا فون بھی تو اس کے پاس ہے۔" اس نے بے چینی سے اِدھر اُدھر دیکھا۔

ابراہیم کا یہ روپ اس کے لیے بہت پریشان کن تھا' یہ تو وہ سمجھ گئی تھی' وہ ایک سازش کے تحت اسے لے کر آیا تھا' اپنی بے عزتی کا بدلہ لینے کے لیے' اور اب وہ مکمل طور پر اس کے رحم و کرم پر تھی' وقت اور حالات کا تقاضا یہ ہی تھا کہ وہ جو کہے وہ وہی کرے۔ اس کے غصے کو ہوا دینا خود کو نقصان پہنچانے کے مترادف تھا۔

اس نے گہرا سانس لیا۔

"مجھے ذرا یہاں سے نکلنے دو ابراہیم! پھر تمہیں بتاؤں گی' میں چیز کیا ہوں۔"

وہ ابھی کچن میں کھڑی سوچ ہی رہی تھی' کیا پکائے' جب دروازہ کھلا اور وہ اندر آیا تھا۔ اس نے گھڑی کی طرف دیکھا۔ دو بج رہے تھے۔ وہ سیدھا کچن میں ہی آیا تھا۔ صاف ستھرا کچن اس بات کا ثبوت تھا کہ کچھ بھی نہیں پکا۔ اس نے ملائکہ کی طرف دیکھا تو وہ گھبرا کر جلدی سے بولی۔

"میں سوچ رہی تھی' کیا پکاؤں۔"

"میں کوشش کرتا ہوں' غصہ نہ کروں' لیکن تم کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتیں۔"

"آئی ایم سوری۔" وہ سر جھکا کر بولی' تو ابراہیم نے سر افسوس سے ہلایا اور کل کے لائے ہوئے شاپرز دیکھنے لگا۔

"اگر کھانا نہیں پکانا تھا تو پہلے بتا دیتیں۔ میں پک کر لے آتا۔ صبح ناشتا بھی نہیں کیا' اتنی بھوک لگی ہے۔" اسے واقعی کافی بھوک لگی تھی۔

"میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا' مجھے واقعی کھانا پکانا نہیں آتا۔ ڈیڈی کو میرا کام کرنا پسند نہیں تھا۔" اس نے بڑے فخر سے اطلاع دی۔

"میں جانتا ہوں' انہوں نے ہی تم کو بگاڑا ہے۔ لوگ بیٹیوں کو کھانا پکانا' گھر بنانا سکھاتے ہیں۔ لیکن انہوں نے تمہیں صرف بدتمیزی کرنا سکھایا ہے۔" وہ ایپرن پہنے کڑاہی چولہے پر رکھے جانے کیا کر رہا تھا۔ اس کی بات پر اسے حسبِ عادت غصہ تو بہت آیا تھا' لیکن کچھ دیر پہلے خود کو دیے ہوئے لیکچر کے پیشِ نظر خاموش ہو گئی' پھر ہمت کر کے اس نے وہ الفاظ ترتیب دیے جو وہ پچھلے چند گھنٹوں سے سوچتی رہی تھی۔

"آئی ایم سوری۔"

ابراہیم نے مڑ کر اسے دیکھا۔ "فار واٹ؟"

"میں نے رئیلائز کیا ہے کہ میں نے واقعی آپ کو بہت تنگ کیا ہے اور میں اس کے لیے بہت شرمندہ ہوں۔"

ابراہیم نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔ "لگتا تو نہیں کہ تم شرمندہ بھی ہو سکتی ہو۔"

وہ کہہ کر ہنسا تھا' وہ دل ہی دل میں تلملائی تو بہت تھی' لیکن اس نے خود سے وعدہ کیا تھا' خود کو پُرسکون رکھے گی۔

"میں تو سمجھا تھا کہ یہ معرکہ کافی لمبا ہوگا' لیکن تم نے تو بڑی جلدی ہار مان لی' یہ تو ابھی ٹریلر تھا' مووی تو ابھی باقی ہے۔"

"یہ سب جو ہوا وہ ٹریلر تھا؟" اس نے بڑی بڑی آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھا تو وہ محظوظ ہونے والی مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھنے لگا۔

"آپ اب کیا کرنے والے ہیں؟" اس نے ایسے پوچھا جیسے وہ بتا ہی دے گا۔



"کچھ ایسا جو تم نے سوچا بھی نہیں ہوگا۔" اس کی باتوں سے ملائکہ کو خطرے کی بو آئی تھی۔ اس نے دوبارہ سے خود کو خوشامد کے لیے تیار کیا۔

"اگر کوئی سوری کرے تو اسے معاف کر دینا چاہیے۔" ابراہیم نے کچھ حیرت سے اسے دیکھا۔

"چلو تم اتنا فورس کر رہی ہو تو میں تمہیں معاف کر دیتا ہوں۔"

"تھینک یو۔" وہ ایک دم بچوں کی طرح خوش ہو کر بولی۔ ابراہیم پوری طرح اس کی طرف گھوم گیا تھا۔

"آج تو تم مجھے حیران کرنے پر تلی ہو۔" وہ غور سے اسے دیکھنے لگا۔

"اب آپ نے مجھے معاف کر دیا ہے تو پھر پلیز مجھے گھر بھیج دیں۔"

"اوہ!" ابراہیم کی اوہ کافی معنی خیز تھی۔ "اچھا تو یہ سب گھر جانے کے لیے ہو رہا ہے۔"

"نہیں۔ میں سچ میں سوری کر رہی ہوں۔"

"سوری کا مطلب دوستی ہوتا ہے' اگر دوستی ہو گئی ہے تو گھر جانے کی کیا ضرورت ہے' یہاں انجوائے کرتے ہیں' مری میں برف باری ہو رہی ہے' وہاں چلتے ہیں۔"

ملائکہ کچھ دیر اسے دیکھ کر اپنے ضبط کا امتحان لیتی رہی۔

"میں ڈیڈی' مما' علی' چاچو سب کو بہت مس کر رہی ہوں۔"

اسے سچ مچ اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔

"لیکن ابھی لاہور جانے کا فائدہ نہیں' وہ ابھی واپس نہیں آئے۔"

"کوئی بات نہیں' مجھے گھر بھی یاد آ رہا ہے۔"

اب کی بار ابراہیم کھل کر مسکرا دیا تھا۔

"تم فیصلہ کر لو کون زیادہ یاد آ رہا ہے' گھر یا گھر والے؟"

"دونوں۔" اب آنسو اس کی آنکھوں سے باہر آ گئے تھے۔

سلاد بناتا ہوا ابراہیم کا ہاتھ ایک پل کے لیے رکا تھا' پھر وہ سر جھٹک کر دوبارہ کھیرا کاٹنے لگا۔

"یہاں کیا مسئلہ ہے' یہ بھی گھر ہے۔" ملائکہ نے روتے ہوئے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"یہ گھر ہے! مرغی کا ڈربہ بھی اس سے بڑا ہوتا ہوگا۔ میرا یہاں دم گھٹتا ہے' نہ میں باہر جا سکتی ہوں' نہ کسی سے فون پر بات کر سکتی ہوں' نہ اپنی مرضی سے کپڑے پہن سکتی ہوں اور مجھے آپ سے ڈر لگتا ہے۔ آج آپ نے میرے کپڑے جلائے ہیں' کل اگر آپ نے مجھے جلا دیا تو؟"

ابراہیم نے حیرت سے اسے دیکھا' لیکن وہ روتے ہوئے بولتی جا رہی تھی۔

"یہاں کوئی میرا نہیں' کوئی مجھ سے پیار نہیں کرتا' آپ بھی نہیں۔"

وہ اکثر جعفر صاحب سے کوئی بات منوانے کے لیے ایسے ہی بولتی تھی' ابھی بھی وہ بے دھیانی میں بھول گئی کہ سامنے جعفر حسین نہیں ابراہیم فیروز ہے' اس نے جذباتی بلیک میلنگ کی تھی۔ لیکن سامنے والا واقعی جذباتی ہو گیا تھا۔ اس نے چھری پلیٹ میں رکھی اور سیدھا اس کی طرف آیا۔

"کس نے کہا۔ میں تم سے پیار نہیں کرتا۔ اتنا تو تمہارا خیال رکھتا ہوں' دیکھو تمہارے لیے کھانا بھی بنا رہا ہوں۔" اس کے قریب بیٹھتے ہوئے دایاں بازو پھیلا کر اس نے اسے اپنے ساتھ لگا لیا تھا۔

ملائکہ کو اس مظاہرے کی بالکل امید نہیں تھی۔ اس نے تھوک نگل کر سر جھکا لیا۔ رات کا منظر ایک بار پھر نظروں میں گھومنے لگا۔ آنکھوں پر کوئی لمس پھر جاگنے لگا تھا۔

"میں تم سے کتنا پیار کرتا ہوں' تم نے کبھی موقع ہی نہیں دیا کہ میں تمہیں بتا سکوں۔"

اس کے گرد اس کی گرفت مزید سخت ہو گئی تھی' وہ یہ نہیں جانتی تھی وہ طنز کر رہا ہے یا تنگ' لیکن وہ بری طرح پھنسی تھی۔ اس کی چال اس پر ہی بھاری پڑی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ کوئی حرکت کرتا اور اس کے جواب میں وہ کوئی ردعمل دکھاتی۔ اس کا فون بجا تھا'

اس کے گرد پھیلا بازو ہٹ گیا تھا۔ ملائکہ کی کب سے رکی ہوئی سانسیں بحال ہوئی تھیں۔ وہ "فوراً" سے پیشتر اٹھ کر کچن میں گئی اور اس کا چھوڑا ہوا سلاد کاٹنے لگی۔

وہ انگلش میں بات کر رہا تھا، جس کا مطلب تھا، فون لندن سے تھا۔ وہ بھی اس کے کسی چہیتے دوست کا، کیونکہ بڑی مسکراہٹ اور خوش مزاجی سے بات ہو رہی تھی۔

وہ بات کرتے کرتے کمرے میں چلا گیا تھا۔ اگر وہ غصہ کرتی تھی تو وہ زیادہ غصے میں آجاتا تھا، اگر وہ آرام سے بات کرتی تو وہ پیار پر اتر آتا تھا۔ اسے بہت کوشش کے باوجود یہاں سے فرار کا راستہ نظر نہیں آرہا تھا۔ وہ ابھی مزید سوچ ہی رہی تھی جب وہ اسے آتا دکھائی دیا۔

"مجھے ایئرپورٹ جانا ہوگا، میری فرینڈ آرہی ہے۔"

"فرینڈ یعنی فی میل۔" اس نے دل میں دہرایا۔

"تم کچھ پکا لو گی؟"

"کیا پکاؤں؟" وہ کچھ دیر پُرسوچ انداز میں برنر کو دیکھتا رہا، پھر ہاتھ ہلا کر بولا۔

"تم رہنے دو، میں باہر سے کچھ لے آؤں گا۔ اگر ہو سکے تو میرا انتظار کرنا، لیکن اگر مجھے دیر ہوگئی اور تمہیں بھوک لگی تو میں نے پاستا بنایا ہے، وہ کھا لینا اور ہاں کوئی شلوار قمیص پہن لینا۔"

"سارے کپڑے تو جلا دیے ہیں، اب کیا پہنوں؟" اس نے منہ بسورتے ہوئے کہا تو وہ مسکرا دیا۔

"صرف جینز شرٹ جلائی تھیں۔ شلوار قمیص تو تھیں اور تمہیں شاپنگ بھی کروا دوں گا اور ہاں۔" وہ دو قدم چل کر اس کے بالکل مقابل آگیا اور وہ بے ساختہ پیچھے ہٹی تھی، لیکن اس نے ہاتھ تھام کر اسے دوبارہ قریب کر لیا۔

"جو شکایت رہ گئی ہے، وہ رات کو بتا دینا۔ اب تو دوستی ہوگئی ہے نا!"

اس نے شہادت کی انگلی اس کے گال پر پھیری تھی اور اس کا گال تھپک کر باہر نکل گیا۔ اس کے جاتے ہی اس نے پہلے اپنا دایاں گال رگڑا تھا۔

"شیطان۔ میں اسے جتنا بے ضرر اور شریف سمجھتی رہی، یہ تو اتنا ہی تیز ہے۔ یا اللہ! کب اس قید سے آزادی ملے گی۔"

اس نے سر اٹھا کر فریاد کی تھی۔ کچھ دیر تو وہ ٹی وی دیکھتی رہی، پھر بے زار ہو کر ٹی وی آف کر دیا اور بیڈ روم میں آگئی، بہت کروٹیں بدلنے کے بعد آخر اسے نیند آگئی تھی اور جب اس کی آنکھ کھلی، سارا کمرہ اندھیرے میں ڈوبا تھا۔

اس نے اٹھ کر لائٹ جلائی، گھڑی سات بجا رہی تھی، وہ چار بجے کا گیا ہوا تھا، اب سات بج رہے تھے۔ آنے والا ہوگا، یہی سوچ کر اس نے ٹرالی کھولی، اندر دو ہی جوڑے تھے۔ اس نے فیروزی قمیص جس پر سفید دھاگے کا کام تھا اور سفید ٹراؤزر کا انتخاب کیا۔ کپڑے بدل کر اس نے آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنا جائزہ لیا، بالوں کو برش کر کے اس نے یوں ہی کھلے چھوڑ دیے، لپ اسٹک پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا، لیکن پھر رک کر خود کو دیکھا۔

"کیا ضرورت ہے میک اپ کی؟" اس نے سوچا اور آئینے کے سامنے سے ہٹ گئی۔ جیولری کا اسے خاص شوق نہیں تھا۔ شروع سے اس کے گلے اور کانوں میں ڈائمنڈ کا نیکلس اور ٹاپس تھے۔ اس نے انہیں ہی رہنے دیا تھا، وہ کچن میں آئی۔ تھوڑا پاستا پلیٹ میں نکالا اور صوفے پر بیٹھ کر ٹی وی دیکھنے لگی۔ پاستا واقعی مزے کا تھا۔ پاستا بھی ختم ہوگیا تھا۔ ٹی وی دیکھ دیکھ کر بھی وہ بور ہوگئی۔ اب نو بج رہے تھے، وہ ابھی بھی نہیں آیا تھا۔

"کہیں وہ مجھے چھوڑ کر بھاگ تو نہیں گیا۔" اچانک اس خیال کے آتے ہی وہ پریشان ہو کر کھڑی ہوگئی، فون بھی نہیں تھا کہ وہ پتا کر لیتی وہ کہاں ہے۔ اب وہ ادھر سے ادھر ٹہل رہی تھی۔ دروازہ کھلنے کی آواز آئی تو وہ دروازے کے آگے ہی کھڑی تھی۔

سب سے پہلے ابراہیم اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ٹرولنگ بیگ تھا۔ اس کے پیچھے ایک لڑکی داخل ہوئی تھی۔

"She is my friend Kathireen and she is malika"

(یہ میری دوست کیتھرین ہے اور یہ ملائکہ ہے۔)

ابراہیم کے تعارف پر اس نے غور سے ابراہیم کو دیکھا، جو اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ تعارف ایسا ہونا چاہیے تھا۔

"یہ میری بیوی ملائیکہ ہے اور یہ کیتھرین ہے۔ دوست صرف دوست..." لیکن اس نے کہا۔ "یہ ملائیکہ ہے اور یہ میری دوست..."

اس کے ادھورے تعارف کے باوجود کیتھی بڑے تپاک سے اس سے ملی تھی۔ اس کے گلے ملنے کے بعد اس نے اس کا گال چوما تھا۔ وہ ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ اس کو دیکھ کر کیا ردِعمل ظاہر کرے، جب وہ دوبارہ بولی۔

"نائس ٹو میٹ یو۔"

"سیم ہیئر۔" آخر اسے مسکرا کر کہنا پڑا۔

"She is really pretty"

اس کی تعریف پر ابراہیم نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا، جو اسے ہی دیکھ رہی تھی، اس کے دیکھنے پر ملائکہ نے نظریں گھمالیں۔ وہ دونوں صوفے پر جاکر بیٹھ گئے تھے، جبکہ وہ وہیں کھڑی تھی۔ کیتھی نے ہی اسے آواز دے کر بلایا تھا۔ وہ دونوں ٹوسیٹر پر بیٹھے تھے، جبکہ وہ سنگل صوفے پر جاکر بیٹھ گئی۔ اس نے کبھی کسی لڑکی کو اتنے غور سے نہیں دیکھا تھا۔ کیونکہ وہ شروع سے ہی اپنی ذات کے غرور میں مبتلا تھی، لیکن آج کچھ مختلف تھا۔ ایک تو وہ لڑکی خوب صورت تھی، دوسرا اس کی موجودگی میں ابراہیم نے اسے بالکل فراموش کردیا تھا۔ جو وہ چاہتی تھی اس لحاظ سے تو اچھا تھا کہ وہ اسے اگنور ہی کرے، کیونکہ جب وہ اس کی طرف متوجہ ہوتا تھا تو اسے اچھا نہیں لگتا تھا، لیکن اب جب وہ اسے اگنور کررہا تھا تو بھی اسے برا لگ رہا تھا۔ وہ دونوں اتنے مگن انداز میں گفتگو کررہے تھے۔ اسے پہلی بار اپنے تیار نہ ہونے کا افسوس ہوا تھا۔

ابراہیم نے کن انکھیوں سے اس کی طرف دیکھا جو بہت غور سے کیتھی کا جائزہ لینے میں مصروف تھی۔

ابراہیم کے کھنکارنے پر اس نے چونک کر اسے دیکھا۔

"اب تم اسے گھورتی ہی رہو گی یا کچھ خاطر تواضع بھی کرو گی۔"

اس کا مطلب تھا وہ مسلسل اس پر نظر رکھے ہوئے تھا۔ اسے شرمندگی تو بہت ہوئی لیکن ظاہر کرنا بھی اس کی شان کے خلاف تھا۔

"اب مجھے نظر لگانی ہے۔" اپنی طرف مسلسل غصے سے دیکھتا پاکر وہ شرارت سے بولا، تو وہ حسبِ عادت تپ گئی تھی۔

"آپ لوگ اتنے خوب صورت نہیں کہ میں آپ لوگوں کو دیکھوں۔" اس نے ابراہیم سے نظریں ہٹاکر کیتھی کو دیکھا، جو ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے انداز سے ظاہر ہورہا تھا، وہ اردو نہیں سمجھتی۔

"چلو تم کہتی ہو تو مان لیتا ہوں، ورنہ اپنی خوب صورتی پر مجھے کوئی شک نہیں اور کیتھی بھی بلاشبہ بہت خوب صورت ہے۔"

"تو اسے ہی دیکھتے رہیں، منع کس نے کیا ہے۔"

وہ اسے جواب دے کر کچن میں آگئی۔

"کوئی پرابلم ہے؟" اس کے یوں اٹھ کر جانے پر کیتھی نے پریشانی سے ابراہیم کو دیکھا تو اس نے مسکرا کر اسے تسلی دی۔

"تم بیٹھو۔ میں آتا ہوں۔" وہ اٹھ کر اس کے پیچھے کچن میں آیا تھا۔

"کیا بنارہی ہو؟" ملائکہ نے مڑ کر اسے دیکھا۔

"آپ نے خود تو کہا تھا۔ آپ آتے ہوئے کچھ لے آئیں گے۔" ابراہیم نے ہونٹ سیٹی کے انداز میں سکیڑے تھے۔

"باہر تو بہت سردی ہے۔" اس نے دونوں ہاتھ آپس میں رگڑتے ہوئے کہا اور کچن سے باہر آگیا۔ اس نے پتا نہیں کیتھی سے کیا کہا تھا، وہ بھی کھڑی ہوگئی۔

"میں بھی تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔"

"نہیں۔ باہر بہت ٹھنڈ ہے۔ تم ملائکہ کے پاس رکو، میں پندرہ منٹ میں آتا ہوں۔" وہ کہہ کر تیزی

سے باہر نکل گیا۔
کیتھی اس کے پاس آگئی۔ وہ اپنے لیے چائے بنا رہی تھی۔
"میں تمہاری کوئی مدد کروں؟" اس کے پوچھنے پر ملائکہ نے مسکرا کر سرنفی میں ہلایا۔
"چائے لوگی؟"
"نہیں۔ میں کافی پیتی ہوں۔" ملائکہ اس کے لیے کافی بنانے لگی تو اس نے منع کر دیا۔
"میں خود بناؤں گی۔" ملائکہ نے بھی اصرار نہیں کیا اور کافی کا جار اور مگ اس کے سامنے رکھ دیے۔
"مجھے تم سے ملنے کا بہت شوق تھا۔" وہ کافی پھینٹتے ہوئے ملائکہ سے کہہ رہی تھی، ملائکہ نے اس کی طرف دیکھا۔
"لاسٹ ٹائم جب ابراہیم لندن آیا تو اس نے تم سے نکاح کے بارے میں بتایا اور وعدہ کیا کہ وہ رخصتی پر ضرور بلائے گا، لیکن میں اور رچرڈ انتظار ہی کرتے رہے۔ کچھ دن پہلے اس نے میل کر کے بتایا کہ شادی ہوگئی، رچرڈ تو اس سے ناراض ہے، برا تو مجھے بھی لگا تھا، لیکن میں اس سے ناراض نہیں ہو سکتی۔ اس لیے پاکستان آگئی۔ سوچا اس سے مل بھی لوں گی اور سرپرائز بھی ہو جائے گا۔"
اس کی چائے بن گئی تھی اور کیتھی کی کافی بھی تیار تھی۔ وہ دونوں ٹی وی لاؤنج میں آگئیں۔
"آپ ابراہیم کو کب سے جانتی ہیں؟" صرف بات کرنے کے لیے اس نے سرسری انداز میں عام سا سوال کیا تھا۔
"جب ہم اتنے سے تھے۔" اس نے ہاتھ کے اشارے سے بتایا۔ "پہلے ابراہیم ہمارے نیکسٹ ڈور میں رہتا تھا، پھر آنٹی کی ڈیتھ کے بعد یہ لوگ شفٹ کر گئے، میں، رچرڈ اور ابراہیم اسکول، کالج اور یونیورسٹی میں اکٹھے رہے۔ ان فیکٹ ابراہیم مجھے اتنا پسند تھا کہ میں اس سے شادی کرنا چاہتی تھی۔"
ملائکہ نے چونک کر اسے دیکھا، لیکن وہ اپنے دھیان میں ہی تھی۔

"لیکن میرے کچھ کہنے سے پہلے ہی اس نے تم سے شادی کر لی۔" اب اس نے نظریں اٹھا کر ملائکہ کو دیکھا۔
"تمہارے درمیان بہت بڑا فرق تھا، مذہب کا فرق، میں سمجھی شاید وہ اس لیے انکار کر رہا ہے، میں نے اس سے کہا کہ میں اس کی خاطر مسلمان ہونے کو بھی تیار ہوں۔"
ملائکہ دم سادھے اسے سن اور دیکھ رہی تھی۔
"لیکن...!" ملائکہ نے محسوس کیا، اس کا لہجہ اور آنکھیں دونوں نم ہوئی ہیں، لیکن اگلے ہی پل وہ مسکرا کر اسے دیکھنے لگی۔
"لیکن اس نے تم سے شادی کر لی اور وہ اپنی کمٹمنٹ کا بہت پکا ہے، مجھے تم سے بہت جلن بھی محسوس ہوئی تھی۔ میں نے گاڈ سے پوچھا تھا کہ کیا کوئی مجھ سے زیادہ بھی ابراہیم کو چاہ سکتا ہے؟ کیا وہ لڑکی مجھ سے زیادہ خوب صورت ہے۔ تب سے مجھے تمہیں دیکھنے کا شوق تھا۔ میں نے کئی بار ابراہیم سے کہا، مجھے تمہاری تصویر بھیجے، لیکن ہر بار وہ ٹال جاتا تھا۔ صرف تمہیں دیکھنے کے لیے یہاں تک آگئی اور میں نے دیکھا۔ تم واقعی بہت خوب صورت ہو، لیکن یہاں بات خوب صورتی کی نہیں، محبت کی شدت کی ہے، مجھے لگتا ہے، ابراہیم کی محبت تمہارے لیے میری محبت سے زیادہ ہے، جو اسے میری محبت نظر نہیں آئی۔"
اس نے کافی کے مگ کو دونوں ہاتھوں میں مضبوطی سے تھام رکھا تھا۔
ملائکہ کو اپنے کانوں سے دھواں نکلتا محسوس ہو رہا تھا۔ اس کے کانوں نے جو سنا، اس کا دماغ ان لفظوں کو قبول نہیں کر رہا تھا۔ اسے یوں ساکت دیکھ کر کیتھی کو اپنے لفظوں کا احساس ہوا تھا۔
"تمہیں شاید برا لگا، لیکن یہ صرف میری فیلنگز تھیں، ابراہیم کی نہیں۔ ڈونٹ وری، میں ابراہیم سے صرف دوست کی حیثیت سے ملنے آئی ہوں اور پلیز، تم ابراہیم سے کوئی بات مت کرنا، ورنہ وہ مجھ سے ناراض ہو جائے گا اور میں اس کی ناراضی برداشت نہیں

کر سکتی۔"

ملائکہ نے بے اختیار گہرا سانس لیا۔ دروازے کا لاک کھلا تھا، جس کا مطلب تھا۔ وہ آگیا ہے، کچن میں جاتے ہوئے اس نے ملائکہ کو بھی آواز دی تھی۔ اس کا دل اور قدم دونوں بوجھل ہوگئے تھے۔

اس کی لائی ہوئی چیزیں وہ ڈشوں میں ڈال رہی تھی، وہ سب چائنیز فوڈ تھے۔ دونوں کے قہقہے اسے کچن میں سنائی دے رہے تھے۔

"یہاں تو دانت ہی اندر نہیں جا رہے موصوف کے۔" وہ دانت کچکچا کر بولی۔ ڈائننگ ٹیبل تو تھی ہی نہیں، اس نے سب چیزیں لے کر صوفوں کے درمیان میں پڑی ٹیبل پر رکھ دیں۔

"او مائی گاڈ! ابراہیم! تمہیں یاد تھا مجھے کیا کیا پسند ہے؟"

"اس میں بھولنے والی کیا بات تھی۔" وہ مسکرا کر کہہ رہا تھا اور نہ چاہتے ہوئے وہ پھر اپنا موازنہ کیتھی کے ساتھ کرنے لگی۔

وہ یقین سے کہہ سکتی تھی ابراہیم نہیں جانتا ہوگا، اسے کھانے میں کیا پسند ہے۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ اسے یہ خیال کیوں آیا تھا۔

وہ چپ چاپ پلیٹ گود میں رکھے انہیں دیکھ اور سن رہی تھی، وہ ایسے باتوں میں مگن تھے جیسے کوئی تیسرا وہاں موجود ہی نہ ہو۔

"تمہیں کم از کم بتانا تو چاہیے تھا کہ تم لاہور میں نہیں۔"

"اور تمہیں پاکستان آنے سے پہلے بتانا چاہیے تھا۔"

"میں تمہیں سرپرائز دینا چاہ رہی تھی۔ گھر کا ایڈریس تھا میرے پاس۔ وہاں پہنچی تو پتا چلا گھر پہ کوئی نہیں، تمہیں فون کیا، ٹکٹ کنفرم کروائی اور پھر یہاں۔" وہ مسکرا کر تفصیل بتا رہی تھی۔

"تم کسی ہوٹل میں کیوں نہیں ٹھہرے؟"

بس ایسے ہی، تھوڑا چینج کا موڈ تھا اور ملائکہ کا موڈ تھا ہم دونوں کچھ دن اکیلے ساتھ ساتھ رہیں۔" اس نے ایک بار پھر بات کرتے ہوئے شرارت سے اسے دیکھا۔ تو اس نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔

"تم دونوں میں بہت پیار لگتا ہے۔"

کیتھی کی بات پر ابراہیم نے قہقہہ لگایا تھا، جبکہ وہ پہلو بدل کر رہ گئی۔

"ابراہیم! مجھے کسی ہوٹل میں ڈراپ کردو۔"

"وہ تو میں کردوں گا، لیکن سوری کیتھی! یہاں صرف ایک ہی بیڈ روم ہے اور دوسرا تم یہاں کمفورٹ (آرام دہ) فیل نہیں کروگی۔ اس لیے میں تمہیں یہاں Stay (قیام) کرنے کو بھی نہیں کہہ سکتا۔"

"اس کے آرام کا کتنا خیال ہے اور میں جو یہاں بے آرام ہو رہی ہوں۔" اس نے تفصیلی نظروں سے دونوں کو گھورا۔

"میرا خیال ہے، ملائکہ زیادہ باتیں نہیں کرتی۔"

"اس کو نہ ہی چھیڑا جائے تو اچھا ہے۔" یہ بات اس نے اردو میں کہی تھی، جس کا مقصد صرف ملائکہ کو سنانا تھا۔

"کیا کہا تم نے؟"

"کچھ نہیں، چلو، تمہیں چھوڑ دوں۔"

"ملائکہ تم بھی چلو۔" وہ ملائکہ سے کہہ رہی تھی۔

"نو تھینکس اوکے۔ آپ جاؤ۔"

"اوکے تو پھر کل ملاقات ہوگی۔"

"ابراہیم! مجھے کل شاپنگ بھی کرنی ہے۔" وہ اس کے ساتھ جاتے ہوئے اسے کہہ رہی تھی۔

باہر نکلتے ہی دروازہ لاک ہوگیا تھا اور وہ ایک بار پھر قید ہوگئی تھی۔

دو گھنٹے بعد اس کی واپسی ہوئی تھی۔ اس کو غصہ تو بہت تھا، لیکن وہ خاموشی سے ٹی وی دیکھتی رہی، حتیٰ کہ وہ اس کے سامنے صوفے پر آکر بیٹھ گیا، لیکن اس نے اسکرین سے نظریں ہٹا کر اسے نہیں دیکھا تھا۔ جوتے اتارنے کے بعد اس نے صوفے سے ٹیک لگا کر اسے دیکھا اور کتنی ہی دیر دیکھتا رہا، حتیٰ کہ اسے ہی اس کی

نظروں سے الجھن ہونے لگی۔ اس نے ٹانگیں سیدھی کرکے ٹیبل پر رکھ لیں۔ اس کے اٹھنے کا ارادہ دیکھ کر وہ بول پڑا۔

"تمہیں کیتھی کیسی لگی؟"

"آپ کی دوست ہے' آپ کو اچھی لگتی ہے' کیا یہ کافی نہیں ہے؟" ابراہیم نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا اور سر ہلایا جیسے اس کی بات سے اتفاق کر رہا ہو۔

"ٹھیک کہا۔ واقعی وہ مجھے اچھی لگتی ہے' کافی ہے۔"

ملائکہ نے غصے سے اسے دیکھا' جو مزید ریلیکس ہو کر بیٹھ گیا تھا۔

"میں کل کیتھی کے ساتھ شاپنگ کے لیے جا رہا ہوں' تم چلو گی؟"

"مجھے کوئی ضرورت نہیں کباب میں ہڈی بننے کی۔ اس نے آپ کو کہا شاپنگ کروانے کو' مجھے انوائیٹ نہیں کیا' ویسے تو آپ کو گوارا نہیں' مجھے جیل سے رہائی ملے تو پھر کیوں شاپنگ کی آفر کر رہے ہیں۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولی۔

"کباب میں ہڈی کا کیا مطلب ہے؟"

اس کے پوچھنے پر اس نے غصے میں ریموٹ ٹیبل پر پھینکا اور جھٹکے سے کھڑی ہو گئی۔ ابھی وہ تین قدم چلی تھی' جب اس کا ہاتھ اس کی گرفت میں تھا' ایک جھٹکا لگا تھا اسے سنبھلنے کا موقع بھی نہیں ملا تھا اور وہ اس کی گود میں تھی اور اس کے گرتے ہی اس کے گرد بازوؤں کا حلقہ سخت ہو گیا تھا۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے؟"

"یہ تمہیں بدتمیزی لگ رہی ہے' خود ہی تو گری ہو۔" اس نے پورا زور لگا کر خود کو چھڑانا چاہا تھا' لیکن ناکام رہی تھی' جبکہ وہ پوری محویت سے اس کے سرخ چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

"چھوڑیں مجھے۔" ناکام ہو کر اس نے اپنی کوشش ترک کر دی تھی۔

"تم ہر وقت چھوڑنے کی بات کیوں کرتی ہو؟" اس کی ذومعنی بات کا اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

اس نے غصے سے منہ دوسری طرف موڑ لیا۔

"تم یوں میرے اتنے قریب بیٹھی ہو' کیا بتاؤں مجھے کتنا اچھا لگ رہا ہے۔" بازو کا حلقہ کچھ اور سخت ہو گیا تھا۔

ملائکہ نے ذرا سی گردن گھما کر اسے دیکھا۔ "اگر آپ نے مجھے نہ چھوڑا تو میں آپ کو کاٹ لوں گی۔"

"اچھا!" اس کی دھمکی سن کر وہ کافی محظوظ ہوا تھا۔ "چلو تمہاری خوشی اسی میں ہے تو یہی سہی' کہاں کاٹو گی؟"

ملائکہ کا بس نہیں چل رہا تھا کیا کر ڈالے' اس نے بڑے زور سے مکا اس کے کندھے پر مارا' لیکن الٹا اپنا ہاتھ ہی دکھ گیا تھا۔ اس کے چہرے پر تکلیف کے اثرات دیکھ کر اس نے ایک ہاتھ اس کے گرد سے ہٹا کر اس کا ہاتھ مٹھی میں دبا لیا۔

"جب میں تمہیں چھوڑ کر گیا تھا' تب تو تم نارمل تھیں' پیچھے سے کیا کوئی بھوت دیکھ لیا۔ ہماری دوستی ہو گئی تھی' تمہیں یاد ہے یا میں یاد کراؤں؟"

اس کیتھی کے چکر میں وہ بھول گئی تھی' یہاں سے نکلنے کے لیے اس نے کس طرح اپنی انا کو پس پشت ڈال کر اس سے معافی مانگی تھی۔ ابراہیم غور سے اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہا تھا۔

"ہم لاہور واپس کب جا رہے ہیں؟"

"جب تم کہو۔" ملائکہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔ "کل۔"

"کل تو ممکن نہیں' کیتھی کو سیر بھی تو کروانی ہے اور چار دنوں تک بابا اور انکل بھی آ جائیں گے۔"

"انہوں نے ایک بار بھی فون نہیں کیا۔"

"ان کا فون تو روز آتا ہے۔" اب کے ملائکہ کی حیرت حد سے زیادہ تھی۔

"انہوں نے میرا نہیں پوچھا؟"

"روز پوچھتے ہیں۔" وہ پرسکون انداز میں اسے دیکھتے ہوئے بول رہا تھا۔ "میں نے خود تم سے بات نہیں کروائی' مجھے پتا تھا کہ کسی ایک سے بھی بات ہو گئی تو تم تو گئیں میرے ہاتھ سے۔"

ملائکہ کو شدید غصہ آیا تھا۔ وہ ایک جھٹکے سے خود کو اس کے حلقے سے آزاد کر کے بولی تھی۔ "آپ کیا سمجھتے ہیں' آپ ساری عمر مجھے یہاں قید کر کے رکھ سکتے ہیں۔ چار دن بعد ڈیڈی' چاچو واپس آجائیں گے' پھر دیکھتا میں کیا کرتی ہوں۔"

غصے سے اس کی آواز کانپنے لگی تھی۔

"بس یہ ہی سننا چاہتا تھا میں۔" وہ اٹھ کر اس کے مقابل آکر کھڑا ہو گیا تھا۔ "صبح معافی مانگنے کا جو ڈھونگ تم نے کیا تھا' تم کو کیا لگتا ہے' مجھے نہیں پتا تھا کہ یہ ڈراما کیوں ہو رہا ہے۔ مسز ملائکہ بلکہ گریٹ مسز ملائکہ کسی سے معافی مانگیں' یہ کیسے ہو سکتا ہے' اب تم دیکھتی جاؤ میں تمہارے ساتھ کیا کرتا ہوں۔"

وہ دھمکی دے کر اندر چلا گیا تھا' جبکہ وہ مٹھیاں بھینچے کتنے دیر یوں ہی کھڑی رہی۔ صبح سے اب تک وہ یہ ہی سمجھ رہی تھی' اس نے ابراہیم کو قائل کر لیا ہے۔ وہ یہ نہیں جانتی تھی' الٹا وہ اسے گھما رہا ہے' اسے اندر گئے پندرہ منٹ ہو گئے تھے۔ اور وہ جانتی تھی وہ باہر نہیں آئے گا۔ اسے ہی اندر جانا ہو گا' جب وہ اندر داخل ہوئی' وہ جائے نماز پر بیٹھا تسبیح پڑھ رہا تھا۔

وہ بیڈ پر جا کر بیٹھ گئی اور اس کے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگی' منہ پر ہاتھ پھیر کر اس نے جائے نماز تہہ کی تو وہ بول پڑی۔

"آپ ایک منافق انسان ہیں۔" وہ جو جائے نماز رکھنے لگا تھا ایک دم پلٹا۔

"جو انسان جھوٹ بولتا ہو اور دھوکے سے کسی کو قید کرے' کسی مجبور انسان کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر اسے تنگ کرے' اسے آپ مسلمان تو نہیں کہہ سکتے۔ آپ کو کیا لگتا ہے' آپ کی یہ نمازیں قبول ہوں گی۔"

وہ شروع سے جذباتی تھی جو منہ میں آتا تھا وہ کہہ دیتی تھی' یہ سوچے سمجھے بغیر کہ اس کا انجام کیا ہو گا' ابراہیم کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا اور جب وہ بولا تو اس کا لہجہ بھی دہکتا ہوا تھا۔

"اپنے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔ تم مسلمان کہلانے کے لائق ہو' کس اینگل سے لگتا ہے کہ تم مسلمان ہو' صرف اس لیے کہ تم مسلمان کے گھر پیدا ہوئی ہو' میں نے تمہیں کبھی نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ لباس کبھی تم نے اپنا دیکھا ہے' جس میں پردہ نام کو نہیں۔"

"آپ!"

"شٹ اپ! میری بات سنو۔ کون سا جھوٹ بولا ہے میں نے تم سے' کون سا دھوکہ دیا ہے میں نے تم کو۔ دھوکہ تو تم نے دیا ہے۔" وہ درمیان کا فاصلہ سمیٹ کر اس کے سامنے آگیا۔

"اس چہرے نے دھوکہ دیا ہے مجھے۔" اس نے دائیں ہاتھ میں اس کا چہرہ پکڑا تھا۔ "اس معصوم چہرے کے پیچھے کتنا مکار دماغ ہے' کوئی مجھ سے پوچھے۔"

ملائکہ نے اس کی کلائی کو پکڑ کر جھٹکا دیا تو اس نے چہرہ چھوڑ کر اسے دونوں بازوؤں سے پکڑ لیا۔

"تم خود کو مجبور کہتی ہو' مجبور تو میں تھا۔ تم جانتی تھیں' میں بابا سے کتنا پیار کرتا ہوں۔ تم جانتی تھیں بابا تم سے کتنا پیار کرتے ہیں۔ تم خود کو مسلمان کہتی ہو جو کسی کے نکاح میں ہو اور کسی اور کے خواب دیکھتی ہو۔"

اس نے غصے سے اسے دھکا دیا وہ لہرا کر بیڈ پر گری تھی لیکن اگلے ہی پل وہ تڑپ کر اٹھی تھی۔

"مجھ پر الزام لگانے سے پہلے آپ اپنے گریبان میں منہ ڈالیں۔ میں نے پہلے ہی بتا دیا تھا۔ میں آپ سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔ اور یہ جو آپ کی سہیلی لندن سے آپ کی محبت میں یہاں تک آگئی ہے۔ اسے کیا کہیں گے۔ اس نے خود کہا ہے وہ آپ سے شادی کرنا چاہتی تھی۔ آپ کے لیے مسلمان ہونے کو تیار تھی۔ وہ اس حد تک آگئی کوئی تو وجہ ہو گی۔ مجھ سے باتیں کر رہے ہیں۔ خود پتا نہیں کتنا منہ کالا کر چکے ہیں۔"

"ملائکہ!" وہ اتنی زور سے چیخا کہ وہ اپنی جگہ سے ہل کر رہ گئی۔ "اب اگر تم نے ایک لفظ بھی بکواس کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔"

"آپ سے برا کوئی ہو بھی نہیں سکتا اور میں ایک دفعہ نہیں ہزار دفعہ کہوں گی شی از ج شی از سلٹ اینڈ یو۔"

آگے کا لفظ اس کے منہ میں ہی رہ گیا۔ اتنا بھاری ہاتھ اس کے دائیں گال پر پڑا تھا کہ وہ اوندھے منہ بیڈ پر گری تھی، کتنے لمحوں کے لیے تو وہ ہل ہی نہیں سکی۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا تھا۔ اس نے بڑی بے دردی سے اس کا بازو پکڑ کر کھینچا اور اپنے مقابل کھڑا کیا۔

"یہ تو مجھے کچھ عرصے میں اندازہ ہو گیا تھا کہ تمہیں تمیز بالکل نہیں۔ بے جا لاڈ پیار نے تمہیں خراب کر دیا ہے لیکن مجھے یہ اندازہ نہیں تھا کہ زبان کے ساتھ تمہاری سوچ بھی اتنی گندی ہے۔ میں کیا ہوں، میرا کردار کیا ہے۔ میں بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔"

وہ بالکل ساکت کھڑی اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔ جو نیلی آنکھیں اس کے چہرے پر گاڑے لفظوں کی آگ برسا رہا تھا۔

"ہاں، میں ایک آزاد سوچ والے ملک میں پیدا ہوا اور پروان چڑھا لیکن میری تربیت نیک عورت اور نیک مرد نے کی۔ میری ماں عیسائی تھی، لیکن جب وہ مسلمان ہوئی تو دل سے ہوئی۔ اس نے مجھے بتایا۔ اللہ کیا ہے۔ اللہ کو کیا پسند ہے۔ کیا ناپسند؟ کیا چیز جنت میں لے کر جاتی ہے اور کیا چیز دوزخ کی طرف۔ میرے ملک میں عورت کی وہ عزت نہیں جو اسلام نے عورت کو دی۔ میری ماں نے مجھے عورت کی عزت کرنا سکھایا جیسی میری ماں تھی۔ ان کو دیکھ کر عورت کی عزت کرنے کو دل کرتا تھا۔ دوسری عورت جس کو میں جانتا ہوں وہ کیتھی ہے۔ بے شک وہ عیسائی ہے لیکن بہت سی لڑکیوں سے بہتر ہے۔ وہ مجھ سے شادی کرنا چاہتی تھی لیکن میں نے انکار کر دیا اور اب میں پچھتا رہا تھا میں نے ایسا کیوں کیا۔"

کھڑے کھڑے اس کی ٹانگیں سن ہو گئی تھیں لیکن اس میں حرکت کرنے کی ہمت نہیں تھی۔

"بابا نے مجھ سے کہا، ملائکہ میرا خون ہے ملائکہ کا خمیر اس نیک مٹی سے اٹھا ہے۔ نیک ماں کی گود میں اس نے پرورش پائی ہے۔ میں نے مرد ہو کر ساری زندگی صاف ستھری گزاری۔ میں نے سوچا میری بیوی بھی میری جیسی ہو گی لیکن میری بیوی نکاح کے بعد کہتی ہے کہ وہ کسی اور کو پسند کرتی ہے۔ اس سے شادی کرنا چاہتی ہے۔ تم اندازہ کر سکتی ہو اس تکلیف کا۔" اس کی انگلیاں اس کے بازو میں کھب گئی تھیں۔ درد کے احساس نے اس کی آنکھیں نم کر دی تھیں۔

"تم مجھ سے ڈائیورس لینا چاہتی ہو۔ مجھے بھی تمہیں ساتھ رکھنے کا کوئی شوق نہیں۔ میں بابا کی وجہ سے مجبور ہوں۔ انہیں تم میں کوئی غلطی نظر نہیں آتی۔ سب کو تم سے پیار ہے، کوئی نہیں چاہتا۔ تمہیں تکلیف ہو لیکن تم اتنی خود پسند ہو کہ تمہیں اپنے علاوہ کوئی نظر نہیں آتا۔ میں تمہیں ضرور آزاد کروں گا۔ لیکن تب جب تمہارا غرور، تمہاری اکڑ ٹوٹ کر میرے قدموں میں گرے گی۔ سمجھ میں آیا۔"

آخری دو لفظ اس نے اس کی آنکھوں میں بغور دیکھتے ہوئے کہے اور اس کے بازو سے ہاتھ ہٹا لیے اور وہ کٹی ہوئی شاخ کی طرح زمین پر گری تھی۔ ابراہیم نے اسے گرتے دیکھا تھا لیکن وہ اسے اٹھانے کے لیے نہیں مڑا تھا اس کا دایاں گال بری طرح سلگ رہا تھا لیکن وہ روئی نہیں تھی اس تھپڑ سے زیادہ اس کے لفظوں نے اس کے احساسات منجمد کر دیے تھے۔ کبھی کسی نے اس سے سخت الفاظ میں بات نہیں کی تھی لیکن اس نے نہ صرف اس سے نفرت کا اظہار کیا تھا بلکہ تھپڑ مار کر اس نفرت کا مظاہرہ بھی کر دیا تھا۔

کمرے سے باہر نکل کر کتنی ہی دیر وہ غائب دماغی سے لاؤنج کی دیواروں کو دیکھتا رہا اور پھر گھر سے ہی باہر نکل گیا۔

رات کا ایک بج رہا تھا۔ بادلوں نے آسمان کو ڈھک رکھا تھا۔ بارش کی وجہ سے موسم کافی سرد تھا اور وہ سوئیٹر سے بے نیاز سنسان سڑک پر چلتا جا رہا تھا۔ اس کو اتنا غصہ تھا کہ باہر کا موسم بھی اس پر اثر انداز نہیں ہو رہا تھا۔ آج تو اس نے حد ہی کر دی تھی۔ سیدھا اس کے

کردار پر ہی حملہ کر دیا تھا۔ "نہیں اس سے نفرت کرتا ہوں۔"

سردی اب اتنی بڑھ گئی تھی کہ ناک سے پانی نکلنے لگا تھا تب ہی اس کا موبائل بج اٹھا تھا اس نے جیب سے موبائل نکالا اسکرین پر نظر آنے والا نمبر سعودیہ کا تھا۔ اس نے بے اختیار گہرا سانس لیا۔

"ہیلو ابراہیم!" دوسری طرف فیروز صاحب تھے۔

"السلام علیکم بابا!"

"وعلیکم السلام۔ جیتے رہو۔"

"کیسے ہو' ملائکہ کیسی ہے؟"

"سب ٹھیک ہے بابا!"

"تمہاری آواز کیوں بھاری ہو رہی ہے۔"

"سردی کی وجہ سے۔" اب تو اسے لگ رہا تھا اس کی آواز بھی کانپ رہی ہے۔ "آپ کب آ رہے ہیں؟"

"پرسوں کی فلائیٹ ہے۔ آج کتنے دن ہو گئے ہیں ابراہیم' ملائکہ سے بات نہیں ہوئی۔ اس سے تو بات کرواؤ۔"

"بابا! وہ سو رہی ہے۔" دوسری طرف کچھ لمحوں کے لیے خاموشی چھا گئی۔ "بابا! میں کل آپ کی بات کرواؤں گا۔"

"تم روز ایسا ہی کہتے ہو۔ جعفر بھائی بھی پریشان ہیں۔ صرف علی سے ہی وہ بات کرتی ہے۔"

"بابا! پریشانی والی کیا بات ہے۔ پرسوں آپ آ ہی رہے ہیں۔ ویسے میں کل بات کرا دوں گا۔"

"چلو ٹھیک ہے' اب تم بھی سو جاؤ' پاکستان میں بھی تین بج رہے ہیں۔"

"جی!" اس نے اللہ حافظ کہہ کر فون بند کر دیا۔

اس کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا تھا۔ غصہ ٹھنڈا ہوا تو دماغ نے بھی کام کرنا شروع کر دیا۔ اسے ایک دم احساس ہوا کہ اسے گھر سے نکلے بھی دو گھنٹے ہو چکے ہیں۔ جس طرح کی وہ جذباتی ہے اور جس طرح کی حالت میں وہ اسے چھوڑ کر آیا ہے' وہ کچھ بھی کر سکتی ہے وہ تیز قدموں سے چلتا ہوا گھر کی طرف بڑھنے لگا آدھے گھنٹے کا راستہ اس نے پندرہ منٹ میں طے کیا تھا' گھر پہنچنے تک اس کا سانس پھول گیا تھا۔ لاک کھول کر اندر داخل ہوا تو لاؤنج کی لائٹ جل رہی تھی۔

اس نے ڈرتے ڈرتے بیڈ روم کا دروازہ کھولا۔ اندر ہر چیز اپنی جگہ پر تھی' اس پر نظر پڑتے ہی اس نے اطمینان بھرا سانس لیا اور چلتا ہوا بیڈ کے قریب آ گیا۔ جہاں وہ سکڑی سمٹی لیٹی تھی۔ کمبل بھی اس کے اوپر نہیں تھا' وہ اس کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا' سائیڈ لیمپ آن کیا تو منظر کچھ اور واضح ہو گیا' وہ کروٹ کے بل لیٹی تھی' بالوں نے اس کے چہرے کو ڈھانپ رکھا تھا۔ اس نے آہستگی سے ہاتھ اس کے بالوں کی طرف بڑھایا اور بہت نرمی کے ساتھ بال پیچھے کیے۔ اس کے سفید گال پر چار انگلیوں کے نشان بہت واضح تھے۔ اس کا دایاں ہاتھ خود بخود مٹھی کی صورت اختیار کر گیا تھا۔ وہ کچھ دیر اسے دیکھتا رہا پھر وہ اس کے اوپر جھکا تھا لیکن پھر ایک دم سیدھا ہو گیا۔ کمبل اس کے اوپر ڈالا اور لائٹ آف کر کے خود دوسری طرف آ کر لیٹ گیا۔

☆ ☆ ☆

صبح جب اس کی آنکھ کھلی نو بج رہے تھے' اس نے بے اختیار موبائل اٹھا کر دیکھا۔ وہ الارم لگانا بھول گیا تھا' ایک الارم نہ لگانے اور دوسرا دیر سے سونے کی وجہ سے اس کی فجر کی نماز قضا ہو گئی تھی' اس نے افسوس سے گہرا سانس لیا اور بے دھیانی سے چھت کو دیکھنے لگا پھر جیسے چونک کر دائیں طرف دیکھا' وہ اب بھی سو رہی تھی۔

وہ کتنی ہی دیر اسے دیکھتا رہا پھر ایک دم کل کی باتیں یاد آئیں تو اس نے نظروں کے ساتھ رخ بھی پھیر لیا اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔

باتھ لے کر جب وہ باہر نکلا' وہ تب بھی سو رہی تھی۔ وہ کچن میں آ گیا۔ ٹرے میں دو فرائی انڈے' چار سلائس اور ایک جگ جوس۔ دو گلاس رکھے اور جب وہ اندر داخل ہوا' وہ اٹھ چکی تھی۔ اسے دیکھ کر اس نے دوبارہ کمبل کو دیکھنا شروع کر دیا۔

وہ باکر اس کے سامنے بیڈ پر بیٹھ گیا اور اپنے اور اس کے درمیان ٹرے رکھ دی۔ اس نے ایک بار بھی ابراہیم کی طرف نہیں دیکھا جبکہ وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں سوجی ہوئی تھیں' اس نے اس کے چہرے سے نظریں ہٹا کر ناشتے پر مرکوز کیں۔ اس نے آدھا ناشتا بھی کرلیا تھا لیکن وہ اسی طرح ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی تھی۔

"ناشتا کرلو۔" آخر کار اسے کہنا ہی پڑا لیکن وہ اسی طرح ساکت بیٹھی رہی۔ اس نے ناشتہ ختم کرلیا تھا۔ جوس کا آخری گھونٹ لے کر اس نے دوبارہ اسے کہا۔

"ملائکہ! ناشتا کرلو۔" لیکن پہلے کی طرح کوئی رسپانس نہیں ملا تھا۔

جتنے عرصے سے وہ اسے جانتا تھا' اس نے اسے ضدی ہی پایا تھا۔

"تم اتنی ضدی کیوں ہو؟" اس نے کچھ جھنجلا کر کہا تھا اور ٹرے اٹھا کر باہر نکل گیا۔ کچھ دیر بعد جب وہ واپس آیا تو اس کے قریب کھڑے ہو کر موبائل اس کی طرف بڑھایا تھا۔ اس کی بے ساختہ سوالیہ نظریں اس کی طرف اٹھیں۔

"علی کا فون ہے۔" اس نے جھپٹنے کے انداز میں فون پکڑا تھا۔ اسے لگا جیسے وہ اچانک زندہ ہو گئی ہو۔

"ہیلو بجو! کیسی ہو؟" کتنی دیر بعد کسی اپنے کی آواز سنی تھی۔ "بجو آپ سن رہی ہو؟" اس کی مسلسل خاموشی پر وہ زور سے بولا۔

"آگئی تمہیں میری یاد۔ کسی نے پتا کرنے کی کوشش کی۔ میں زندہ ہوں یا مر گئی ہوں۔"

"کیسی باتیں کر رہی ہو بجو! اللہ نہ کرے۔ تمہیں کچھ ہو۔"

"کہاں ہیں ڈیڈی مما! انہوں نے ایک دفعہ بھی مجھے فون نہیں کیا' وہ مجھے بھول گئے ہیں۔"

"ایسا ہو سکتا ہے بجو! کہ ڈیڈی اور مما تمہیں بھول جائیں۔ وہ جب دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے ہیں' پہلی دعا تمہارے لیے مانگتے ہیں۔"

اب کی بار وہ کچھ نہیں بولی تھی بس آنسوؤں میں روانی آگئی تھی۔

"ہم تمہیں بھولے نہیں تھے۔ روز ابراہیم بھائی سے بات ہوتی تھی۔ ہمیں تسلی تھی ابراہیم بھائی تمہارے ساتھ ہیں اور ہم سے زیادہ تمہارا خیال رکھتے ہوں گے۔" اس کی نظریں بے ساختہ سامنے اٹھیں جہاں وہ دونوں ہاتھ ٹراؤزر کی جیبوں میں ڈالے اسے دیکھ رہا تھا۔

"ڈیڈی کہاں ہیں؟" اس نے اس پر سے نظریں ہٹا کر علی سے پوچھا۔

"ڈیڈی' مما' چاچو نماز پڑھنے گئے ہیں۔ میں بھی بس جا رہا تھا کہ ابراہیم بھائی کا فون آگیا۔"

"تم آکب رہے ہو؟"

"کل آرہے ہیں۔ تب تک تم بھی لاہور پہنچ جاؤ گی۔"

"پتا نہیں۔" وہ مایوسی سے بولی۔

"ابراہیم بھائی کو فون دو۔" اس نے منہ دوسری طرف پھیر کر موبائل والا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا۔ فون لے کر اس نے کان سے لگالیا۔

"علی! ایسی کوئی بات نہیں۔ وہ اداس ہے۔ بس..." وہ بات کرتے کرتے باہر نکل گیا جبکہ وہ دوبارہ لیٹ گئی۔ علی سے بات کر کے اسے کافی سکون ملا تھا۔

"صرف کل تک کی بات ہے۔" اس نے خود کو تسلی دی تھی۔

اسے یونہی لیٹے کافی دیر گزر گئی تھی جب اس نے ابراہیم کی آواز کے ساتھ کیتھی کی آواز سنی تھی۔

"یہ کب آئی؟" وہ ایک دم اٹھ کر بیٹھ گئی اور گھورنے کے انداز میں دروازے کو دیکھنے لگی' اب باتوں کے ساتھ قہقہوں کی آواز بھی آرہی تھی۔ اس نے گھڑی کی طرف دیکھا۔ سہ پہر کے چار بج رہے تھے۔ اس کو ایک دم شدید بھوک کا احساس ہوا۔ کمزوری کی وجہ سے چکر لگ رہے تھے۔ وہ بڑی مشکل سے چکراتے سر کے ساتھ اٹھی۔ بھوک کے علاوہ کوئی احساس تھا جو اسے باہر جانے کے لیے اکسا رہا تھا۔ چادر کو اپنے اردگرد اچھی طرح لپیٹ کر وہ باہر آئی

تھی۔ وہ دونوں بالکل سامنے بیٹھے تھے۔ اس پر دونوں کی نظر ایک ساتھ پڑی تھی اور اس کو دیکھتے ہی وہ دونوں خاموش ہو گئے تھے۔ سب سے پہلے کیتھی مسکراتی ہوئی اس کی طرف آئی تھی۔

"کیسی ہو ملائکہ؟ ابراہام نے بتایا تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں۔" وہ اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے کہہ رہی تھی۔

ملائکہ کا اس کی شکل بھی دیکھنے کو دل نہیں چاہ رہا تھا۔ وہ جبراً" بھی نہیں مسکرا سکی۔ بہت آہستگی سے اس نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے الگ کیا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں۔" رکھائی سے کہہ کر وہ کچن کی طرف بڑھ گئی۔ کیتھی نے حیرت سے ابراہیم کی طرف دیکھا۔ وہ کچن کی طرف دیکھ رہا تھا جہاں وہ گئی تھی۔ کیتھی اس کے پیچھے گئی تھی۔

"ملائکہ! میں تمہاری مدد کر دوں۔"

"نو تھینکس۔ میں اپنا کام کر سکتی ہوں۔" وہ اپنے لیے چائے کا پانی رکھتے ہوئے رکھائی سے بولی۔

"کیتھی! تم یہاں آؤ۔" ابراہیم کی آواز پر وہ ایک حیران بلکہ پریشان نظر اس پر ڈال کر ابراہیم کی طرف آ گئی۔

"کیا ملائکہ مجھ سے ناراض ہے؟" کیتھی کی آواز اس نے صاف سنی تھی۔

"چھوڑو اسے، وہ ایسی ہی ہے آدم بیزار۔" ابراہیم کی بات پر اس نے غصے سے فرائی پین چولہے پر رکھا تھا۔ آئل ڈال کر وہ پلیٹ لینے کے لیے مڑی تو اسے جلنے کی بو آئی تھی۔ وہ اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے پیچھے مڑی تو آگ اس کے پیچھے سے نکل رہی تھی۔ وہ بری طرح چیخنے لگی تھی۔ وہ دونوں اس کے بارے میں ہی بات کر رہے تھے چیخ سن کر کچن کی طرف بھاگے۔ اس کی چادر میں آگ لگی تھی۔ گھبراہٹ میں اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ وہ کیا کرے۔ ابراہیم نے ایک دم آگے بڑھ کر اس کی چادر کھینچی تھی۔ اب وہ جوتے سے آگ بجھا رہا تھا۔

آگ بجھانے کے بعد اس نے ملائکہ کی طرف دیکھا جو خوف زدہ نظروں سے اپنی چادر کی راکھ دیکھ رہی تھی۔ اس کا جسم ہلکے ہلکے کانپ رہا تھا۔ ابراہیم نے بے اختیار آگے جا کر اسے ساتھ لگا لیا۔ اس کے خوف میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی تھی۔ وہ اسی طرح کانپ رہی تھی۔ "تم ٹھیک ہو؟" ابراہیم نے جھک کر اس کا چہرہ دیکھا۔ اس نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا اور کتنی دیر غائب دماغی سے اسے دیکھتی رہی پھر ایک دم اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے دھکا دیا۔

"ہاتھ مت لگائیں مجھے، نہ میرے قریب آئیں۔ نفرت ہے مجھے آپ سے۔"

وہ کہہ کر بھاگنے کے انداز میں کمرے کی طرف بڑھی تھی۔ ابراہیم کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے تھے۔ کیتھی نے پریشانی سے ابراہیم کی طرف دیکھا۔ ملائکہ نے جو کچھ کہا تھا۔ وہ اردو میں تھا۔ وہ سمجھ تو نہیں سکی لیکن اتنا سمجھ گئی تھی۔ اس نے کچھ ایسا کہا ہے جو اسے نہیں کہنا چاہیے تھا۔ وہ خاموشی سے چلتا ہوا صوفے پر جا کر بیٹھ گیا۔

کیتھی کچھ دیر کھڑی اسے دیکھتی رہی پھر جا کر اس کے قریب بیٹھ گئی۔ اس کے قریب بیٹھنے پر بھی وہ یونہی بیٹھا رہا تو اس نے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے متوجہ کیا۔

"کیا بات ہے ابراہام! ملائکہ کیوں اپ سیٹ ہے؟" اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ اپنی بند مٹھی کو دیکھ رہا تھا۔

"ابراہام!" اب اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کا چہرہ اپنی طرف موڑا تھا "کیا ہوا ہے؟" اس کے پوچھنے پر وہ پھٹ پڑا تھا۔

"عذاب مول لے لیا ہے میں نے اس سے شادی کر کے۔ مجھے تکلیف دینے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتی۔"

"ابراہام! تم اس سے محبت کرتے تھے؟" کیتھی حیرت سے پوچھ رہی تھی۔

"محبت!" وہ جو کھڑا تھا ایک دم پلٹا تب ہی اس نے دروازے میں ملائکہ کی جھلک دیکھی تھی "محبت کا لفظ بھی اس کے لیے استعمال کرنا محبت کی توہین ہو گا۔ وہ

ایک عذاب ہے جو بابا کے کہنے پر میں نے اپنی زندگی میں داخل کرلیا۔ بابا کے کہنے پر میں نے اس سے شادی کی اور اب تک بابا کی وجہ سے یہ رشتہ سنبھالنے کے لیے مجبور ہوں' اگر بابا نہ ہوتے تو کب کا اسے اپنی زندگی سے نکال چکا ہوتا۔"

اور ملائکہ جو چائے لینے کے لیے باہر نکلنے والی تھی اس کی باتیں سن کر وہیں ساکت ہو گئی تھی۔ کسی سے نفرت کرنا کتنا آسان ہوتا ہے لیکن اپنے لیے کسی کی نفرت سہنا کتنا مشکل ہوتا ہے۔

"میں تو سمجھتی رہی تم اپنی میرڈ لائف سے بہت خوش ہو۔" کیتھی سر جھکائے دھیمی آواز میں بولی۔

ابراہیم نے بے اختیار گہرا سانس لیا۔ "کبھی کبھی مجھے لگتا ہے' مجھے تمہاری بددعا لگی ہے کیونکہ میں نے تمہاری سچی محبت کی قدر نہیں کی تھی۔"

کیتھی اٹھ کر اس کے قریب آ گئی۔ "ایسا کبھی مت سوچنا ابراہام! میں تمہیں بددعا دوں گی۔ میں تو آج بھی تم سے اتنی محبت کرتی ہوں کہ تمہاری خوشی کی دعا کرتی ہوں۔" وہ کچھ نہیں بولا تھا۔

ملائکہ نے دیوار سے ٹیک لگالی۔

"پھر تم نے کیا سوچا ہے؟" کچھ دیر بعد اس نے کیتھی کو کہتے سنا تھا۔

"کیا سوچنا ہے۔ اس نے مجھ سے ڈائیورس مانگی ہے اور میں اسے دوں گا۔ میں زبردستی کا قائل نہیں۔ یہ رشتہ چاہت کا ہے اور وہ ہمارے درمیان نہیں۔"

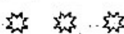
"ابراہام! کیا تمہاری زندگی میں میرے لیے کوئی جگہ ہے؟"

کیتھی کے سوال پر ملائکہ کی ساری حسیات الرٹ ہو گئی تھیں۔ ابراہیم نے ایک نظر سامنے دروازے کو دیکھ کر کیتھی کو دیکھا۔

"تم ہمیشہ سے میرے لیے بہت اہم رہی ہو کیتھی! چاہے ایک دوست کی حیثیت سے سہی۔ تم بے شک ایک آئیڈیل لڑکی ہو' میں ابھی تک خود کو اس صدمے سے باہر محسوس نہیں کرپایا لیکن میں جب بھی شادی کے بارے میں سوچوں گا تو وہ لڑکی تم ہی ہوگی۔"

"آئی لو یو ابراہام!" کچھ دیر بعد اس نے کیتھی کی خوشی سے بھرپور آواز سنی تھی۔ ابراہیم کی آواز نہیں آئی تھی۔

"چلو میں تمہیں چھوڑ آؤں۔" کچھ دیر بعد اس نے دروازہ کھلنے کی آواز سنی تو ایک دم باہر نکلی تھی۔



گاڑی ایک جھٹکے سے رکی تھی۔ کیتھی نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"کیا ہوا؟" اس نے کوئی جواب دیے بغیر گاڑی واپس موڑلی تھی۔ جب وہ واپس آیا تو اس کے اندیشے کے عین مطابق دروازہ کھلا تھا اور وہ اندر موجود نہیں تھی۔ اس نے بے اختیار اپنا دایاں ہاتھ دیوار پر دے مارا۔ پتا نہیں کیسے وہ دروازہ لاک کرنا بھول گیا تھا۔ وہ باہر کی طرف بھاگا۔ باہر بارش شروع ہو گئی تھی۔ وہ بارش سے بچتا ہوا تیزی سے کار تک پہنچا' وہ جتنی تیزی سے کار چلا سکتا تھا۔ اس نے چلائی تھی۔ کیتھی پریشانی سے اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔ مین روڈ پر آکر اس نے گاڑی روکی اور باہر نکل گیا۔ کیتھی پریشانی سے اسے بارش میں بھیگتا دیکھ رہی تھی۔ اس نے ایک ٹیکسی کو روکا' اب کھڑکی پر جھکا ڈرائیور سے کچھ کہہ رہا تھا پھر وہ گاڑی کی طرف آیا اور کیتھی کی طرف کا دروازہ کھولا۔

"کیتھی آئی ایم سوری۔ میں تمہیں ہوٹل نہیں چھوڑ سکتا۔ تم ٹیکسی سے چلی جاؤ۔ میں بعد میں تم سے ملتا ہوں۔"

اس کے ہر انداز سے بے چینی ظاہر ہو رہی تھی۔

"کیا ہوا ہے ابراہام؟ تم پریشان کیوں ہو؟"

"میں نے کہا نا کیتھی! تم جاؤ۔" وہ زور سے بولا تو کیتھی کچھ دیر دکھ سے اس کا چہرہ دیکھتی رہی پھر ناراضی سے تیزی سے چلتی ہوئی ٹیکسی میں جا کر بیٹھ گئی۔ وہ جانتا تھا' اسے اس طرح نہیں بولنا چاہیے تھا لیکن اس وقت وہ خود کو کسی بھی قسم کے کنٹرول سے بالاتر محسوس کررہا تھا۔ اس نے گاڑی واپس گھر کی طرف موڑلی۔ وہ ساتھ ساتھ اردگرد کا جائزہ بھی لے رہا تھا۔

تیز بارش کی وجہ سے باہر کا منظر دھندلا رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا وہ جا کہاں سکتی ہے۔ اس نے شیشے کے باہر دیکھنے کی کوشش کی جہاں آبادی نہیں درختوں کے گھنے جھنڈ تھے۔

چیخ کی آواز پر اس کے قدم بے ساختہ بریک پر پڑے تھے۔ وہ تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکلا۔ دوبارہ چیخنے کے ساتھ کراہنے کی آواز بھی آئی تھی اور آواز کا تعین کرتے ہوئے وہ اس طرف بھاگا تھا۔ چیخنے کی آواز رونے میں بدل گئی تھی اور اس کے قدموں میں تیزی آتی جارہی تھی۔ راستہ ڈھلوان کی صورت اختیار کر رہا تھا۔ تیز بارش کی وجہ سے وہ مکمل طور پر بھیگ چکا تھا اور کیچڑ کی وجہ سے پاؤں الگ پھسل رہے تھے۔

"ملائکہ!" اسے ڈھونڈنے میں ناکام ہو کر اس نے اسے آواز دی تھی۔

وہ ابراہیم اور کیتی کے پیچھے بھاگی تھی اور غیر ارادی طور پر دروازہ کھولا تھا اور دروازہ سچ مچ کھل گیا تھا۔ وہ کتنی دیر کھلے دروازے کو دیکھتی رہی اور اگلے ہی لمحے وہ سوچے سمجھے بغیر باہر کی طرف بھاگی تھی۔ باہر تیز بارش ہو رہی تھی اس نے صرف شال لے رکھی تھی۔ کوئی سویٹر نہیں تھا لیکن اس نے کوئی پروا نہیں کی وہ بس بھاگتی جا رہی تھی۔ اسے دور سے گاڑی کی ہیڈ لائٹ دکھائی دی تھیں۔ وہ سڑک کے درمیان جا کر کھڑی ہو گئی۔

گاڑی ایک جھٹکے سے اس کے قریب آکر رکی تھی۔

"او لڑکی! مرنے کا اتنا ہی شوق ہے تو کوئی اور گاڑی دیکھو۔ خودکشی کے لیے ہماری گاڑی ملی تھی۔" پسنجر سیٹ پر بیٹھا آدمی کھڑکی سے سر نکال کر بولا وہ بھاگ کر اس طرف آئی۔

"دیکھیں پلیز میں بہت پرابلم میں ہوں۔ مجھے بس اسٹاپ تک چھوڑ دیں۔"

وہ آدمی جو کچھ دیر پہلے غصے سے بول رہا تھا۔ اب بالکل خاموش تھا۔ ملائکہ نے قدرے غور سے اسے دیکھا اور اگلے ہی لمحے ڈر کر پیچھے ہٹی۔ وہ شخص بے حد گہرے رنگ کا مالک تھا۔ چہرے پر جا بجا زخموں کے نشان چہرے کو مزید بھیانک بنا رہے تھے اس کی بڑی بڑی مونچھیں۔ اس کو پیچھے ہٹتے دیکھ کر گاڑی کے پچھلے دروازے کھلے اور دو کم و بیش اسی سائز کے شخص نکلے۔ وہ الٹے قدم پیچھے ہٹی تھی۔

"پکڑو اسے۔" اس کا بھاگنے کا ارادہ دیکھ کر وہ آدمی چیخا اور وہ ایک لمحہ ضائع کیے بغیر بھاگی تھی۔ قدموں کی آواز اس کے قریب آتی جارہی تھی وہ ایک دم بائیں طرف مڑی اور درختوں کے جھنڈ میں داخل ہو گئی۔ بارش کی وجہ سے وہاں پھسلن تھی۔ پتا نہیں اس کا پاؤں کسی چیز سے ٹکرایا تھا یا پھسلا تھا۔ وہ اوندھے منہ گری اور لڑکھڑاتی ہوئی نیچے کی طرف گرنے لگی۔ اس کے منہ سے دل خراش چیخ نکلی تھی۔ چیخ کی آواز سن کر وہ دونوں آدمی چونکے تھے اس سے پہلے وہ اس کی طرف بڑھتے انہوں نے ایک کار کو کچھ دور رکتے دیکھا۔ وہ دونوں واپس بھاگے۔

پتا نہیں کہاں کہاں چوٹ لگی تھی لیکن سارے جسم سے درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔ اٹھنے کی کوشش میں وہ پھر گر گئی تھی۔ درد کی شدت سے وہ ایک بار پھر چیخ اٹھی تھی اس کا سارے کپڑے کیچڑ میں لتھڑے ہوئے تھے اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو آنکھوں کے سامنے کیا جو زخمی تھے۔ بے بسی اور درد کے احساس سے وہ اونچی آواز میں رونے لگی۔ اس نے روتے ہوئے خوف زدہ نظروں سے اردگرد کا جائزہ لیا وہ دونوں کسی وقت بھی آسکتے تھے۔

صبح سے اس نے کچھ بھی نہیں کھایا تھا۔ کمزوری کی وجہ سے پہلے ہی چکر آرہے تھے۔ رہی سہی کسر زخموں نے پوری کر دی تھی۔ اسے اپنی موت بہت قریب نظر آرہی تھی۔

اس کی آنکھوں میں اپنوں کے چہرے گھومنے لگے تھے۔ ڈیڈی میری لاش دیکھ کر بہت روئیں گے اور مما علی چاچو اور ابراہیم وہ ابھی اس نام تک پہنچی تھی جب اس کو لگا اس نے ابراہیم کی آواز سنی ہے۔ وہ کیوں آئے گا۔ اس نے شکر تو کیا ہو گا مجھ سے جان چھوٹی۔

اس نے ایک بار پھر اپنا نام سنا تھا اور اب کی بار وہ وہم نہیں لگا تھا۔

"ابراہیم!" وہ پورا زور لگا کر چیخی تھی۔ بھاگتے قدموں کی آواز قریب آرہی تھی۔ اس نے پورا زور لگا کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن اٹھ نہ سکی۔ بند ہوتی آنکھوں کے سامنے اس نے اسے اپنے قریب آتے دیکھا تھا۔

ابراہیم کو دیکھ کر دل نے جو اطمینان محسوس کیا تھا، وہ خود بھی حیران ہو گئی تھی۔

"او مائی گاڈ!" اس کے قریب دو زانو بیٹھتے ہوئے اس نے بے اختیار کہا تھا۔ دل تو چاہ رہا تھا، دو تھپڑ لگائے لیکن اس کی حالت اتنی قابلِ رحم ہو رہی تھی کہ وہ چپ کا چپ رہ گیا۔

"تم چل سکتی ہو؟" ابراہیم کے پوچھنے پر اس نے بڑی مشکل سے سر نفی میں ہلایا تھا۔ وہ کھڑا ہو کر اسے دیکھنے لگا۔ ابھی کچھ دیر پہلے اس نے اس کے قرب سے بھی نفرت کا اظہار کیا تھا اور اس کی یہ حالت بھی اس وجہ سے تھی کہ وہ اس سے دور جانا چاہتی تھی تو وہ کیسے اس کے قریب جاتا۔ ٹھیک اسی وقت وہ بھی کچھ دیر پہلے اپنے کہے الفاظ کو سوچ رہی تھی۔

اس کو یوں نڈھال دیکھ کر اس نے اپنی انا کو پیچھے رکھا اور جھک کر اسے اٹھایا۔ وہ اسے بازو کے گھیرے میں لے کر چل رہا تھا لیکن صاف محسوس ہو رہا تھا، اسے چلنے میں دشواری ہو رہی تھی۔ جبکہ اس کا سر اس کے سینے سے لگا تھا اور آنکھیں بند تھیں۔ اسے صرف اس کی دھڑکن سنائی دے رہی تھی۔ بارش اب بھی ہو رہی تھی۔ وہ بہت مشکل سے گاڑی تک پہنچا تھا۔ گاڑی کا پچھلا دروازہ کھول کر اس نے ملائکہ کو اندر بٹھایا اور ڈرائیونگ سیٹ پر آگیا۔

وہ پہلی بار اسلام آباد آیا تھا۔ اسے ان کچھ دنوں میں کچھ راستے ہی یاد ہوئے تھے۔ ہسپتال کہاں ہے، وہ نہیں جانتا تھا بارش اور رات کی وجہ سے سڑکیں سنسان تھیں اور دکانیں بھی بند تھیں۔ راستے میں اسے ایک میڈیکل اسٹور کھلا نظر آیا تھا، اس نے گاڑی اسٹور کے آگے روک دی۔ کاؤنٹر کے کھڑے لڑکے سے اس نے ہسپتال کے بارے میں پوچھا اور یہ سن کر کہ ہسپتال ایک گھنٹے کی ڈرائیو پر ہے۔ وہ بری طرح مایوس ہوا تھا بینڈیج وغیرہ اور کوئی پین کلر لے کر وہ واپس گاڑی میں آگیا۔ کار اس نے کرائے پر لی تھی۔ رات کو واپس کرنی تھی لیکن اب ایک تو بارش کی وجہ سے اور دوسرا ملائکہ کی حالت کی وجہ سے یہ ممکن نہیں تھا۔

گھر پہنچ کر اس نے کار سائیڈ پر پارک کی اور پچھلا دروازہ کھول کر ملائکہ کو آواز دی۔ لیکن اس میں کوئی حرکت نہیں ہوئی۔ اس نے آگے کی طرف جھک کر اس کا بازو پکڑا اور کھینچ کر اسے بٹھایا۔ وہ نیم بے ہوشی کی کیفیت میں تھی۔ بڑی دقت سے اس نے اسے کار سے نکالا اور لاک کھول کر وہ اسے سیدھا بیڈ روم میں لے آیا۔

بیڈ پر لٹا کر اس نے اسے دیکھا۔ اس کے سارے کپڑے کیچڑ سے بھرے ہوئے تھے اور گیلے بھی تھے۔

"ملائکہ!" اس نے جھک کر اس کا گال تھپتھپایا۔

"ملائکہ!" اس نے اب زور سے آواز دی تھی اس نے بمشکل آنکھیں کھولیں۔

"کپڑے چینج کرلو۔" اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ دوبارہ آنکھیں بند کرلیں۔

"چلو شاباش! ہمت کرو، کپڑے چینج کیے بغیر تم سو نہیں سکتیں۔" اس نے بازو سے پکڑ کر اسے بٹھایا۔

"مجھے نیند آرہی ہے۔" وہ واقعی سونے کے موڈ میں تھی۔

"اگر تم نہیں اٹھیں تو میں خود تمہارے کپڑے بدل دوں گا۔"

اس کی دھمکی واقعی کارگر ثابت ہوئی تھی۔ اس کی نہ صرف آنکھیں کھل گئی تھیں بلکہ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی تھی۔ وہ اس کے بیگ سے کپڑے نکال رہا تھا۔

"باتھ لے لو پھر میں تمہارے زخموں پر بینڈیج کر دیتا ہوں۔" وہ بمشکل چل کر باتھ روم تک پہنچی تھی۔

"ڈور لاک نہ کرنا۔"

"کیوں؟" اس نے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا۔
"اگر تم اندر بے ہوش ہو گئیں تو کون نکالے گا۔"
گرم پانی سے نہانے کے بعد سکون تو ملا تھا لیکن ایسا لگ رہا تھا۔ سارے زخم ہرے ہو گئے ہیں' زخموں پر مرچیں سی لگنے لگی تھیں۔
جب وہ باہر آئی تو کمرے میں ہیٹر لگا تھا۔ بیڈ شیٹ بیڈ پر نہیں تھی' بیڈ پر کھانے کی ٹرے تھی جبکہ وہ خود پتا نہیں کہاں تھا۔ وہ بیڈ پر جا کر بیٹھ گئی جب وہ شاپر لیے اندر داخل ہوا۔ اس نے بھی کپڑے بدل لیے تھے۔
"تم نے کھانا شروع نہیں کیا۔" اس نے پہلی بار غور سے ابراہیم کو دیکھا۔ اس کے اتنے برے سلوک کے باوجود وہ اس کا کتنا خیال رکھ رہا تھا۔ اسے یوں غور سے دیکھتے پا کر وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔ تو اس نے اس پر سے نظریں ہٹا کر ٹرے پر ٹکا دیں۔ کھانا دیکھ کر اس کی بھوک چمک اٹھی تھی۔
نوالہ توڑنے میں اسے تکلیف تو ہوئی لیکن وہ ضبط کر گئی۔ کھانا کھاتے ہوئے وہ وقتاً "فوقتاً" اس پر بھی نظر ڈال رہی تھی جو نماز پڑھ رہا تھا۔ کتنا سکون تھا اس کے چہرے پر۔ ملائکہ نے پہلی بار غور کیا تھا کہ وہ بہت خوب صورت تھا۔ اور پہلی بار ہی اسے یہ احساس بھی ہوا تھا کہ وہ اس کا اپنا تھا۔ اس کے سلام پھیرنے پر اس نے نظروا' کا زاویہ بھی بدل لیا۔ وہ جائے نماز سمیٹ چکا تھا وہ کھانا ختم کر کے ٹرے رکھنے کے لیے کھڑی ہوئی تو وہ اس کے پاس آ گیا۔
"تم رہنے دو۔" اس نے اس کے ہاتھ سے ٹرے لے لی۔
"کھانا بہت اچھا تھا۔ آپ کو کوکنگ کا کافی شوق لگتا ہے۔"
پتا نہیں کیوں اس کا دل چاہ رہا تھا اس سے بات کرے ابراہیم نے مڑ کر اسے دیکھا۔
"یہ شوق نہیں مجبوری ہے۔ چائے پیو گی؟"
"میں بناتی ہوں۔" ابراہیم نے کچھ حیران ہو کر اسے دیکھا۔ پھر سر جھٹک کر باہر نکل گیا تو اس نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا لی۔ آج پہلی بار ابراہیم کے ساتھ اسے عجیب سے تحفظ کا احساس ہو رہا تھا۔
آہٹ پر اس نے آنکھیں کھولیں۔ وہ ٹرے لیے اندر داخل ہو رہا تھا جو کام اس کے تھے' وہ ابراہیم کر رہا تھا۔ شرمندگی اور دکھ سے اس کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔ اس کی نم آنکھیں دیکھ کر وہ پریشان ہوا تھا۔
"کیا ہوا' درد ہو رہا ہے؟" اس کا سر جھک گیا تھا اس کی عظمت کے آگے۔ اس کے آنسوؤں میں روانی آ گئی۔ ابراہیم کچھ دیر اسے دیکھتا رہا پھر گہرا سانس لے کر بولا۔
"میں جانتا ہوں۔ تم کیوں رو رہی ہو؟" ملائکہ نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔
"میں نے کبھی نہیں چاہا تھا کہ تمہیں تکلیف دوں لیکن میں نے تمہیں تکلیف دی۔ تم نے مجھے بتایا تھا۔ تم مجھ سے شادی نہیں کرنا چاہتیں تو مجھے تم سے شادی نہیں کرنی چاہیے تھی۔" وہ اب کاٹن پر ڈیٹول لگا رہا تھا۔ "لیکن بابا کی وجہ سے میں مجبور ہو گیا تھا۔"
وہ اب اس کا ہاتھ پکڑ کر ڈیٹول لگا رہا تھا۔ زخم پر ڈیٹول لگتے ہی اس کے منہ سے سسکاری نکلی تھی۔
"سوری۔" اس کے ہاتھ کھینچنے پر وہ بولا۔
"تم نے کس طرح مجھے تنگ کیا۔ میں تمہیں یہاں بدلہ لینے کے لیے نہیں لایا تھا جب میں نے علی کو بتایا تھا کہ تم ڈائیورس چاہتی ہو تو اس نے کہا کہ آپ اتنی جلدی نہ کریں۔ شاید وقت تمہارے خیالات بدل دے۔ پھر میں نے بھی سوچا کہ اگر ہم دونوں ساتھ رہیں تو..." وہ پتا نہیں کیا کہنے جا رہا تھا خاموش ہو گیا۔
ملائکہ پلکیں جھپکائے بغیر اسے دیکھ رہی تھی۔
"مجھے لگا تھا تم مجھے ناپسند کرتی ہو۔ لیکن مجھے اندازہ ہوا کہ تم مجھ سے نفرت کرتی ہو' اتنی نفرت کہ مجھ سے دور جانے کے لیے تم نے خود کو مصیبت میں ڈال لیا۔"
وہ اس کی طرف دیکھ کر بات نہیں کر رہا تھا۔
"میں نہیں چاہتا تھا میری وجہ سے تمہیں کچھ ہو' میں نے کل کی سیٹیں کنفرم کروائی ہیں۔ کل جاتے ہی میں وکیل سے بات کر کے پیپرز تیار کروا لوں گا۔ اب

...نہیں مجھے برداشت نہیں کرنا پڑے گا۔" اس نے گہرا سانس لے کر بات ختم کی اور ٹرے کی طرف دیکھا۔

"چائے ٹھنڈی ہو گئی ہے۔" اس نے ٹھنڈی چائے کو دیکھ کر کہا۔ "تم یہ چین کلر کھالو۔" اس نے سائیڈ ٹیبل سے ٹیبلٹ اور پانی کا گلاس اٹھا کر اس کی طرف بڑھایا۔

"میں نے اگر تمہیں ہرٹ کیا ہو تو میں اس کے لیے بہت شرمندہ ہوں۔" ملائکہ نے اب کی بار اس کے چہرے کی طرف نہیں دیکھا۔ اس کے ہاتھ سے گلاس اور ٹیبلٹ لے لی۔ جتنی دیر اس نے دوائی نہیں کھائی اتنی دیر وہ کھڑا رہا۔

"محبت نہ ملے تو بدقسمتی ہوتی ہے لیکن محبت کو پاکر کھو دینا اس سے بڑی بدقسمتی ہوتی ہے۔" وہ کہہ کر باہر نکل گیا تھا۔ جبکہ وہ ابھی تک اس کے آخری جملے میں اٹکی تھی۔

"اس نے ایسا کیوں کہا؟ کیا اس نے محبت کو پاکر کھو دیا۔ کیا اس نے ابراہیم کو کھو دیا ہے؟" اس نے نفرت دی تھی تو بدلے میں اسے نفرت ہی ملنا تھی۔ وہ کتنی دیر بند دروازے کو دیکھتی رہی۔



صبح جب وہ اٹھی تو اس کا پہلو خالی تھا بغیر شکن بستر ظاہر کر رہا تھا۔ وہ اندر نہیں آیا تھا۔ وہ چکراتے سر کے ساتھ بمشکل اٹھی۔ اسے بخار بھی محسوس ہو رہا تھا شاید رات کی بارش اپنا اثر دکھا گئی تھی۔ وہ منہ دھو کر کپڑے بدل کر جب لاؤنج میں آئی تو خالی لاؤنج اس کا منہ چڑا رہا تھا۔ اس نے کچھ حیرت سے اطراف میں نظریں دوڑائیں۔ تب ہی اس کی نظر ٹیبل پر رکھے اپنے موبائل اور کرنسی پر پڑی تھی۔ وہ حیران ہوتی ہوئی آگے بڑھی۔ موبائل آن کر کے اس نے ٹائم دیکھا دن کے بارہ بج رہے تھے۔

"وہ کہاں گیا ہو گا؟" وہ پریشان ہو کر ہاتھ میں پکڑی چیزوں کو دیکھنے لگی۔ کچھ دن پہلے وہ ان چیزوں کے غائب ہونے پر پریشان ہوئی تھی۔ آج ان کی موجودگی اس کے لیے پریشانی کا باعث تھی۔ وہ دوبارہ کمرے میں آئی اور دھک سے رہ گئی۔ اس کا بیگ بھی غائب تھا۔ وہ کتنی دیر دروازے کا ہینڈل تھامے گم صم کھڑی رہی۔ اس نے سر نفی میں ہلایا۔

"نہیں۔ وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ وہ مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔"

اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھی لاک گھماتے ہی وہ کھل گیا تھا۔ اگر دروازہ نہ کھلتا تو اچھا تھا۔ پتا نہیں کیوں وہ ایک جادو اثر لمحہ اس کو ایک عجیب سے حصار میں مقید کر گیا تھا۔ ٹھنڈی ہوا اندر داخل ہو رہی تھی۔ آج بارش تو نہیں تھی لیکن دھند نے سامنے کے منظر کو دھندلا دیا تھا۔ گھر کی چار دیواری کے باہر کی دنیا کتنی خوفناک ہے اس کا اندازہ اسے کل ہو گیا تھا۔ اس نے دروازہ بند کر دیا۔

"وہ بدلہ لینے کے لیے مجھے یہاں لے کر آیا تھا اور بدلہ لینے کے لیے چھوڑ کر بھی جا سکتا ہے۔"
— دل ایک پل کے لیے دھڑکا تھا۔

اسے انتظار کرتے ایک گھنٹہ ہو گیا تھا۔ اسے بھوک بھی لگی تھی۔

اس سے پہلے وہ کچھ کھانے کے لیے اٹھتی۔ لائٹ چلی گئی۔ کمرہ گھپ اندھیرے میں ڈوب گیا۔ وہ پریشانی سے آنکھیں پھاڑے اندھیرے میں دیکھنے لگی۔ اندھیرے میں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے بھوت اس کے اردگرد ناچ رہے ہوں۔ اس نے اونچی آواز میں رونا شروع کر دیا۔ تب ہی دروازے پر بڑے زور کی دستک ہوئی تھی۔ اس کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔ وہ ڈرتے ڈرتے دروازے کی طرف بڑھی۔ کوئی دروازہ کھولنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس نے خوف زدہ نظروں دروازہ دیکھ کر اپنی حفاظت کے لیے کسی چیز کی تلاش کی تھی تب ہی دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا تھا۔ اس کے منہ سے دل خراش چیخ نکلی تھی۔ اندر داخل ہوتا ابراہیم اور اس کے پیچھے آتی کیتھی نے حیرت سے اسے دیکھا جو

آنکھیں بند کیے مسلسل چیخے جارہی تھی۔ ابراہیم گھبرا کر اس کی طرف بڑھا۔

"ملائکہ!" اس نے اسے کندھوں سے پکڑ کر زور سے آواز دی تھی۔ وہ یکدم چپ ہو گئی۔ اس نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا اور ابراہیم پر نظر پڑتے ہی وہ اس کے سینے سے لگ کر زور زور سے رونے لگی۔ ابراہیم کے لیے اس کا یہ ردِعمل بالکل غیر متوقع تھا۔

"آپ مجھے چھوڑ کر کہاں چلے گئے تھے؟" ابراہیم کے لیے یہ دوسرا جھٹکا تھا۔ ابراہیم نے اسے دونوں ہاتھوں سے تھام کر خود سے الگ کیا۔ وہ دور تو ہو گئی تھی لیکن اس نے اس کا سوئیٹر نہیں چھوڑا تھا۔

"میں کیتھی کو لینے گیا تھا۔" اس کے کہنے پر ملائکہ جیسے ہوش میں آئی اس نے پہلے چونک کر ابراہیم کا چہرہ دیکھا اور پھر اس کے ساتھ کھڑی کیتھی کو جو بہت عجیب نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی جن میں اس کے لیے یا اس کے اس جذباتی ردِعمل کے لیے ناپسندیدگی صاف نظر آرہی تھی۔ سوئیٹر پر اس کی گرفت پہلے ہلکی اور پھر ختم ہو گئی۔

"تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں تھی اور تم سو رہی تھیں اس لیے میں نے تمہیں جگایا نہیں۔ کیا ہوا تم رو کیوں رہی تھیں؟"

"کچھ نہیں۔" اس نے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

"ہمیں ایئرپورٹ کے لیے نکلنا ہے تین بجے فلائٹ ہے۔"

ملائکہ نے ایک بار پھر کیتھی کی طرف دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ پہلے دن کی نسبت آج وہ اسے بہت مختلف لگی تھی۔ اس کی آنکھوں کے رنگ شاید اس لیے بدلے تھے کہ ابراہیم نے اسے ان دونوں کی ناکام ازدواجی زندگی کے بارے میں بتا دیا تھا یا اس کی آنکھوں میں ابراہیم کو پالینے کی آس تھی۔

"تم نے ناشتا کر لیا؟" ابراہیم کے سوال پر وہ غائب دماغی سے اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔ "اگر یہ مجھ سے نفرت کرتا ہے تو اس کو میری اتنی فکر کیوں ہے۔" اس کے مسلسل خود کو دیکھنے پر ابراہیم حیران ہوا تھا۔ آج تو وہ اسے حیران کرنے پر تلی تھی۔

"ابراہام! ہمیں ایئرپورٹ جانا ہے۔" ان دونوں کو یوں ایک دوسرے کو دیکھتا پا کر کیتھی نے ناگواری سے ٹوکا تھا۔

ان دونوں نے ایک ساتھ کیتھی کو دیکھا تھا۔

"میں اپنا بیگ لے گیا تھا تم نے جو سامان رکھنا ہے رکھ لو۔" وہ اس سے کہہ رہا تھا۔ وہ مزید کوئی بات کیے بغیر کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ جب وہ ٹرالی لے کر باہر آئی تو وہ دونوں دروازے کے پاس ہی کھڑے تھے۔ اسے دیکھ کر ابراہیم نے بیگ لینے کے لیے ہاتھ اس کی طرف بڑھایا بیگ پکڑنے کے لیے بڑھا اس کا ہاتھ ایک لمحے کے لیے اس کے ہاتھ سے ٹکرایا تھا۔ ابراہیم نے چونک کر اسے دیکھا۔

"تمہیں تو بخار ہے۔" اس نے کہنے کے ساتھ غور سے اس کا چہرہ دیکھا جس کا چہرہ اور آنکھیں دونوں سرخ ہو رہے تھے۔ وہ کوئی جواب دیے بغیر کار کی طرف بڑھ گئی۔

راستے میں ابراہیم اور کیتھی ہی باتیں کرتے رہے۔ ابراہیم آگے تھا جبکہ وہ دونوں پیچھے بیٹھی تھیں۔ کیتھی سے بات کرتے ہوئے وہ بار بار اسے بھی دیکھ رہا تھا۔ وہ خاموشی سے کار سے باہر دوڑتے نظاروں کو دیکھنے میں مصروف تھی۔ فلائیٹ ٹائم پر تھی اس لیے انہیں انتظار نہیں کرنا پڑا۔ اسے اچانک کیتھی بری لگنے لگی تھی۔ ابھی بھی وہ جس طرح ابراہیم کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی اس کا دل چاہ رہا تھا اسے کوئی منتر آتا ہو اور وہ ایک پل میں اسے ابراہیم کے پہلو سے نظروں سے غائب کر دے اور کیتھی تو پہلے ہی کہہ چکی تھی کہ اسے اس سے حسد محسوس ہوتا ہے پہلے تو کوئی پردہ تھا لیکن ابراہیم نے وہ پردہ بھی ختم کر دیا تھا۔ اب تو وہ اسے اپنے اور ابراہیم کے درمیان دیوار ہی سمجھ رہی ہوگی۔ اسے کھڑکی کے ساتھ والی سیٹ ملی تھی۔ جہاز اس وقت آسمان کی بلندیوں پر تھا۔ وہ بڑے غور سے بادلوں کو گزرتے دیکھ رہی تھی جب اچانک ابراہیم نے اس

کے کان میں سرگوشی کی تھی۔

"شاید یہ ہمارا ایک ساتھ آخری سفر ہو۔" اس نے ایک دم سر گھما کر اسے دیکھا' وہ اس کے اتنے قریب تھا کہ اس کی سانسیں اسے اپنے چہرے پر محسوس ہو رہی تھیں۔ لیکن اس نے نہ چہرہ پیچھے کیا تھا اور نہ ہی نظریں ہٹائی تھیں۔

"میں تم سے ایک چیز کے لیے ایکسکیوز کرنا چاہتا ہوں' میں عورت کی بہت عزت کرتا ہوں اور کسی بھی عورت پر ہاتھ اٹھانا بہت بڑا گناہ سمجھتا ہوں۔ اس دن پتا نہیں کیسے میرا ہاتھ اٹھ گیا۔ میں اس کے لیے بہت شرمندہ ہوں۔ میں جانتا ہوں' تم مجھ سے نفرت کرتی ہو لیکن کوشش کرنا کہ تم مجھے معاف کر سکو۔"

وہ اب بھی اس کے اتنے ہی قریب تھا اور اس کی آواز سرگوشی سے زیادہ نہیں تھی۔

"میں لاہور پہنچ کر پیپرز تیار کروالوں گا پھر تمہیں میرے ناقابل برداشت ساتھ سے آزادی مل جائے گی۔" ملائکہ کی آنکھوں کی سطح نم ہوئی تھی۔

"بابا کو دکھ تو بہت ہو گا اور وہ مجھ سے ناراض بھی ہوں گے لیکن میں مینج کرلوں گا۔ لیکن ان سب کے بعد میرا یہاں رہنا اور اس سب کو بھلانا بہت مشکل ہو گا۔"

ابراہیم نے اس کے چہرے سے نظریں ہٹالی تھیں ملائکہ نے سختی سے اپنے ہونٹوں کو بھینچا لیکن آنسو پھر بھی پلکوں سے باہر نکل آئے تھے۔ ابراہیم کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گیا تھا' شاید وہ بھی ضبط کر رہا تھا ملائکہ اب بھی اسے دیکھ رہی تھی۔ ابراہیم نے اب اس کا ہاتھ تھام لیا تھا۔

"میں بابا کے ساتھ ہمیشہ کے لیے لندن چلا جاؤں گا۔ وہ گھر بابا نے تمہارے لیے بنوایا تھا۔ اس گھر میں اب نہ میں رہ سکوں گا اور نہ بابا۔" اس نے اب سیدھا اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا' اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر حیران ہوا تھا۔

"تم رو رہی ہو؟" اس کے آنسو صاف کرنے کے لیے اس نے ہاتھ بڑھایا لیکن اس سے پہلے ملائکہ نے ہاتھ آگے کر کے اس کا ہاتھ روک دیا۔ اس کے ہاتھ میں دبا اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور چہرہ بھی موڑ لیا۔ ابراہیم کتنی دیر اس کے بالوں کو دیکھتا رہا اور جب بولا تو اس کی آواز مزید دھیمی تھی۔

"مجھے پتا ہے۔ تم مجھ سے نفرت کرتی ہو' مجھے یاد نہیں کرو گی لیکن پلیز مجھے معاف کر دینا۔"

ملائکہ نے آنکھیں زور سے بند کرلیں۔ کیتھی باتھ روم میں گئی تھی۔ وہ واپس آگئی تھی۔ ابراہیم نے منہ کیتھی کی طرف موڑ لیا۔ وہ نہیں جانتا تھا اس کے ساتھ بیٹھا وجود آنسوؤں کی صورت میں قطرہ قطرہ پگھل رہا ہے۔



لاہور ایئرپورٹ پر اترتے ہی اس کے قدم بوجھل ہونے لگے تھے۔ اس نے متلاشی نظروں سے سامنے دیکھا اور بھیڑ میں اسے اپنا نظر آ ہی گیا تھا۔ وہ سب کچھ بھول کر علی کی طرف بڑھی تھی۔ اس کے گلے لگتے ہی وہ رو پڑی تھی' علی اسے بازوؤں کے حلقے میں لیے بار بار اس کا سر چوم رہا تھا۔

"بس کرو بجو! ورنہ میں بھی رونا شروع کر دوں گا۔" اس کو یوں روتا دیکھ کر اس کی آنکھیں نم ہو رہی تھیں۔

ملائکہ نے بڑی مشکل سے خود کو کنٹرول کیا تھا۔ علی نے ابراہیم سے مل کر کیتھی کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ ابراہیم اب کیتھی کا تعارف کروا رہا تھا' جبکہ وہ ابھی تک خود کو کنٹرول کرنے میں ناکام رہی تھی۔

گھر پہنچتے ہی سب ان کے استقبال کے لیے کھڑے تھے جیسے عمرہ کر کے وہ لوگ واپس آئے ہوں۔ جعفر حسین' نوشابہ' فیروز تینوں کے مسکراتے چہرے اس پر نظر پڑتے ہی پریشان ہو گئے تھے "یہ کیا ہوا؟" جعفر حسین کی حالت ایسی تھی جیسے کسی نے ان کی جان نکال لی ہو۔ نوشابہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور فیروز صاحب نے بھی جن نظروں سے اسے دیکھا۔ وہ ایک دم پریشان ہو گیا۔ ابھی صرف ملائکہ کے منہ کھولنے کی

دیر تھی اسے تو لگ رہا تھا۔ جعفر انکل اسے گولی مار دیں گے اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو فیروز صاحب اسے عاق کر دیں گے اسے اپنے ساتھ ساتھ کیتھی کی بھی فکر لگ گئی تھی۔ جسے فیروز صاحب نے ناپسندیدگی سے دیکھا تھا۔

اس نے کیتھی کو دیکھا جو پریشانی سے سب کو دیکھ رہی تھی۔ اسے اندر چلنے کا اشارہ کر کے وہ اندر داخل ہو گیا۔ وہ سب بیٹھ چکے تھے۔ وہ بھی جا کر خاموشی سے صوفے پر بیٹھ گیا۔

"بیٹا! میں پوچھ رہا ہوں' یہ سب ہوا کیسے؟"

"ڈیڈی! ہم آؤٹنگ کے لیے باہر نکلے تھے۔ بارش کی وجہ سے کافی پھسلن تھی۔ مجھے پتا ہی نہیں چلا۔ میرا پاؤں سلپ ہوا اور میں گر گئی۔ بس معمولی سی چوٹیں ہیں اور بخار تو آج صبح ہی ہوا ہے۔" شکر ہے وہ روئی نہیں تھی۔ ابراہیم نے بے اختیار سکون کا سانس لیا۔

"ابراہیم! تم اس کا خیال نہیں رکھ سکتے تھے؟" فیروز صاحب نے غصے سے اسے دیکھا۔ وہ کیا کہہ سکتا تھا' سوائے خاموشی کے اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ اس کو یوں ڈانٹ کھاتا دیکھ کر وہ بے اختیار بول پڑی تھی۔

"چاچو! ان کا کوئی قصور نہیں۔ انہوں نے تو میرا بہت خیال رکھا تھا۔ مجھے کھانا بھی یہی پکا کر دیتے تھے۔" وہاں پر موجود ہر کوئی اس کی بات پر مسکرا دیا تھا۔

"شرم کرو بجو! یہ کام تمہارا تھا۔"

"میں سیکھ لوں گی۔" وہ سر جھکا کر دھیمی آواز میں بولی تو علی بے ہوش ہوتے ہوتے بچا۔

"یہ میرے گناہ گار کان کیا سن رہے ہیں' سنا مما؟" علی نے نوشابہ کو مخاطب کیا جو خود خوشگوار حیرت سے بدلی بدلی ملائکہ کو دیکھ رہی تھیں۔

"ابراہیم بھائی! کیا جادو کیا ہے آپ نے۔ ہمیں بھی بتائیں۔" علی شرارتی انداز میں اسے دیکھنے لگا لیکن وہ مسکرا بھی نہ سکا۔ وہ بہت سنجیدگی سے ملائکہ کو دیکھ رہا تھا۔ تب ہی اس نے بھی ابراہیم کو دیکھا تھا اور پھر جلد ہی نظریں بھی ہٹا لیں۔ ملائکہ کی طرف سے تسلی ہو گئی تو ان کی نظر کیتھی پر پڑی۔ انہوں نے کچھ حیران ہو کر اسے دیکھا۔ ان کے دیکھنے پر ابراہیم نے کیتھی کا تعارف کروایا۔

"انکل! یہ میری فرینڈ کیتھی ہے۔ لندن سے آئی ہے۔ اسے پاکستان دیکھنے کا بہت شوق تھا۔"

سب کچھ جیسے ایک دم نارمل ہو گیا تھا۔ سب باتوں میں مصروف ہو گئے تھے۔ نوشابہ کچن میں کھانے کا انتظام کرنے چلی گئیں۔ وہ اب تک حیران تھا۔ اس نے ایسا کیوں کیا اگر وہ اس کی شکایت لگا دیتی تو جو وہ چاہتی تھی اسے مل جاتا۔ اس کا مرجھایا ہوا چہرہ واپس آتے ہی کیسے کھل اٹھا تھا۔ ابراہیم کو ایک بار پھر افسوس ہوا اس نے اسے کتنا تنگ کیا تھا۔

"ابراہام! ہمیں چلنا چاہیے۔" کیتھی کی آواز پر اس نے چونک کر اسے دیکھا اور ملائکہ نے بھی چونک کر انہیں دیکھا۔

"ایسے نہیں بیٹا! کھانا تیار ہے۔ کھانا کھا کر جانا۔" جعفر حسین نے انہیں روک لیا تھا۔ کھانا کھا کر وہ جانے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ ملائکہ کا خیال تھا' وہ اسے بھی چلنے کو کہے گا۔ لیکن اس نے ایسا کچھ نہیں کہا تھا۔

"ابراہیم! ملائکہ نے نہیں چلنا؟" فیروز صاحب نے اسے جاتے دیکھ کر پوچھا تھا۔ اس نے مڑ کر پیچھے دیکھا۔ ملائکہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"بابا! ملائکہ کی طبیعت ٹھیک نہیں' یہاں انکل' آنٹی ہیں۔ ٹھیک کیئر کر سکتے ہیں۔ دوسرا وہ کافی دن انکل سے دور رہی ہے۔ اداس بھی ہے۔ کچھ دن اسے یہیں رہنے دیں۔"

چھن سے کچھ ٹوٹا تھا۔

"ابراہیم بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے' میں بہت اداس ہو گیا تھا اپنی بیٹی کے بغیر۔ مجھے جی بھر کر باتیں بھی کرنی ہیں۔" انہوں نے اسے بازو کے حلقے میں لے کر ساتھ لگایا تو وہ بڑی دقت سے مسکرائی تھی۔

کیتھی ہوٹل میں رکنا چاہتی تھی۔ لیکن وہ اسے گھر

لے آیا تھا۔ اسے گیسٹ روم دکھا کر وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ کپڑے چینج کر کے نکلا تو فیروز صاحب اس کے منتظر تھے۔ اس نے ذہنی طور پر خود کو ان کے سوالوں کے لیے تیار کر لیا تھا۔

"لگتا ہے بابا! آپ کو کوئی ضروری بات کرنی ہے۔" وہ مسکراتا ہوا ان کے سامنے بیٹھ گیا تو وہ ہنس پڑے۔

"مجھے پتا تھا، تمہیں یہی لگا ہو گا، میرا باپ کوئی نیا حکم دینے آیا ہو گا۔"

اس نے اگر انکار نہیں کیا تھا تو اقرار بھی نہیں کیا تھا۔ بس مسکرا دیا تھا۔

"کچھ خاص نہیں۔ بس تمہیں دیکھنے آیا تھا۔ کتنے دن بعد دیکھ رہا ہوں۔" وہ ان کے گلے لگ گیا تھا۔

"کیتھی کو آئے کتنے دن ہو گئے ہیں؟" ان کے پوچھنے کا انداز سرسری تھا لیکن وہ جانتا تھا۔ وہ یہی بات پوچھنے آئے تھے۔

"یہی کوئی پانچ دن۔"

"کتنے دن اور رہنے کا ارادہ ہے؟"

"پتا نہیں بابا! میں نے پوچھا نہیں۔"

"ابراہیم! اگر وہ ہوٹل میں رہنا چاہتی تھی تو رہنے دیتے۔ یوں گھر میں رکھنا اچھا نہیں لگتا۔"

"بابا! وہ پاکستان مجھ سے ملنے آئی ہے اور پھر وہ میری دوست ہے۔ ہمارے گھر میں اتنی جگہ ہے کہ وہ آرام سے رہ سکے تو پھر ہوٹل کی کیا ضرورت ہے۔" اس کی دلیل پر وہ چپ ہو گئے تھے۔

"تم دونوں نے انجوائے تو کیا نا!"

"جی!" وہ ڈریسنگ ٹیبل میں سے کچھ ڈھونڈتے ہوئے بولا۔

میں ملائکہ کو ساتھ لانا چاہتا تھا تم نے منع کر دیا۔ لیکن مجھے ایسا لگا تھا جیسے ملائکہ ہمارے ساتھ آنا چاہتی تھی۔"

ابراہیم نے چونک کر انہیں دیکھا۔ لیکن وہ ملائکہ کی تصویر دیکھ رہے تھے۔

"خیر کل جلدی آ جانا۔ جعفر بھائی کی طرف رات کا کھانا ہے کیتھی کو بھی بتا دینا اسے بھی انوائیٹ کیا ہے۔"

وہ اسے شب بخیر کہہ کر باہر نکل گئے۔ تو وہ نائٹ بلب جلا کر بیڈ پر آ کر لیٹ گیا۔ اس کی نظریں سامنے دیوار پر لگی اس کی تصویر پر ٹکی تھیں۔

"تم کیا چاہتی ہو ملائکہ! میں سمجھ نہیں پا رہا۔" وہ اس کی کالی آنکھوں میں پرسوچ انداز میں دیکھتے ہوئے بڑبڑایا۔

☆ ☆ ☆

حنا اندر داخل ہوئی تو ملائکہ آئینے کے سامنے کھڑی تھی حنا کا عکس آئینے میں دیکھ کر وہ تیزی سے پلٹی تھی اور والہانہ انداز میں اس کے گلے لگ گئی۔

"بس رہنے دو یہ دکھاوے کی محبت۔ تمہیں اتنی توفیق نہیں ہوئی ایک فون ہی کر لو۔" ملائکہ کے پاس اس کے شکوے کا کوئی جواب نہیں تھا بس اس کا ہاتھ تھام کر صوفے پر بیٹھ گئی۔

"فراز نے بھی کتنی بار تمہارے بارے میں پوچھا۔" ملائکہ نے چونک کر حنا کو دیکھا۔

"فراز کیسا ہے؟"

"ٹھیک ہے۔ اس کی خالہ کی ڈیتھ ہو گئی تھی۔ صالحہ کی امی کی۔ آنٹی رضوانہ، صالحہ کو ساتھ لے آئی ہیں۔ جب دیکھو فراز اسے لے کر گھومتا رہتا ہے، ہر وقت اس کی ناز برداریوں میں مصروف رہتا ہے۔"

"ہوں!" ملائکہ نے صرف ہوں کہنے پر اکتفا کیا تھا حنا نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا۔

"تمہیں جیلسی نہیں ہوئی؟"

"کس بات سے؟" ملائکہ نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"اس بات سے کہ صالحہ کے آنے سے فراز تمہیں بھول گیا ہے۔"

"نہیں۔" وہ گہرا سانس لے کر کھڑی ہو گئی۔

"ابراہیم بھائی ٹھیک ہیں؟"

"انہیں کیا ہونا ہے۔" حنا نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔ "لندن سے ان کی سہیلی آئی ہوئی ہے، اس کے

آگے پیچھے لٹو کی طرح گھوم رہے ہیں۔" حنا کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ وہ حنا کا ہاتھ تھام کر نیچے آ گئی۔

لاؤنج میں داخل ہونے سے پہلے ہی ان کی نظر سامنے صوفے پر بیٹھے ابراہیم اور کیتھی پر پڑی تھی۔

"یہ کون ہے؟" حنا نے کون پر اچھا خاصا زور دے کر پوچھا تھا۔

"میری سوتن۔" ملائکہ نے ایسے کہا جیسے کڑوا بادام چبا لیا ہو۔ سلام کرنے کے بعد ملائکہ، فیروز صاحب کے پاس جا کر بیٹھ گئی جبکہ حنا کیتھی کے پاس اور اس سے بات کرتے ہوئے حنا نے خوش اخلاقی کے اگلے پچھلے تمام ریکارڈ توڑ دیے تھے۔

ملائکہ نے ایک سرد نگاہ کیتھی پر ڈالی جو کالی شلوار قمیص میں غضب ڈھا رہی تھی۔ "یقیناً" یہ شاپنگ ابراہیم نے کروائی ہو گی۔" اس نے دانت پیستے ہوئے ابراہیم کو دیکھا جو علی کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا۔ وہ معذرت کر کے کھڑی ہو گئی۔

"حنا!" جاتے جاتے وہ اسے آواز دینا نہیں بولی تھی۔

"کیا یار! اتنی مزے کی باتیں ہو رہی تھیں۔ درمیان میں سے کیوں بلا لیا۔"

"میں کرواتی ہوں تمہیں مزے کی باتیں، میر جعفر کی رشتہ دار۔"

"غصہ کیوں کر رہی ہو؟" ڈرائی فروٹ کی ٹرے سے پستہ اٹھاتے ہوئے اس نے شرارتی انداز میں ملائکہ کو دیکھا۔

"غصہ نہ کروں تو کیا کروں، زہر لگتی ہے مجھے یہ کیتھی۔" اس نے منہ بگاڑ کر کہا۔ "شرم آنی چاہیے اسے کسی کے ہزبینڈ کے ساتھ کیسے چپک کر بیٹھی ہے۔"

حنا کو ایک دم کھانسی اٹھی تھی۔ پستہ اس کے حلق میں ہی اٹک گیا تھا۔ ملائکہ نے اسے پانی نہیں دیا تھا، غصے سے اسے گھورتی رہی۔ آخر خود ہی اس نے پانی پیا۔

"یہ میرے گناہ گار کان کیا سن رہے ہیں ہزبینڈ مجھے کچھ جلنے کی بو آ رہی ہے۔" اس کے ارد گرد گھومتے ہوئے وہ سونگھ بھی رہی تھی۔ "حنا! مجھے غصہ آ رہا ہے اور میں کچھ بھی کر سکتی ہوں۔" اس کی دھمکی پر حنا ڈرنے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے پیچھے ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔

"لیکن یار! وہ ابراہیم بھائی کی دوست ہے بس۔"

"یہ بس نہیں ہے۔ محترمہ گوڈے گوڈے ابراہیم کی محبت میں غرق ہیں، ان کی خاطر اسلام قبول کرنے کو تیار تھی اور ابراہیم سے شادی کرنے کے لیے تڑپ رہی ہے۔ جدائی برداشت نہیں ہوئی تو سات سمندر کا فاصلہ طے کر کے اپنے محبوب کے قدموں میں آ گئی۔" اس کی "عاملوں کے پمفلٹ پر چھپنے والی مثال" پر اس کا قہقہہ نکل گیا تھا۔

"تو اس میں مائنڈ کرنے والی کیا بات ہے، تم نے تو ابراہیم بھائی کو چھوڑنا ہی ہے۔ کسی نہ کسی سے تو وہ بھی شادی کریں گے تو اچھا ہے وہ کیتھی ہو۔ ایک تو انہیں چاہنے والی بیوی مل جائے گی۔ دوسرا وہ ایک عیسائی لڑکی کو مسلمان کریں گے۔ سوچو کتنے ثواب کا کام ہے۔ اور دوسری اہم بات اس ثواب میں تم بھی حصہ دار ہو گی۔ آخر یہ سب تمہاری وجہ سے ہو گا نہ تم ابراہیم کو چھوڑتیں نہ کیتھی ان سے شادی کے خواب دیکھتی۔ واہ کیا اسٹوری ہے۔"

حنا نے چٹخارہ لے کر کہا۔ ملائکہ نے بے بسی اور غصے سے اس کی بکواس سنی جبکہ حنا ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہی تھی۔

"تم آج نہیں بچو گی۔" وہ قریب رکھا گلاس اٹھا کر اس کے پیچھے بھاگی۔ اس نے اپنے بھاگتے قدموں کو روکنے کی پوری کوشش کی تھی لیکن تب تک دیر ہو چکی تھی۔ وہ بڑی زور سے ابراہیم سے ٹکرائی تھی۔ ابراہیم نے ایک دم بازو سے تھام کر اسے سہارا دیا تھا۔

"ابراہیم! بچائیں مجھے اپنی خونخوار بیوی سے۔" وہ ابراہیم کے پیچھے چھپتے ہوئے بولی۔

ملائکہ کو غصہ بھی آ رہا تھا اور ہنسی بھی اور پھر ایک دم وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی۔ اور یونہی ہنستے ہوئے بے دھیانی میں اپنا سر ابراہیم کے سینے پر رکھ دیا۔ پھر

اساں ہونے پر پہلے اس کی ہنسی رکی تھی پھر اس نے سر اٹھا کر ابراہیم کا چہرہ دیکھا جس کے چہرے پر ایسی مسکراہٹ تھی جیسے اس نے اس کی اس حرکت کو انجوائے کیا ہو۔ وہ ایک دم سنجیدہ ہو گئی۔

"کافی خوش لگ رہی ہو اور طبیعت بھی ٹھیک لگ رہی ہے۔" ابراہیم اسے غور سے دیکھتے ہوئے بولا۔

"ابراہیم بھائی! آپ طنز کر رہے ہیں یا مزاج پرسی؟" حنا نے وہاں بھی اپنی ٹانگ اڑا دی تھی۔

"میں طنز نہیں کر رہا' مجھے اچھا لگ رہا ہے ملائکہ کو خوش دیکھ کر۔"

"آپ تو اداس ہوں گے ملائکہ کے بغیر۔" حنا کے سوال پر اس نے نظریں اٹھا کر ابراہیم کو دیکھا۔ وہ شدت سے اس کے جواب کی منتظر تھی۔

"وقت کا پتا ہی نہیں چلتا۔ سارا دن کیتھی کے ساتھ گزر جاتا ہے۔"

اس سے زیادہ ملائکہ سے سنا نہیں گیا تھا۔ وہ تیزی سے اس کی سائیڈ سے نکلی تھی' ابراہیم نے غور سے اسے جاتے دیکھا تھا۔

کھانا کھانے کے دوران بھی وہ خاموش رہی تھی اور بعد میں بھی جب بڑے خوش گوار ماحول میں باتیں ہو رہی تھیں' وہ چپ چاپ ٹی وی دیکھ رہی تھی۔ اسے خود پر غصہ آرہا تھا' آج وہ ایسے شخص کی ایک نظر کی منتظر تھی جسے اس کی پروا بھی نہیں تھی۔ ابراہیم' حنا علی اور کیتھی کی اپنی محفل جمی تھی' وقتاً فوقتاً ان کے قہقہے بھی سنائی دے رہے تھے' علی اور حنا نے کتنی دفعہ اسے بلایا تھا لیکن وہ پھر بھی وہیں جمی رہی۔ فیروز صاحب کب سے اسے اکیلا بیٹھا دیکھ رہے تھے' آخر کار وہ اٹھ کر اس کے پاس آگئے۔

"کیا بات ہے' میری بیٹی اکیلی کیوں بیٹھی ہے؟"

"کچھ نہیں چاچو!" اس نے سر ان کے کندھے سے ٹکا دیا۔

"اب گھر آجاؤ بیٹا! میں بہت اداس ہوں۔"

"جس کو اداس ہونا چاہیے وہ تو بہت خوش ہے۔" دل میں کہتے ہوئے اس نے چبھتی ہوئی نظر ابراہیم پر ڈالی تب ہی ابراہیم نے سرسری سے نظر سامنے ڈالی لیکن بہو' سسر کی محبت دیکھ کر اس کا سارے کا سارا دھیان ان کی طرف مبذول ہو گیا تھا۔

"چاچو! یہ کیتھی کب جا رہی ہے؟" فیروز صاحب نے حیرت سے اس کا چہرہ دیکھا۔

"کیوں؟" ان کی آواز میں مسکراہٹ کا عنصر بھی تھا۔

"کیوں کیا چاچو! کب سے آئی ہوئی ہے۔ اب جائے' چیک کر رہی رہ گئی ہے۔" اس کے لہجے سے صاف جلن کا احساس ہو رہا تھا۔ "اور اپنے بیٹے کو دیکھ رہے ہیں' خوشی سے پھولے نہیں سما رہے۔"

فیروز صاحب کا قہقہہ بے اختیار تھا۔ ابراہیم بےساختہ اٹھا تھا۔ جانے کیا راز و نیاز ہو رہے تھے فیروز صاحب کو بے تحاشا خوشی ہوئی تھی۔ ملائکہ کے انداز خالص بیویوں والے تھے۔

"کیا خیال ہے بابا اب چلیں۔" ان دونوں نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"ملائکہ سے بھی کہو چلنے کو۔" فیروز صاحب کے کہنے پر اس نے ملائکہ کو دیکھا۔

"یہ اپنی مرضی کی مالک ہے میں کیا کہہ سکتا ہوں۔"

رہنے دیں چاچو! آپ کیوں انہیں مجبور کر رہے ہیں' یہ میرے بغیر زیادہ خوش رہتے ہیں۔ اب تو کیتھی بھی آئی ہے۔ ان کی بیسٹ فرینڈ۔" وہ ایک ایک لفظ چبا کر بولی۔ "ابراہیم نے حیرت سے اس کا سرخ ہوتا چہرہ دیکھا جبکہ فیروز صاحب بہانہ کر کے وہاں سے کھسک گئے۔

"اگر تم گھر آنا چاہتی ہو تو آسکتی ہو۔"

آپ سے کس نے کہا' میں آنا چاہتی ہوں۔" ابراہیم نے الجھ کر اسے دیکھا۔

"تم اتنی روڈلی بیہو کیوں کر رہی ہو؟"

"روڈلی بیہو میں کر رہی ہوں یا آپ؟ آپ کو کہنا چاہیے تھا گھر چلو جبکہ آپ کہہ رہے ہیں اگر تم چاہو تو آسکتی ہو۔"

"اگر میں تمہیں کہتا کہ چلو تو تب بھی تمہیں برا لگنا تھا کہ میں حکم دے رہا ہوں۔"

ملائکہ ایک پل کے لیے چپ کی چپ رہ گئی۔ ہاں اگر وہ پہلے والی ملائکہ ہوتی تو ایسا ہی سوچتی لیکن اب اس کی سوچ بہت مختلف تھی۔

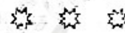
خاموشی کا لمحہ زیادہ ہی طویل ہو گیا تھا۔ وہ منتظر تھی کہ وہ اسے ساتھ چلنے کے لیے مجبور کرے۔ جبکہ وہ پتا نہیں کون سی سوچ میں گم تھا۔

"میں کل وکیل سے ملا تھا۔ پیپرز تیار ہیں۔ میں کل لے آؤں گا۔ تم سائن کر دینا۔ میں نیکسٹ ویک کیتھی کے ساتھ لندن جا رہا ہوں ہمیشہ کے لیے۔"

اس نے رک کر ملائکہ کو دیکھا۔

"بابا کو میں نے نہیں بتایا۔ وہاں جا کر انہیں بلاؤں گا پھر آرام سے بتا دوں گا۔"

ملائکہ جیسے پتھر کی ہو گئی تھی۔ وہ یہ کیوں بھول گئی کہ اسے جتنی نفرت دے چکی ہے تو کیا اب وہ اس سے محبت کرے گا۔



علی اور حنا کے ساتھ فراز کو دیکھ کر وہ حیران ہوئی تھی۔ لیکن حیرت کو بہت جلد اس نے مسکراہٹ میں ڈھال لیا تھا۔ "کیسی ہو؟" ان کے قریب پہنچنے پر اس نے فراز سے پوچھا تھا۔

"میں تو ٹھیک ہوں، تم سناؤ غائب ہی ہو گئی تھیں جانے سے پہلے کم از کم بتا تو دیتیں۔" علی کپڑے تبدیل اندر چلا گیا۔

"میں ملتان چلا گیا تھا خالہ بیمار تھیں پھر ان کی ڈیتھ ہو گئی۔"

"ہاں مجھے حنا نے بتایا تھا اور مجھے سن کر بہت افسوس ہوا تھا۔"

"صالحہ کیسی ہے؟"

"ٹھیک ہے۔" فراز جواب دے کر اسے دیکھنے لگا۔ جو اس کے بجائے سامنے دیکھ رہی تھی۔ فراز کو وہ بہت اجنبی لگی تھی۔

"واپس آکر بھی تم نے بتایا نہیں۔ تم آ گئی ہو اور وہاں جا کر تم نے موبائل آف کر رکھا تھا لگتا ہے اپنے ہربینڈ کے ساتھ تمہارا زیادہ ہی دل لگ گیا تھا جو کسی کو فون کرنے کی بھی گنجائش نہیں رہی۔" اس کے تلخ انداز پر کب سے خاموش کھڑی حنا نے ملائکہ کو دیکھا۔ "صحیح کہہ رہے ہو، میرا واقعی ان کے ساتھ دل لگ گیا تھا۔" فراز نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"جلدی کرو ہمیں آگے ہی دیر ہو گئی ہے۔" علی کہہ کر تیزی سے باہر کی طرف نکلا تھا۔

"جانا کہاں ہے؟" ملائکہ نے کار ڈرائیو کرتے علی سے پوچھا تھا۔

"ابراہیم بھائی نے کیتھی کو شاپنگ کروانا تھی۔ انہوں نے کہا" آپ کو بھی لے آؤں "انہوں نے آپ سے ضروری بات بھی کرنی ہے۔ حنا نے کہا اس نے بھی جانا ہے تو میں نے فراز کو بھی بلا لیا۔ سب اکٹھے ہوں گے۔ تو مزہ آئے گا۔"

علی مزے کا سوچ رہا تھا جبکہ اس کی سوئی 'ضروری بات' پر اٹک گئی تھی وہ جانتی تھی وہ ضروری بات کیا ہے اس کا مطلب ہے وہ پیپر تیار کروا چکا ہے یعنی وہ اسے چھوڑنے کا فیصلہ کر چکا ہے اسے ایک دم اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہوئی تھی۔

وہ حنا کے ساتھ مال کے اندر داخل ہو گئی۔ علی باہر ہی ابراہیم کا انتظار کر رہا تھا جبکہ فراز ان کے پیچھے تھا۔ وہ جانتی تھی وہ اس سے بات کرنا چاہتا ہے لیکن اس کے پاس اس کے سوالوں کے جواب نہیں تھے۔ اس لیے وہ اسے اگنور کر رہی تھی۔ وہ اپنے لیے کپڑے پسند کر رہی تھی جب اس کے بالکل پیچھے فراز آکر کھڑا ہو گیا۔

"تم نے کب سے شلوار قمیص پہننا شروع کر دی۔" ہینگر کو آگے کرتا اس کا ہاتھ ایک پل کے لیے رکا تھا اور پھر وہ پوری طرح اس کی طرف گھوم گئی۔

"ابراہیم کو شلوار قمیص پسند ہے۔"

فراز نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا "تو بات اس حد تک پہنچ چکی ہے۔"

ملائکہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اور اس کی سائیڈ سے نکلتے ہوئے حنا کے پاس آ گئی تب ہی اس نے علی کے ساتھ ابراہیم اور کیتھی کو آتے دیکھا۔

"یہ گوری چھپکلی جان ہی نہیں چھوڑتی ابراہیم بھائی کی۔" حنا اس کے کان میں گھسی کہہ رہی تھی اگر کسی میں محسوس کرنے کی حس ہوتی تو جان لیتا اس کی آنکھوں سے آگ نکل رہی تھی۔

علی ابراہیم کا تعارف فراز سے کروا رہا تھا، فراز بجو اور حنا کا مشترکہ دوست ہے۔" ابراہیم نے مسکرا کر اس سے ہاتھ ملایا۔

"یہ ابراہیم بھائی کی بچپن کی فرینڈ کیتھرین ہیں، لندن سے آئی ہیں۔ پاکستان کی سیر کرنے۔" کیتھی نے فراز سے ہاتھ ملایا۔ آج تو وہ بہت موڈ میں تھی پہلے حنا سے ملی اور پھر اس سے بھی۔

"لگتا ہے ڈائیورس کی خبر اس کو بھی مل گئی ہے۔ اسی لیے اتنی خوش ہے۔"

اس نے ایک ناراض نظر ابراہیم پر ڈالی۔ وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا اس کے دیکھنے پر مسکرا لیا لیکن اس نے غصے سے منہ دوسری طرف موڑ لیا۔ وہ بے مقصد چیزوں کو دیکھتی جا رہی تھی۔ جب اس نے پھر اپنے پیچھے فراز کی آواز سنی۔

"تم تو اس کی پسند کی چیزیں لیتی پھر رہی ہو اور جہاں تمہیں ہونا چاہیے تھا وہاں اس کی سہیلی کھڑی ہے۔" فراز کے لہجے میں تمسخر صاف محسوس ہو رہا تھا۔

ملائکہ نے غصے سے اسے دیکھا۔ "تم نے اسے میرے بارے میں بتایا؟" ملائکہ کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔

"میں نے ضروری نہیں سمجھا۔"

وہ کہہ کر وہاں سے ہٹ گئی جبکہ دل تیزی سے دھڑکنے لگا تھا اپنے دھیان میں چلتی ہوئی کسی سے ٹکرا گئی تھی۔ سر پکڑ کر اس نے نظریں اٹھائیں ابراہیم اس کے بالکل سامنے بہت قریب کھڑا تھا۔

"میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں اور تم بھاگ رہی ہو۔"

"مجھے کوئی بات نہیں کرنی۔" وہ نظریں چراتے ہوئے بولی۔

"کیوں تمہارے ہی فائدے کی بات ہے۔"

"میرا فائدہ؟ میرا تو نقصان ہی نقصان ہے۔" اس شخص کو میری آنکھوں میں اپنی محبت نظر نہیں آتی۔ وہ تقریباً دوڑتے ہوئے وہاں سے ہٹ گئی تھی۔

وہ بس چھپ جانا چاہتی تھی، جہاں وہ تین لفظ اسے تھما نہ سکے۔ وہ باتھ روم میں چلی آئی۔ اس وقت وہاں کوئی نہیں تھا تب ہی اس نے باہر سے شور اور چیخوں کی آواز سنی لیکن دھیان نہیں دیا۔ کچھ دیر بعد اسے بہت زور سے کھانسی اٹھی تھی۔ اس نے چونک کر دیکھا ہر طرف دھواں پھیلا تھا، وہ کھانستی ہوئی باہر نکلی۔ چاروں طرف آگ بھڑکی ہوئی تھی۔ سیکنڈ فلور پر آگ لگی تھی۔ چند لمحوں میں آگ بری طرح بھڑک اٹھی تھی۔ وہ سب باہر کی طرف بھاگ رہے تھے۔ ان کے پیچھے ابراہیم کیتھی کا ہاتھ پکڑ کر باہر نکلا تھا۔ اس اچانک افراتفری میں انہوں نے دیکھا ہی نہیں، ملائکہ کہاں ہے۔ ہر بندہ پریشان ہو کر ادھر سے ادھر بھاگ رہا تھا۔

فائر بریگیڈ کی گاڑیوں کی آواز آنا شروع ہو گئی تھی۔ وہ فراز علی اور حنا کو دیکھ کر تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔

"ملائکہ کہاں ہے؟" اس نے علی سے پوچھا تھا جبکہ وہ خود پریشانی سے ابراہیم کا چہرہ دیکھنے لگا۔

"علی! میں پوچھ رہا ہوں ملائکہ کہاں ہے؟" اس نے علی کو تقریباً جھنجھوڑ ڈالا تھا۔ حنا اور فراز گھبرا کر لوگوں کے ہجوم میں ملائکہ کو ڈھونڈنے لگے۔ علی کو لگ رہا تھا۔ اس کی ٹانگیں اس کا ساتھ چھوڑ رہی ہیں۔

ابراہیم نے بے قراری سے اسے ڈھونڈنا شروع کیا کیتھی نے روتے ہوئے علی کو دیکھا جو زمین پر بیٹھ گیا تھا۔ اس نے سر کو دونوں ہاتھوں میں تھام لیا تھا۔ حنا اور فراز بھاگتے ہوئے ان کے قریب آئے تھے۔

"مجھے نہیں لگتا وہ باہر آئی ہے وہ سیکنڈ فلور پر گئی تھی۔" حنا کہتے ہوئے رو پڑی تھی۔ ابراہیم نے سر اٹھا

کر دوسری منزل کی طرف دیکھا جہاں سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔

فراز بے بسی سے سیکنڈ فلور کی طرف دیکھ رہا تھا۔ کیتھی ابراہیم کو ہی دیکھ رہی تھی۔ اس کا ارادہ بھانپ کر اس نے تیزی سے اس کا بازو تھاما۔

"ابراہام! میں تمہیں نہیں جانے دوں گی۔" ان تینوں نے چونک کر کیتھی اور ابراہیم کو دیکھا تھا۔

"جو اندر ہے' وہ میری بیوی ہے اگر اسے کچھ ہو گیا تو...!" اس نے ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ کھینچا اور ہجوم کو چیرتے ہوئے بلڈنگ میں داخل ہوا تھا۔

"سر! آپ کہاں جا رہے ہیں آگے خطرہ ہے۔" دو تین لوگوں نے اسے پکڑا تھا۔

"میری وائف اندر ہے۔" وہ چیخ رہا تھا لیکن وہ آدمی اسے چھوڑنے کو تیار نہیں تھے۔ اس نے اپنی پوری طاقت لگا کر اپنا آپ چھڑایا اور اتنی ہی زور سے ایک ایک مکا دونوں کے منہ پر جڑا تھا۔ درد کی شدت سے وہ تو وہیں دہرے ہو گئے اور وہ تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بھاگا تھا۔



وہ برستی آنکھوں سے آگ کے شعلوں کو دیکھ کر سوچ رہی تھی کہ شاید اس کی موت ایسے ہی لکھی تھی۔ اس نے آخری کوشش کے طور پر متلاشی نظروں سے چاروں طرف کا جائزہ لیا۔ لیکن باہر نکلنے کا کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا تھا۔

"یا اللہ! میری آپ سے یہی دعا ہے اگر ابراہیم نے میری زندگی میں رہنا ہے تو مجھے زندگی دے' ورنہ موت ہی ٹھیک ہے۔"

کھانسی ایک دفعہ پھر شروع ہو گئی دھواں اس کی ناک اور آنکھوں میں گھس رہا تھا' اسے سانس لینے میں بھی دشواری ہو رہی تھی۔ مرنے سے پہلے پرندے جس طرح پھڑپھڑاتے ہیں بالکل اسی طرح وہ سانس لینے کے لیے کوئی روزن ڈھونڈ رہی تھی۔

"ملائکہ!" بند ہوتی آنکھوں اور گم ہوتے حواسوں کے ساتھ اس نے اپنا نام سنا تھا اور وہ اسے وہم ہی لگا تھا۔ کیونکہ وہ شاید اسے ہی سوچ رہی تھی۔

"ملائکہ!" ایک بار پھر اس کا نام پکارا گیا تھا اور اب کی بار اس کی آواز کہیں پاس سے آئی تھی۔ اس کی آنکھیں پوری کھل گئی تھیں۔ بے جان ہوتے وجود میں جیسے کسی نے روح پھونک دی تھی۔

"ابراہیم!" وہ پورا زور لگا کر چیخی تھی۔ پتا نہیں وہ کھڑکی تھی کہ دروازہ' وہ اس کے پار اسے نظر آیا تھا' اس نے بھی اسے دیکھ لیا تھا۔

"ملائکہ! تم وہیں رکو۔" اسے دیکھ کر وہ بولا تھا اور پھر پیچھے مڑا صرف کچھ سیکنڈ بعد وہ اس کے سامنے تھا اور اس کے پیچھے تین چار لوگ اور تھے جو سلنڈر سے آگ بجھا رہے تھے۔ آگ بجھتے ہی وہ چاروں اندر داخل ہوئے تھے' وہ سیدھا اس کی طرف آیا تھا اور پریشانی سے اسے دیکھنے لگا۔

"تم ٹھیک تو ہو؟" اسے پتا نہیں کیا ہوا' وہ اس کے ساتھ لگ کر رونے لگی۔ اور پچھلے چند لمحوں میں وہ جو اس قدر پریشان ہوا تھا اسے صحیح سلامت سامنے دیکھ کر اس کی جو حالت تھی وہ بیان نہیں کر سکتا تھا اس نے اسے رونے سے نہیں روکا تھا۔ وہ اسے بازوؤں کے گھیرے میں لیے ہوئے تھا اور اسے ساتھ لگائے اس کے صحیح ہونے کا یقین کر رہا تھا۔

"آپ پلیز یہاں سے نکل جائیں۔" ایک آدمی نے ابراہیم سے کہا تھا۔ اس نے سر ہلا کر ملائکہ کو دیکھا اور اسے ساتھ لگائے باہر نکل آیا۔ سیڑھیاں اترتے ہوئے وہ مسلسل اس کے بازو کے حلقے میں تھی۔ ان دونوں کے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی لیکن ان کے درمیان جو خاموشی تھی' وہ بھی معنی خیز تھی۔ ان کو دیکھتے ہی علی' حنا' فراز اور کیتھی تیزی سے ان کی طرف بڑھے۔

"بجو!" علی ایک دم اس کے ساتھ لگ کر رونے لگا تھا۔ حنا بھی رو رہی تھی لیکن اسے دیکھ کر اسے تسلی ہو گئی تھی۔

آج کتنے لوگ تھے لیکن اس کو بچانے کے لیے

ابراہیم ہی آگے بڑھا تھا۔ وہ اس کے لیے جلتی آگ میں کود گیا تھا۔ ملائکہ سر جھکائے بالکل خاموش تھی۔ اس کی خاموشی کو ان سب نے محسوس کیا تھا۔

"اگر تمہیں ٹھیک نہیں لگ رہا تو ہم ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔" ابراہیم کے پوچھنے پر اس نے سر نفی میں ہلایا۔

"میں ٹھیک ہوں اور پلیز ڈیڈی کو کچھ نہ بتانا۔ وہ پریشان ہوں گے۔"

کیتھی کب سے ابراہیم کی طرف دیکھ رہی تھی جو اسے بھول ہی گیا تھا۔

اس کا سارا دھیان ملائکہ کی طرف تھا۔ وہ ملائکہ کو اپنی گاڑی کی طرف لے آیا۔ اس کے لیے اس نے فرنٹ ڈور کھولا تھا اور کیتھی خود بخود پچھلی سیٹ پر چلی گئی تھی۔ لاؤنج میں داخل ہوتے ہی اس کا پہلا سامنا نوشابہ سے ہوا تھا۔

"خیریت تو ہے؟" ان کے پریشان چہرے دیکھ کر انہوں نے پوچھا تھا۔

"ملائکہ کو کیا ہوا؟" اس کا زرد چہرہ دیکھ کر وہ بے ساختہ اس کی طرف بڑھی تھیں۔

"کچھ نہیں مما بس چکر آگیا تھا۔"

"منع بھی کیا تھا علی تمہیں اسے باہر نہ لے کر جاؤ اسے پہلے ہی بخار تھا۔ رنگ دیکھو اس کا کیسے ہلدی کی طرح ہو رہا ہے۔" انہوں نے غصے سے علی کو دیکھا۔ وہ بے چارہ پریشان ہو کر باقیوں کے منہ دیکھنے لگا۔

"میں ٹھیک ہوں مما!" نوشابہ نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا اور ان کی نظر پیچھے کھڑے ابراہیم پر پڑی تو وہ جیسے ہوش میں آگئیں۔

"بیٹا! آپ لوگ بیٹھو، حنا ملائکہ کو اندر لے جاؤ۔"

"تمہیں بھوک لگی ہے تو کھانا لاؤں؟" حنا کے پوچھنے پر اس نے سر نفی میں ہلایا۔

"تم ٹھیک تو ہو؟" اس کی بند آنکھوں سے نکلتے آنسوؤں کو حنا نے تشویش سے دیکھا تھا۔

"اگر مجھے طلاق ہو رہی ہے تو مجھے بچانے کی کیا ضرورت تھی۔"

"طلاق تم نے خود مانگی تھی۔" حنا نے اسے یاد دلایا۔ وہ خاموش ہو گئی تھی۔

☆ ☆ ☆

"ابراہیم بھائی!" حنا کی آواز پر وہ جو کیتھی کے ساتھ گیٹ کی طرف بڑھ رہا تھا حیرت کے ساتھ مڑا۔ "مجھے آپ سے ضروری بات کرنا ہے۔"

"مجھے آپ سے ضروری بات کہنی ہے۔" وہ بھاگتی ہوئی اس کے قریب آئی تھی۔ وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔ حنا نے کیتھی کی طرف دیکھا۔

"اسے اردو نہیں آتی۔" ابراہیم نے اطمینان دلایا۔

"مجھے آپ سے ملائکہ کے بارے میں بات کرنا ہے۔" وہ بات کرتے ہوئے ابراہیم کا چہرہ غور سے دیکھ رہی تھی۔

"کہیے۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔

"ملائکہ بچپن سے ہی ضدی اور جذباتی ہے۔ انکل نے اس سے پوچھے بغیر اس کا نکاح آپ سے کر دیا' اسے اس بات پر بہت غصہ تھا اور اسی غصہ میں اس نے نہ جانے آپ سے کیا کیا کہہ دیا۔ اس کے صاف کردار کی میں گواہ ہوں' اسے بچپن سے جانتی ہوں۔"

"یہ آپ مجھے کیوں بتا رہی ہیں؟"

"آپ اسے ڈائیورس دے رہے ہیں نا!" وہ ہکلا گئی۔

"جب آپ کو یہ پتا ہے تو یہ بھی پتا ہوگا کہ یہ آپ کی دوست کی فرمائش ہے۔ میں نہیں دے رہا۔ آپ کی دوست میں ایسی کوئی بات ہے کہ انسان نہ چاہتے ہوئے بھی اس سے محبت کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔"

"میں جانتی ہوں' بچپن سے ہی اس کا دماغ کچھ گھوما ہوا ہے لیکن محبت وہ آپ سے ہی کرتی ہے۔"

ابراہیم کو خوشگوار حیرت ہوئی تھی' ہونٹوں کے ساتھ اب کی بار اس کی آنکھیں بھی مسکرانے لگی تھیں۔

"اگر وہ یہ بات خود کہہ دے تو سمجھیں' زندگی کی

دوسری بڑی خواہش پوری ہو جائے گی۔"
"پہلی خواہش کون سی تھی؟"
"پہلی خواہش ملائکہ سے شادی کی تھی۔"
حنا قہقہہ لگا کر ہنس پڑی "آپ بے فکر ہو جائیں، جیسا آپ چاہتے ہیں ویسا ہی ہو گا۔ آخر آپ کا اتنا حق تو بنتا ہے۔" بات کے اختتام پر وہ دونوں ہنس پڑے تھے۔

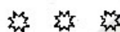
وہ مڑ گیا۔ کیتھی نے غور سے اس کا جگمگاتا چہرہ دیکھا تھا۔ کیتھی نے گردن گھما کر گاڑی چلاتے ابراہیم کو دیکھا اس کے ہونٹوں پر مستقل مسکراہٹ تھی۔ اور سارا چہرہ کسی چیز کو پالینے کی خوشی میں چمک رہا تھا۔
"ابراہام!" کیتھی کے پکارنے پر اس نے چونک کر اسے دیکھا، "تمہیں نہیں لگتا۔ آج جو تم نے کیا۔ وہ غلط تھا۔ تمہاری جان کو بھی خطرہ ہو سکتا تھا۔" کیتھی کی بات پر اس کی مسکراہٹ گہری ہو گئی تھی۔
"ہاں۔ میں جانتا ہوں میں نے جذباتی قدم اٹھایا تھا لیکن اس وقت مجھے صرف ملائکہ کا خیال تھا۔"
"ابراہام! تم اس سے بہت محبت کرتے ہو؟"
"ہاں میں اس سے بہت محبت کرتا ہوں۔" کیتھی اب بھی اسے دیکھ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو چمک رہے تھے۔
"میں لندن سے یہی سوچ کر آئی تھی میں نے تمہیں کھو دیا ہے۔ لندن میں جب تم نے ملائکہ کا ذکر کیا تو تمہاری آنکھوں میں میں نے اس کی محبت دیکھ لی تھی لیکن یہاں آکر سب کچھ میری توقع کے برعکس تھا۔ تم دونوں میں دوریاں تھیں۔ پھر اس دن، جو تم نے کہا میں نے تم سے پوچھا تھا کہ ابراہیم تمہاری زندگی میں ابھی بھی میری جگہ ہے تو تم نے ہی مجھے آس دلائی تھی۔"
"آئی ایم سوری کیتھی! میں نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا۔"
"ہم میں کچھ اختلافات ضرور تھے لیکن میری محبت اس کے لیے اپنی جگہ پر ہے۔ ہم اگر ڈائیورس کے بارے میں سوچتے بھی تو ہمارے بڑے ہمیں ایسا کبھی نہ

کرلے دیتے اور اب تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جبکہ میں یہ جان گیا ہوں کہ وہ بھی مجھے چاہتی ہے۔" کیتھی کا سر مزید جھک گیا تھا۔

"آئی ایم سوری کیتھی! میں نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا۔" کیتھی نے آنسو صاف کرکے مسکرا کر اسے دیکھا۔

"اٹس او کے ابراہام! غلطی میری ہے۔ مجھے سمجھنا چاہیے تھا۔ چلو اب۔" اسے یونہی دیکھتا پا کر وہ مسکرا کر بولی تو اس نے گاڑی اسٹارٹ کردی۔

"حنا! مجھے ملائکہ سے بات کرنا ہے۔" فراز کی آواز سن کر وہ رک گئی۔



اس سارے چکر میں وہ فراز کو تو بھول ہی گئی تھی۔ پھر کچھ سوچ کر گردن ہلا کر اسے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا اس نے اندر جھانکا۔ وہ لیٹی چھت کو گھور رہی تھی۔

"ملائکہ! فراز کو تم سے بات کرنی ہے۔" اس نے لیٹے لیٹے حنا کو دیکھا اور اٹھ کر بیٹھ گئی۔ حنا نے دروازہ کھول کر فراز کو اندر آنے کا راستہ دیا۔ وہ صوفے پر آکر بیٹھ گیا۔ جبکہ حنا ملائکہ کے پاس بیڈ پر بیٹھ گئی۔

کتنے ہی لمحے گزر گئے۔ فراز نے کوئی بات نہیں کی تھی۔ وہ سر جھکائے اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہا تھا۔ ملائکہ نے سوالیہ نظروں سے حنا کو دیکھا تو وہ کندھے اچکا کر فراز کو دیکھنے لگی۔

"فراز! تمہیں مجھ سے کوئی بات کرنی تھی۔" فراز نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"تم نے ابراہیم سے ڈائیورس کی بات کی؟"

"نہیں۔" اب کے وہ گہرا سانس لے کر بولی۔

"کیوں؟" اس کے کیوں پر اس نے پہلے حنا کو اور پھر فراز کو دیکھا وہ اس کے جواب کے منتظر تھا۔

"فراز! جو وقت گزر گیا' وہ واپس لوٹ کر نہیں آسکتا' میں پہلے جیسی نہیں ہوں اور سچ سچ بتاؤ کیا تمہارے دل میں میرے لیے وہی جذبات ہیں؟ تمہیں صالحہ کے جذبات کا پاس ہے' تمہاری امی کی محبت تمہارے قدم روکتی ہے۔ تم خود بتاؤ اس کشمکش میں میں کہاں ہوں؟ تم اپنا دل ٹٹول کر دیکھو تمہارے دل میں بھی میرے لیے شکوک ہیں۔"

"اگر تم نے یہی کرنا تھا تو مجھے امید کیوں دلائی؟"

"وہ میری نا سمجھی تھی' میں رشتوں کی اہمیت سے ناواقف تھی۔ نکاح کے دو بول کیسے بندھن میں باندھ دیتے ہیں اس حقیقت کو نہیں سمجھتی تھی وہ آج جب وہ میرے لیے آگ میں کودا تو مجھے پتا چلا کہ محبت اور رشتے کیا ہوتے ہیں۔ تم بھی تو وہیں تھے۔ تم میرے لیے آگ میں کود سکتے تھے؟"

فراز کا سر جھک گیا تھا' پتا نہیں وہ کیا سوچ رہا تھا۔

"ایک آخری بات۔" ملائکہ اسے دیکھ کر بولی "اگر میں یہ سوچوں کہ تم مزید میری زندگی کا حصہ نہیں تو مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن اگر میں ایک لمحہ کے لیے یہ سوچوں کہ ابراہیم میری زندگی میں نہیں تو مجھے یوں لگتا ہے میرے جینے کا مقصد ختم ہوگیا ہے۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی فراز ایک جھٹکے سے کھڑا ہوا تھا۔

"فراز!" اسے جاتا دیکھ کر اس نے آواز دی۔

"تم صالحہ سے شادی کرلو۔ وہ تمہیں پسند بھی کرتی ہے اور تمہارے گھر والوں کو بھی وہ پسند ہے۔" فراز نے مڑ کر چبھتی نظروں سے اسے دیکھا۔

"مجھے کس سے شادی کرنی ہے اس کے لیے مجھے تمہارے مشورے کی ضرورت نہیں۔" جب وہ بولا تو اس کا لہجہ بھی روکھا تھا۔

وہ دروازے سے نکلنے لگا تھا جب ملائکہ نے اسے دوبارہ آواز دی۔

"فراز! اگر تم اس طرح ناراض ہو کر جاؤ گے تو میرے دل میں ہمیشہ کے لیے افسوس رہ جائے گا۔ تم جانتے ہو میں نے کبھی سوری نہیں کیا۔ لیکن میں تم سے سوری کررہی ہوں اگر تمہارے دل میں ہماری دوستی کے لیے ذرا بھی عزت ہے تو تم مجھے معاف کردو گے۔"

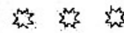
فراز کچھ دیر اسے دیکھتا رہا پھر مسکرا دیا۔ "مجھے تم پر

غصہ تو بہت تھا لیکن میں سمجھتا ہوں۔ قسمت میں ہمارا ساتھ تھا ہی نہیں۔"
وہ کہہ کر باہر نکل گیا تو حنا خوشی کے مارے اس کے گلے لگ گئی۔ "یہ تم نے بالکل صحیح فیصلہ کیا۔" اس نے الگ ہو کر اس کا چہرہ دیکھا۔ اس کو روتا دیکھ کر اس کی مسکراہٹ سکڑ گئی تھی۔
"ملائکہ! تم اب کیوں رو رہی ہو؟"
"حنا! مجھے ایسا لگتا ہے جیسے مجھے فیصلہ کرنے میں دیر ہو گئی ہے۔ میں نے ابراہیم کو کھو دیا ہے۔ آج وہ کمرے میں آئے تو میں منتظر ہی رہی' وہ مجھے کہیں گے گھر چلو لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا' میں ان سے محبت کرتی ہوں۔ تمہیں نظر آ گیا فراز کو پتا چل گیا جس سے محبت کرتی ہوں اسے کیوں محسوس نہیں ہوا۔"
"ہو سکتا ہے' وہ تمہاری طرف سے پہل کے منتظر ہوں" حنا نے جیسے سمجھ کر سرہلایا۔ "ملائکہ! اب تک تم ان کے ساتھ بہت زیادتی کرتی رہی ہو' اب اظہار کرنے میں پہل تمہیں کرنا ہوگی۔"

☆ ☆ ☆

اس نے چار ڈیجٹ ڈائل کیے اور پھر فون آف کر دیا۔ یہ تیسری بار تھا۔ آخر کار اس نے پورا نمبر ڈائل کر دیا۔ دوسری بیل پر جب وہ فون بند کرنے والی تھی۔ اس نے فون اٹھا لیا۔ اس کی ہیلو سنتے ہی اس نے فون کاٹ دیا۔ اس کا دل اتنی تیزی سے دھڑک رہا تھا جیسے اس نے کوئی چوری کی ہو۔ ساتھ ہی فون دوبارہ بج اٹھا۔ تیز آواز پر فون اس کے ہاتھ میں کانپ کر رہ گیا۔ ابراہیم کا فون تھا اس نے آن کا بٹن پریس کر کے فون کان سے لگا لیا۔
"فون کیوں بند کر دیا تھا؟" اس کی ہیلو سن کر وہ بولا تھا۔
"وہ غلطی سے نمبر مل گیا تھا۔" اس کے بہانے پر وہ شاید مسکرایا تھا "چلو غلطی سے سہی مل تو گیا اسی بہانے بات کر لو۔"
"چلیں مجھ سے غلطی تو ہوئی آپ سے تو یہ بھی نہیں ہوئی۔"
اب اس کا قہقہہ سنائی دیا تھا "تم انتظار کر رہی تھیں۔"
"کیوں میں پاگل ہوں" وہ ناراضی سے بولی۔
"کیوں پاگل اپنے شوہر کے فون کا انتظار کرتے ہیں۔"
"شوہر کو اتنا پتا نہیں کہ اس کی کوئی بیوی بھی ہے۔" اس کی شکایت پر کچھ دیر کے لیے دوسری طرف خاموشی چھا گئی۔
"سوری یار! آج ڈائیگ مجھے آنا تھا لیکن کیھتی کی وجہ سے بزی رہا' آج اس کی فلائیٹ تھی۔ اس کو چھوڑنے ایئرپورٹ آیا تھا۔"
ملائکہ کی نظر بے ساختہ گھڑی کی طرف گئی' رات کا ایک بج رہا تھا۔ جانے کیوں اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔
"ملائکہ!" اس کی خاموشی محسوس کر کے اس نے پکارا تھا۔
"مر گئی ملائکہ!" اس نے کہہ کر فون بند کر دیا اور دونوں ہاتھوں میں منہ چھپا کر رونے لگی۔
اس نے ڈور بیل کی آواز سنی تو چونک کر گھڑی کی طرف دیکھا' رات کا ڈیڑھ بج رہا تھا۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ "اس وقت کون آ سکتا ہے۔" وہ گھبرا کر باہر نکلی۔ جعفر حسین اور ثوشابہ بھی اپنے کمرے سے نکل آئے تھے جبکہ علی لاؤنج کے دروازے میں کھڑا تھا اور اندر داخل ہونے والی ہستی کو دیکھ کر وہ سب حیران سے زیادہ پریشان ہو گئے تھے۔ اندر داخل ہوتے ہی اس کی پہلی نظر ملائکہ پر پڑی جس کی آنکھیں اسے دیکھ کر پھیل گئی تھیں۔ اس پر سے نظریں ہٹا کر وہ جعفر حسین کی طرف متوجہ ہوا۔
"بیٹا! سب خیریت ہے اس وقت ..." فیروز تو ٹھیک ہے؟"
"جی انکل! سب ٹھیک ہے۔ میں ملائکہ کو لینے آیا ہوں"
"اس وقت..." انہوں نے کچھ حیران ہو کر پہلے

ابراہیم کو پھر ملائکہ کو دیکھا۔
"انکل! پاپا نے کہا تھا۔ ملائکہ کو لے آؤ۔"
"ہاں۔ ٹھیک ہے بیٹا!" نوشابہ نے اس کی مشکل آسان کر دی تھی۔
"ملائکہ بیٹا! جانا ہے آپ نے؟" جعفر حسین کے پوچھنے پر سب کی نظریں اس پر ٹک گئیں۔ اس کا سر اثبات میں ہلا تھا اور ابراہیم کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔



کار ڈرائیو کرتے ہوئے وہ کچھ دیر بعد اسے بھی دیکھ لیتا تھا جو منہ موڑے بیٹھی تھی۔ اس نے اچانک ہاتھ بڑھا کر اس کا ہاتھ تھاما۔ ملائکہ نے چونک کر اسے دیکھا جو سامنے دیکھ رہا تھا۔ اس نے اپنا ہاتھ کھینچا لیکن اس کی گرفت مضبوط تھی۔
"ہاتھ چھوڑیں میرا۔"
"کیوں؟" وہ مسکرا کر بولا۔
"میرے ساتھ فری ہونے کی ضرورت نہیں۔"
"تو کس کے ساتھ فری ہوں؟"
"جسے چھوڑنے ایئرپورٹ گئے تھے۔" اب کی بار وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔
"جیلس ہو رہی ہو؟"
"میں کیوں جیلس ہوں گی۔" وہ منہ بسور کر بولی۔ اب کے وہ کچھ نہیں بولا اور ہاتھ بھی نہیں چھوڑا تھا اور اس نے بھی نہیں چھڑایا تھا۔ لاؤنج کا دروازہ کھلا تھا۔ جب وہ اندر داخل ہوئے۔ فیروز صاحب انتظار کر رہے تھے۔ ان کی نظر آگے کھڑے ابراہیم پر پڑی تھی۔
"کب سے انتظار کر رہا ہوں کہاں رہ گئے تھے۔ کم از کم فون ہی کر دیتے۔"
ان کی بات ملائکہ پر نظر پڑتے ہی ادھوری رہ گئی۔ انہوں نے خوشگوار حیرت سے اسے دیکھا۔
"پاپا! ملائکہ نے فون کر کے بلا لیا تھا۔ اسے لینے گیا تھا۔"
ملائکہ نے پوری آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔
"جھوٹ چاچا جی! میں نے نہیں بلایا۔ یہ مجھے لے کر آئے ہیں۔" وہ سر جھکائے مسکراتا ہوا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا جبکہ وہ ہاتھ مسلتے ہوئے کھڑی تھی۔ فیروز صاحب چل کر اس کے سامنے آئے۔
"بیٹا! ایسے کیوں کھڑی ہو۔ یہ تمہارا گھر ہے جب مرضی آؤ۔ سچ بتاؤں تمہیں دیکھ کر بہت خوشی ہو رہی ہے۔ لگتا ہے گھر جگمگانے لگا ہے۔"
ان کی بات پر وہ سر جھکا کر مسکرا دی تو انہوں نے اس کا ماتھا چوم لیا۔
"سدا خوش رہو جاؤ۔ بہت رات ہو گئی ہے آرام کرو۔" وہ اس کا سر تھپک کر مڑ گئے تو اس نے گہرا سانس لے کر سر اٹھایا۔
کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ اس نے بہت جھجکتے ہوئے دروازہ کھولا تھا۔ اگلے ہی پل تیزی سے چلتی سانسیں معمول پر آئی تھیں۔ وہ کمرے میں نہیں تھا۔ وہ چلتی ہوئی صوفے پر جا کر بیٹھ گئی کچھ دیر بعد وہ اپنے نائٹ سوٹ میں باتھ روم سے باہر نکلا تھا۔
"آج کا دن بہت تھکانے والا تھا۔" وہ کہتے ہوئے بیڈ پر لیٹ گیا پھر اس کی طرف کروٹ بدل کر اسے دیکھنے لگا۔
"ملائکہ!" اچانک سناٹے میں اس کی جذبات سے بوجھل آواز ابھری تو اس کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا اس نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔
"یہاں آؤ۔" اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے بلا لیا وہ ٹرانس کی کیفیت میں چلتی ہوئی اس کے پاس آ کر بیٹھ گئی وہ سر جھکائے اس کے سامنے بیٹھی تھی لیکن جانتی تھی وہ اسے ہی دیکھ رہا ہے۔ ابراہیم نے اس کا ہاتھ تھاما تو اس کی نظریں خود بخود ابراہیم کی طرف اٹھ گئیں۔
"میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہاں سے شروع کروں۔ وہاں سے جب تم مجھے پہلی بار اچھی لگی تھیں۔ پہلی بار مجھے ان آنکھوں نے بہت متاثر کیا تھا۔" اس نے شہادت کی انگلی سے اس کی آنکھ کو چھوا۔ "اور محبت تب

ہوئی جب میں نے تمہیں دلہن کے روپ میں دیکھا' یہ پیچھے دیوار پر لگی تصویر دیکھ رہی ہو' میں ہر روز سونے سے پہلے اسے دیکھتا اور میری صبح بھی تمہاری تصویر کو دیکھ کر ہوتی اور میں اس دن کا انتظار کرنے لگا جب تم حقیقت میں میرے پاس ہوگی لیکن سب میری سوچ کے برعکس ہوا۔"

اس نے گہرا سانس لیا تو ملائکہ کی نظریں شرمندگی سے جھک گئیں۔

"مجھے تم پر بڑا غصہ تھا اور میں نے کوشش بھی کی میں تم سے نفرت کروں لیکن میں تم سے اس قدر محبت کر چکا تھا کہ نفرت کا احساس بھی محبت میں بدل جاتا تھا۔" ملائکہ کی آنکھوں میں پانی جمع ہونے لگا۔

وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر رونے لگی اور وہ جو بڑے موڈ میں اپنی کہانی سنا رہا تھا گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔

"ملائکہ!" اس نے پریشان ہو کر اس کے ہاتھ ہٹانے چاہے لیکن وہ ایک دم اس کے سینے سے لگ گئی۔

"میں بھی آپ سے بہت پیار کرتی ہوں اتنا زیادہ کہ میں آپ کے بغیر جی نہیں سکتی۔"

ابراہیم ایک پل کے لیے حیران ہوا پھر مسکرا کر دونوں بازو اس کے گرد پھیلا دیے۔

"آپ مجھ سے کچھ پوچھیں گے نہیں کہ میں نے یہ سب کیوں کیا؟"

ابراہیم نے نفی میں سر ہلایا "جو گزر گیا وہ ختم ہو گیا۔ ساری زندگی گزارنے کے لیے یہ کافی نہیں کہ تم مجھ سے محبت کرتی ہو اور میں تم سے۔" ملائکہ کتنی دیر تک اس کا چہرہ دیکھتی رہی۔

"کیا مجھ پر بہت زیادہ پیار آ رہا ہے؟" اسے غور سے دیکھتا پا کر وہ شرارت سے بولا تو وہ سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ کھڑی ہو گئی۔

"کہاں جا رہی ہو؟"

"سونے۔" وہ صوفے پر جا کر بیٹھ گئی۔ ابراہیم کچھ دیر آنکھوں میں الجھن لیے اسے دیکھتا رہا۔ ملائکہ نے مسکراہٹ چھپانے کے لیے چہرہ موڑ کر کمبل اوپر تک اوڑھ لیا تھا لیکن کچھ سیکنڈ بعد کمبل ابراہیم نے اس کے اوپر سے کھینچ کر اتارا تھا وہ گھبرا کر سیدھی ہوئی۔

"یہ کمبل میرا ہے۔" وہ کمبل لے کر واپس بیڈ پر چلا گیا جبکہ وہ کتنی دیر کمبل میں ڈھکے اس کے وجود کو گھورتی رہی پھر وہ غصے سے اٹھی۔ کمبل کھینچنے کے لیے اس نے ہاتھ بڑھایا تھا لیکن اس سے پہلے اس کا ہاتھ ابراہیم کے ہاتھ میں آ گیا تھا' اس نے ایک جھٹکا دیا تھا اور وہ اس کے اوپر تھی۔ ابراہیم نے کمبل سے چہرہ نکال کر اسے دیکھا۔

"میڈم! اس کمبل کے ساتھ یہ بندہ فری مل رہا ہے آخری پیس ہے' لے لیں ورنہ اس آفر سے کوئی بھی فائدہ اٹھا سکتی ہے۔" وہ جو مسکراتے ہوئے اس کی آفر سن رہی تھی۔

آخری بات پر اس نے بے ساختہ مکا اس کے کندھے پر رسید کیا تھا اور وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑا تھا۔ اور ان دونوں کے ساتھ کمرے کے در و دیوار بھی ہنس پڑے تھے۔

☆

